ناول

حورانِ حرم

مسٹر رینلڈ کے مشہور ناول دی لوز آف دی حرم کا ترجمہ

جسکو

لالہ لچھمی نراین صاحب حکیم و پنڈت جے نراین ساکنان

دہلی محلہ پیپل مہادیو نے

جہت تالیف قلوب شائقان انگریزی سے ترجمہ کرکے چھپوایا

بار اول قیمت ۸/ ۱

سنہ ۱۹۰۴ء

مطبع جوہر ہند دہلی محلہ پیپل مہادیو میں منشی جے نراین کے اہتمام سے چھپا

حوران حرم

ماجرائے عجیب و غریب

شہر قسطنطنیہ روم کا دارالخلافہ جو دریائے باسفرس پر واقع ہے سنہ ۱۸۰۸ء میں ایک نہایت گل گلزار اور نوبہار شہر تھا - اور وہاں اُسوقت ایک سلطان مسمی سلیم سوم حکمراں تھا - گو کہ اس بادشاہ کا عہد قابل تعریف تھا اور وہ اپنی ساری رعایا کے فخر کا باعث - مگر اُن دنوں میں ایک ایسا خطرہ وبال پھیلا ہوا تھا کہ جس سے تمام رعایا خوفناک رہتی تھی - کیا وہاں وبا پھیلی ہوئی تھی - یا کوئی بڑا بھاری طوفان آنے والا تھا - یا خدانخواستہ اور کوئی خدائی بلا نازل ہونے والی تھی - نہیں نہیں ان میں سے کوئی بات بھی نہ تھی - ماجرا یہ تھا کہ اس قصہ کے شروع ہونے کے دو برس پیشتر سے قسطنطنیہ میں یہ افواہ مشہور تھی کہ کچھ نعشیں دریائے باسفرس میں بہ کر آتی تھیں - گو کہ وہاں کا یہ دستور تھا اگر رنجیدہ خاوند یا پریشان آقا آزادی قانون سلطنت سے اپنی بدکار بیویوں یا نمک حرام غلاموں کو

مار کر دریا میں بہانے کا مجاز رکھتے
واقعات کبھی کبھی ظہور میں آتے
ازیں اس قسم کے مقتول اشخاص
کی پھانسی دیکر اور ایک بوری میں
بہائے جاتے تھے مگر ان دنوں
پہلے سے زیادہ دریا میں دکھائی
مقتول بھی بغیر پھندے و بوریے
بہتے نظر آتے تھے - ہر ایک کی
ایک ہی جگہ ایک خنجر کی ضرب کا
جس سے صاف عیاں تھا کہ مقتو
بے خبری میں پیچھے سے ضرب لگ
بدباطن اور ناقص خیال لوگو
شاید بادشاہ خود یا اُس کا کوئی محتا
حسد و کینہ اپنا عوض لینے کے
ہیں - مگر جب دیکھا گیا کہ بہت
اُن نعشوں میں پائے جاتے ہیں

ور ہوگیا تھا - کچھ لوگوں کا یہ گمان تھا کہ کوئی
ہزن جرگہ ازراہ طمع مال جو زران بیچارے غریب
ا سفت خون کرتے ہیں مگر جب دیکھا جاتا تھا کہ
مقتول کا زیور از قسم انگشتری و کڑے وغیرہ و
پند فلوس سیاہ بھی اُن کے پاس سے برآمد ہوتے
تھے تب یہ گمان بھی رفع ہو جاتا تھا علاوہ ازیں
عشیں جو اس طرح دریا میں بہتی ہوئی آتی تھیں
ہ اٹھارہ اور پچیس برس کے درمیان کے
خوبصورت اور نوجوان شخصوں کی ہوتی تھیں
ور چونکہ ضرب ہر ایک شخص کی پشت پر ایک
ی ہتیار سے لگی ہوئی معلوم ہوتی تھی لہذا گمان
لیا جاتا تھا کہ اس فعل بد کا مرتکب ایک ہی شخص
ہے - دو سال کے درمیان جب یہ افواہ مشہور
ہوئی تھی سو سے زیادہ جوان آدمیوں کی نعشیں
دریائے باسفرس میں برآمد ہو چکی تھیں - خدا
جانے کتنی دریائے مارمورہ اور دجلہ میں بہ
لئی ہونگی - القصہ اُس شہر کا ہر ایک ادنے اور
علی غریب و امیر - بڈھا بڑا - عورت بچہ - اس
غمناک واقعہ کے خیال میں پریشان تھا - گو کہ
عمر رسیدہ لوگوں بچوں اور عورتوں کو اپنی موت
کا کچھ خوف نہ تھا - مگر ہمیشہ خیال رہتا تھا کہ
خدا جانے کل کس اپنے جوان رشتہ دار یا دوست
آشنا کی موت کی خبر سنکر کلیجہ پاش پاش ہو جائیگا -

لوگ حیران تھے کہ ان بیگناہ لوگوں کے بے موت
مارے جانے کا سبب کیا ہے - پولیس کے حکام
اعلیٰ اس خوفناک حادثہ کی وجہ دریافت کرنے میں
عاجز اور قاصر تھے - گو کہ انھوں نے پوشیدہ مخبر
چھوڑ رکھے تھے اور بھیس بدل بدلکر جا اور بیجا
مقاموں میں کھوج لگا رہے تھے مگر بیفائدہ تھا
جج مجسٹریٹ اور بادشاہی بڑے بڑے درباری
خود بھیس بدل بدلکر اپنی جانوں کو ہتیلی پر رکھکر
بڑے بڑے خطرے کے مقاموں میں جہاں جہاں
اُن کو شبہ پیدا ہوتا تھا کھوج لگاتے تھے مگر افسوس
کہ اُن کی تمام کوششیں ابتک رائیگاں ہو چکی تھیں
نعشیں بدستور روز بروز پہلے سے زیادہ دریائے
مذکورہ بالا میں سے برآمد ہوتی تھیں یہاں تک کہ
مخلوق اسقدر شکستہ خاطر ہو گئی تھی کہ کسی آدمی کا
دل اپنے کام میں نہیں لگتا تھا - بعض لوگوں کو
اپنے مقتول شدہ عزیز و اقربا کے عیوض لینے کا خیال
تھا بعض انعام کی طمع میں جو بادشاہ کی طرف سے
مقرر تھا خیالی پلاؤ پکا رہے تھے - غرض کہ تمام رعایا
شہر کی پریشان و خستہ حال ہو رہی تھی اور رات کو
جسوقت بستر پر دراز ہو جاتے تھے تب تک یہی
خیال تھا کہ دیکھئے کل فجر کس نوجوان بیکس مقتول کا
مُنہ دیکھنا نصیب ہو -
سنہ ۱۸۰۱ء میں شہر مذکورہ بالا پریشان حالت میں

رہا تھا اور ان ایام مصیبت میں رعایا کو سوائے
اس کے کچھ نہ سوجھتا تھا کہ بادشاہ سے دادرس ہوکر انصاف کی خواہاں ہو۔ چنانچہ کیا ادنے اور کیا اعلیٰ سبکی صلاح یہی قرار پائی اور ایک روز فریادکناں ایک انبوہ کثیر نے بادشاہی محل کو جا گھیرا۔ بادشاہ نے بہت کچھ اُن کی تسلّی وتشفّی کی اور وزیر کو حکم دیا کہ دربار عام منعقد ہو اور پولیس کا بڑا سردار حسن آفندی دربار میں حاضر ہو۔ دُوسرے روز بادشاہ نے تخت شاہی پر اجلاس کیا۔ تمام وزرا اور امرا حاضر دربار تھے بادشاہ نے حسن آفندی کو اپنے روبرو طلب کیا یہ شخص محکمہ پولیس کا ایک اعلیٰ افسر تھا۔ ایک بُڈھا آدمی جسکی عمر تقریبًا ساٹھ سال کی تھی۔ اور جس کی سفید ڈاڑھی ناف تک لٹکتی تھی۔ جب وہ تخت کے سامنے آیا فوراً جُھک کر تین بار آداب شاہی [...] اور کانپتے ہوئے بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو [...] چونکہ اُس نے پہلے ہی بادشاہ کی طرز سے معلوم کرلیا تھا کہ اُس کا معمولی رحمدل چہرے کا رخ پلٹا ہوا تھا اور غضب کے آثار نمایاں تھے۔

بادشاہ۔ او بدبخت آفندی تو میری پولیس کا ایک بڑا حاکم کہلاتا ہے اور پھر میں اپنی رعایا کو ایسی پریشان حالت میں دیکھتا ہوں۔ دو برس سے میری رعایا پر ایسا ظلم ہو رہا ہے اور تو ابھی خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوا۔

حسن آفندی۔ عالی جاہ میں نے اس ماجرے کے دریافت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا مگر افسوس کہ کچھ کامیابی نہیں ہوئی۔

بادشاہ۔ میری رعایا خیالات پریشان میں گرفتار ہے اور اُن کی پریشانی بے سُود نہیں۔ اس وبائے ناگہانی کا ضرور کھوج لگانا اور اس پریشانی کو رفع کرنا چاہیئے۔ اس کریہہ واقع کا نتیجہ ضرور اللہ کی نظر خراب ہے اور تعجب نہیں کہ میری رعایا مجھ سے برگشتہ ہوکر بغاوت اختیار کرے۔ سُن اے آفندی اپنے بادشاہ کے لفظوں پر خوب غور کر تجھکو آٹھ روز صرف اس ماجرے کے تحقیق کرنے کو دیئے جاتے ہیں اور نویں دن سُورج نکلتے ہی اگر تو اپنی کوششوں سے ناکامیاب رہا تو تیرا سر کاٹ کر تیرے محل پر لٹکا دیا جائیگا۔ اس غرض سے کہ اور لوگوں کو عبرت ہو اور رعایا معلوم کرے کہ اُن کا بادشاہ اُنکے حال کے غور کرنے میں غافل نہیں ہے۔

بڑے غضب سے یہ لفظ کہکر بادشاہ نے آفندی کو چلے جانے کا حکم دیا اور آپ دربار برخاست کرکے محل میں داخل ہوا۔ محل میں وہ اپنے دو لڑکوں یعنی مصطفےٰ اور محمود سے ملاکر حسن کو اس تمام ماجرے سے آگاہ کیا۔

مخفی نہ رہے کہ سلطنت کا یہ آئین تھا کہ شاہزادگی

تین نوجوان

جس روز یہ ماجرا وقوع میں آیا۔ شام کے وقت ایک نوجوان ترک نہایت وجیہ اور زرق برق لباس پہنے ہوئے قسطنطنیہ کی گلیوں میں خراماں خراماں گشت لگا رہا تھا۔ اُس کی خوبصورتی ناقابل بیان ہے۔ عمر اُس کی بائیس سال کے قریب تھی۔ لمبا قد اور کچھ زردی مایل رنگ تھا چہرہ بڑا سڈول، گر بشرہ سے کمال بردباری ٹپکتی تھی بال اندھیری رات کی مانند سیاہ آنکھیں گول اور بیابانی آہو کی مانند چمک رہی تھیں کہ جن سے غصہ کے آثار نمایاں تھے۔ نہ اُس کے مونچھ تھی نہ داڑھی لیکن خط کا نکاس دونوں رخساروں پر شروع ہونے لگا تھا۔ ہونٹ اُس کے بہت سرخ اور پتلے اور دانت مانند گوہر نایاب کے چمکتے تھے وہ بحالت حیرانی و پریشانی اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا آگے کو بڑھتا تھا کہ یکایک اُسکی نظر ایک قہوہ خانے کے شیشے لگے ہوئے کواڑوں پر جن سے کچھ روشنی دکھائی دیتی تھی جا پڑی اور وہ اس کے اندر داخل ہوا۔ وہاں ایک کرسی پر بیٹھ کر اُس نے ایک گلاس شربت اور حقہ طلب کیا۔ جس وقت یہ نوجوان اندر پہنچا تو اُس نے مشاہدہ کیا کہ اور دو جوان اُس کمرہ میں ایک طرف کو بیٹھے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ جو اپنے ظاہری لباس اور ظاہری خدوخال سے یونانی معلوم ہوتے تھے اُنکی عمریں بھی قریب قریب اسکے برابر تھیں اور ظاہرا خوبصورت بھی تھے۔ دونوں ایک میز پر بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے کیونکہ شراب کی ایک بوتل دو شیشے کے گلاس اُن کے سامنے میز پر رکھے ہوئے تھے وہ کسی بڑی دلچسپ گفتگو میں مصروف تھے لیکن اس ترکی جوان کے اندر پہنچتے ہی فوراً خاموش ہو گئے اور دونوں نے ایکبارگی اُسکی طرف نظر ڈالی اور دونوں نے پہلے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر کچھ کانا پھوسی کی اور پھر ایکبارگی نظر ڈالی۔ پھر کچھ دیر آہستہ آہستہ گفتگو کرنے کے بعد وہ جھٹ اپنے مطلب پر قایم ہوئے اور اُس سے دوستانہ طریقے سے مخاطب ہوئے۔ ترک بھی اُن کی میٹھی اور شیریں باتوں کا مروت کیساتھ جواب دیتا رہا۔ کچھ دیر اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد اِس جوان مسلمان نے معلوم کیا کہ یہ دو نو اس کے نئے ملاقاتی لیوکس اور جولین تھے کیونکہ وہ آپس میں ان ناموں سے ایک دوسرے سے مخاطب ہوتے تھے۔ لیوکس۔ جولین سے ایک برس بڑا تھا۔ اسکا لباس بیش بہا تھا ایک تلوار اور دو خنجر جو اُس کی پیٹی میں لٹکتے تھے اور ایک چھوٹی سی ٹوپی خوبصورتی سے اُس کے سر پر رکھی ہوئی تھی اسکا

دوست جولین بھی ہر ایک پیرایہ میں اُسی کے برابر تھا دونوں سبلے ڈاڑھیسے کے جوان تھے۔ لیکن مونچھوں کا آغاز ہونے لگا تھا۔ اثناے گفتگو میں یہ معلوم ہوا کہ یہ دونو جوان آپس میں ہم مکتب تھے اور دونوں کسی شریف خاندان کے تھے جن کے والدین نے اُن کو سفر کرنے کی اجازت دی تھی چنانچہ قسطنطینہ کی سیر کی خاطر یہاں وارد ہوئے تھے اور پندرہ دن سے اس شہر شاہی میں بود و باش رکھتے تھے۔

جوان ترک (یہ خیال کر کے کہ مجھکو بھی اُن دوستوں کے سامنے اظہار کرنا واجب ہے) کہنے لگا میں تو آپ کے مقابلہ میں اس شہر سے بالکل ہی ناواقف ہوں کیونکہ میں آج ہی صبح یہاں وارد ہوا ہوں لیکن اس لحاظ سے کہ آپ صرف سیر کی خاطر یہاں آئے ہیں میری حالت بھی آپ جیسی ہی ہے آپکی اثناء گفتگو میں معلوم کیا ہے کہ آپ کے نام لیوکس اور جولین ہیں۔ یہ عاجز اپنے آپ کو خلیل نام سے مشہور کرتا ہے۔ یہ سُن کر یہ دونو یونانی بہت خوش ہوئے اور اپنی شراب کی بوتل اور پیالے میاں خلیل کی میز پر اُٹھا کر لے آئے۔

خلیل۔ اے دوستو جائے افسوس ہے کہ آپنے باوجود اس کے کہ شہر ایک عجیب ماجرہ کے سبب مسافروں کے لئے امن کی جگہ نہیں پھر بھی آپ اتنے عرصے سے یہاں ٹھیرے ہوئے ہیں۔ میں تو قسمیہ کہتا ہوں کہ اگر بات مجھکو پہلے سے معلوم ہوتی تو یہاں آنے کا قصد نہ کرتا اور اب برابر یہاں سے بھاگنے کی فکر ہے۔

لیوکس (خوش ہوکر) اجی کیوں ڈرتے ہو۔ پہلے ہم دو تھے اب تیسرے آپ آگیے تینوں ملکر اس خوفناک ماجرے کا سُراغ لگائینگے اور شاہی انعام جو بادشاہ کی طرف سے مقرر ہے حاصل کر کے عمر بھر چین اُڑائینگے

خلیل۔ ہاں بیشک مینے بھی انعام کی افواہ سُنی ہے لیکن شکر ہے اُس پاک پروردگار کا مجھکو اُسکی حاجت نہیں ہے۔

لیوکس (کچھ دیر کے بعد مخاطب ہوا) اب اپنا ماجرہ سُنیے کہ جس روز اس شہر میں وارد ہوئے تو ایک عجیب وغریب معاملہ پیش آیا قسمیہ میں کبھی اس میں دیدہ و دانستہ نہ پڑتا۔ اگر اس دہشتناک ماجرہ کی خبر مجھکو پہلے سے ملجاتی۔ لیکن افسوس کہ دُوسرے روز یہ تمام ماجرہ ہمیں معلوم ہوا۔

جولین۔ (بہت مسکرا کر۔ اور باغ باغ ہوکر) اجی کیا پوچھتے ہو وہ ماجرہ تو ایک عجیب قسم کا نکلا۔

خلیل۔ اہا کوئی ماجرہ پیش آیا۔ اے دوستوں بیان کیجیے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ جھوٹ نہیں بولتے

لیوکس۔ خلیل کی طرف مخاطب ہوکر۔ مینے ابھی آپ سے بیان کیا ہے کہ مجھے اور میرے ہم دوست کو

عرصہ پندرہ روز کا اس شہر میں آئے ہوا ہے۔ میرا ساتھی جولین گھوڑے پر سے گر جانے کے سبب تھک گیا تھا۔ لہٰذا اُس نے تو سرائے میں آرام کیا اور میں اپنے شوق سے مجبور ہو کر تاریک رات میں اِس شہر کے دیدار کو روانہ ہوا۔ جب میں ایک گلی میں گزرا تو مجھکو ایک ضعیف عورت ملی جس نے مجھ سے مختلف قسم کے سوال کرنے شروع کیئے۔ اور دریافت کیا کہ آپ فلاں مکان سے واقف ہیں کیونکہ وہاں مجھے ایک کام ہے۔ میں اُسکا کچھ جواب نہ دے سکا۔ اور مجبوراً مجھے یہ کہنا پڑا کہ میں تو آج ہی اِس شہر میں وارد ہوا ہوں۔ انجام کار وہ مجھ سے آہستہ سے یوں بولی اجی آپ تو بڑے شکیل نوجوان ہیں اور آپ سے گفتگو کر کے ہماری شہزادی بڑی خوش ہونگی۔ میں ہنسا اور پوچھا کہ آپکی شہزادی صاحبہ کون ہیں۔ کیونکہ میں فوراً معلوم کر گیا کہ یہ معاملہ بڑا عجیب و غریب ہے اور سچ تو یہ ہے کہ مجھکو اُس کے پورا کرنے سے کچھ انکار بھی نہ تھا۔ اے پیارے خلیل میں آپ سے پہلے ہی بیان کر چکا ہوں کہ مجھکو اس خوفناک حادثہ کی جو آجکل یہاں برپا ہے کچھ اطلاع نہ تھی ورنہ ضرور میں احتیاط کرتا۔

خلیل۔ معاف کیجئے گا آپکی سرگزشت اس ماجرہ سے تو کچھ تعلق نہیں رکھتی ورنہ آپکو ختم و اصل ہوئے عرصہ ہو چکا ہوتا۔۔۔۔۔!

لیوکس۔ جی ہاں ٹھیک ہے۔ اگر وہ ماجرا جیسا کہ سنا جاتا ہے ٹھیک ہی ہو۔ فی الحال یہ خیال ہمکو اپنے دل سے بالکل دور کرنا چاہیئے کیونکہ سرگزشت جو میں بیان کرتا ہوں عجیب طرح کی ہے۔ میں آپ سے بیان کر چکا ہوں کہ میں نے اُس بڑھیا عورت سے اُس کی مالک کا نام پوچھا۔ وہ مکاری سے ہنسی اور کہنے لگی کہ بس اب آپ اپنے شوق کو زیادہ نہ بڑھایئے اور خاموشی اختیار کر کے اگر منظور ہو تو میرے ساتھ چلے آیئے۔ بس اتنا کہنا کافی ہے کہ دیکھتے ہی فریفتہ ہو جاؤ گے اور شاید بار بار جانے کی تمنا کرو گے۔ پھر اُس نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں اور اِس شہر میں کیونکر آنا ہوا۔ جب میں اُس کی تمام باتوں کا جواب دے چکا تب وہ بولی اب میرے پیچھے کچھ فاصلے پر چلے آؤ۔ رات گو اندھیری تھی مگر تھوڑے فاصلہ کا آدمی اور چیزیں سب اچھی طرح نظر آتی تھیں۔ قسطنطنیہ کے پیچ در پیچ راستوں میں گزرتے ہوئے دریا کے کنارے پر پہنچے جہاں کہ ایک چھوٹی سی کشتی معہ دو حبشی غلاموں کے ہماری انتظار میں تھی بڑھیا عورت نے مجھ سے اشارہ کیا کہ کشتی میں بیٹھ جا۔ مینے خوشی سے منظور کیا وہ بھی کشتی کے ایک کونے میں آ بیٹھی اور کشتی کنارہ سے روانہ ہوئی۔ اثنائے راہ میں گفتگو کی نوبت کچھ نہ آئی غلام کشتی کو چلا رہے تھے اور جبکہ ہم اس طرح کشتی میں بیٹھے چلے جا رہے تھے میرے دل میں طرح طرح کے خیال گزرتے

تھے کہ دیکھئے اس سرگذشت کا انجام کیا ہوتا ہے
خلیل۔ اجی خیالات ہی کیا بلکہ کلیجہ منہ کو آرہا
ہوگا۔ کیونکہ گو آپ اس خوفناک ماجرہ سے واقف
نہ تھے مگر یہ تو خیال ضرور ہوگا کہ کسی امیر کے حرم سرا
میں جانا جو ضرور آپ کا قصد تھا کیسی دہشتناک بات تھی
لیوکس۔ جی درست فرماتے ہیں بیشک خیال
تو اپنے پریشان تھے اور بے سوچے سمجھے اس
طرح مصیبت میں پھنس جانے پر افسوس بھی بڑا
تھا مگر اب واپس آنا بھی محال تھا مگر ساتھ
میں یہ بھی بات تھی کہ بڑھیا عورت نے کسی
خاص مکان کا پتا نہیں دیا تھا۔ اس لئے بالکل
خیال نہ تھا کہ کہاں جا رہے ہیں۔ مگر یہ بات
ضرور معلوم تھی کہ ترکی عورتوں کے ہاں اپنی
بچ کی کارروائی نکالنے کے لئے بڑھیا جیسی عورتیں
رہتی ہیں اور یہ بھی ضرور ویسا ہی کوئی ماجرہ
ہے سچ تو یہ ہے کہ بیہودہ خیالات کے جوش
میں عقل گم اور خیالات دانش سے بالکل دور تھے
جیولین۔ مسکرا کر جی کیوں قصہ طویل کرتے
ہو بس مطلب بیان کیجئے کیونکہ ہمارے دوست
یعنی خلیل کی پریشانی بڑھتی معلوم ہوتی ہے۔
لیوکس۔ لیجئے اب میں مطلب ہی بیان
کرتا ہوں۔ حضرت صرف آدھ گھنٹہ گذرا تھا
کہ ہم ایک چھوٹے سے نالہ پہ پہنچے کشتی سے
اُترے تو کیا دیکھتے ہیں کہ کنارہ پر بڑا عمدہ فضا
کا مقام ہے۔ دُور ایک تنگ راستہ دونوں
طرف درختوں سے گھرا ہوا سیدھا نظر آتا ہے
اس راستہ میں ہم کچھ عرصہ تک چلے بڑھیا آگے
تھی اور میں پیچھے بڑھیا عورت آہستہ سے
بولی اب بولنے کا موقع نہیں ہے اور قدم ایسے
آہستہ رکھنا کہ پتوں کی آہٹ تک نہ ہو کیونکہ
ہم ایک بڑے باغ میں چل رہے ہیں جس کے
دوسری جانب درختوں سے گھرا ہوا ایک
بڑا محل ہے کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ ہم ایک
بڑے دروازہ کے سامنے پہنچے جو ایکایک ہمکو
نظر آیا اب دل بیقرار تھا اور کلیجہ کانپتا تھا کہ
خدا معلوم انجام کیا ہو لیکن میں نے دیکھا
کہ بڑھیا دروازہ کے سامنے سے بچ کر نکل
گئی اور مجھ کو ساتھ لئے اس محل کی پچھلی جانب
پہنچی وہاں ایک چھوٹا سا مقفل دروازہ نظر آیا
اس دروازہ کی چابی بڑھیا کے پاس موجود
تھی دروازہ کھولا گیا بڑھیا نے مجھے اندر
آنے کا اشارہ کیا سیڑھیوں پر سبز مخمل کا فرش
اور زینہ کے اوپر چھت میں سے ایک طلائی لیمپ
نقرئی زنجیر میں آویزاں تھا جس کی مندی
مندی روشنی قرب وجوار کی تمام چیزوں کو
اچھی طرح دکھلاتی تھی۔ زینہ کے اوپر چڑھ

کر دیکھا کہ راستہ دور تک لمبا چلا گیا تھا جس کے
انجام میں ایک اور ایسا ہی لیمپ ٹنگا ہوا نظر آتا تھا
کچھ دور بڑھ کر دو دروازے نظر آئے جو بالکل
آمنے سامنے تھے بڑھیا عورت ان میں سے ایک
دروازہ کی طرف بڑھی جاتی تھی میں اس کے بالکل
پیچھے تھا۔ کہ وہ یکایک گھبرا کر ٹھیری اور پریشانی
کے آثار اس کی صورت سے نمایاں ہوئے میں نے
خیال کیا کہ شاید اس کو کوئی موذی جانور از قسم
سانپ وغیرہ نظر پڑا لیکن جب میں نے اس دروازہ
کے سامنے زمین پر نظر ڈالی تو وہاں سوا ایک
جوڑی مصری سلیپر کے اور کچھ نہ دیکھا۔

خلیل۔ ہنس کر بولا آہا میں کہ مسلمان ہوں اچھی
طرح سمجھتا ہوں کہ اس کا کیا مطلب تھا۔ ان لوگوں
میں دستور ہے کہ جب خاوند اپنی بیوی کے کمرہ
میں جاتا ہے تو وہ اس جوڑی سلیپر کو باہر اتار
جاتا ہے۔ مدعا یہ ہے کہ کسی شخص کو اندر جانے
کی اجازت نہیں ہے۔ جب تک اس کو
آواز نہ دی جائے۔

لیکوکس۔ جی ہاں آپ درست فرماتے ہیں
لیکن بندہ تو ان قانونوں سے واقف نہیں تھا
اور یہ وجہ ہے کہ میری نظر ان سلیپروں پر پڑی مجھ
کو بڑھیا عورت کی اس بیہودہ حرکت پر ہنسی
آنے کو تھی کہ اسی وقت اندر سے کسی شخص
نے کواڑ کی چٹخنی کھولی اور معلوم ہوا کہ فوراً باہر آتا
چاہتا ہے بڑھیا نے جھٹ میری کلائی پکڑی
اور پریشانی کے ساتھ سامنے کا دروازہ کھول مجھے
اس میں دھکا دیدیا۔ چونکہ میں بھی اپنی اس خوفناک
حالت کو خوب سمجھ گیا تھا لہذا بلا چون وچرا اپنے
اس کی اس بات کو برداشت کیا۔ اب میں بالکل
تاریکی میں تھا اور دروازہ میں بند ہو چکا تھا۔

خلیل۔ نے جب دیکھا کہ لیوکس اثنائے گفتگو
میں کچھ عرصہ خاموش رہا دریافت کرنے لگا تو کیا
وہ بڑھیا عورت تمہارے پاس آئی۔

لیوکس۔ جی نہیں میں تو وہاں بالکل اکیلا تھا
اور تاریکی بھی ایسی تھی کہ کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ کچھ
عرصہ اس طرح گذر گیا۔ اور اب خیالات پریشان ہونے لگے

خلیل۔ اگر آپ پہلے ہی سے ان تمام نشیب وفراز
کو سوچ لیتے تو شاید اس وقت اس پریشانی میں
گرفتار نہ ہوتے۔

لیوکس۔ بیشک آپ کا فرمانا درست ہے لیکن
واقعی میں اسوقت بڑی مصیبت میں تھا اور
جان پر کھیل کر رہائی کا راستہ تلاش کرتا تھا لیکن
ناممکن تھا۔ تاریکی ایسے غضب کی تھی کہ خیال محال
تھا کہ کہاں ہوں۔ اور کیا کرنا چاہیئے اسی اثنا
میں سنا کہ وہی دروازہ جس کے سامنے سلیپر اترے
نظر آئے تھے۔ کسی شخص نے زور سے کھولا اور

ایک تند آواز سے چلایا رمینہ زمینہ کہاں غارت
ہوگئی تو نے آج کیوں میرے حکم کی فرماں برداری
نہیں کی اور وہ آج کی فرحت بخشنے والی چیز کہاں
ہے یہ سن کر اپنا حال پریشان تھا اور خیال تھا
کہ شاید یہ مالک مکان ہی نہ ہو اور اگر اس نے
یہ دروازہ کھول لیا جس میں بندہ شریف موجود
ہیں تو بڑی ہوئی۔ شکر اس پروردگار کا کہ
اسی وقت اندر کا دروازہ کھلا اور ایک ماہ جبین
روشنی ہاتھ میں لئے نظر پڑی اس کے چہرہ پر
نقاب نہ تھا فوراً دل کشش کر گیا لیکن ساتھ میں
پریشانی بھی انتہا زور دکھاتی تھی کہ ایسا نہ ہو
کہ یہ نوعمر لڑکی اپنی کم عقلی سے راز فاش کر دے
اور پھر اپنے لینے کے دینے پڑ جائیں وہ بھی فضل
خدا سے کچھ ایسی فریفتہ ہوئی کہ ہکا بکا رہ گئی۔
کچھ دیر کے بعد بولی آپ حضور کون ہیں اور یہاں
کس طرح رونق افروز ہوئے۔ وہ یہ گفتگو کر رہی
تھی کہ اتنے میں ایک اور پری وش ماہ جبین
وارد ہوئی اور ایک دل دو کا شکار ہو گیا۔
صورت دیکھتے ہی فوراً معلوم ہوا کہ وہ آپس
میں دونوں بہنیں تھیں کچھ مختصر سے لفظوں میں
اپنا کچا چٹھہ کہہ سنایا یہ سن کر ان ماہ جبینوں نے
حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھا پھر شرم
اور حیا کے ساتھ کچھ دیر تک میری طرف
دیکھتی رہیں یہاں تک کہ وہ عورت جو پہلے نمودار
ہوئی تھی اور جو دونوں میں بڑی معلوم ہوتی
تھی اچانک کچھ سوچ کر جھپٹ میری طرف
کو دوڑی اور وہ دروازہ جس سے بڑھیا نے
مجھ کو اندر دھکیلا تھا جھٹ اندر سے بند
کر لیا۔ پھر وہ بڑی خاطر سے مجھے اندر کمرے
میں لے گئی وہاں کی آراستگی ناقابل بیان ہے
بس اپنی خوشی کا آپ کیا حال دریافت کرتے ہیں
کہ جامہ تن نہ سماتا تھا۔ اور نا امیدی سے پھر
دنیا میں رہنے کی امید نظر پڑی تھی (گویا اس
وقت مردہ پھر زندہ ہوا) ان دونوں لڑکیوں
نے جن کی عمر اس وقت انیس 19 اور سترہ 17 برس کے
قریب ہوگی چہروں پر اپنی نقاب ڈالنے کی
کوشش کو بے سود سمجھا اور وہ ٹھیک بھی تھا
کیونکہ جب ایک دفعہ میں نے انکو بے نقاب
دیکھ لیا۔ تو اب نقاب ڈالنا بے فائدہ تھا
انہوں نے مجھ کو بڑی خاطر سے اپنے درمیان
بٹھایا اور کہنے لگیں از راہ مہربانی اپنا قصہ
دوبارہ بیان کیجئے یہاں بھی موت کی حالت
کو بھول چکے تھے ٹھہر ٹھہر کر تفصیل وار بیان
کرنا شروع کیا اب پھر انہوں نے حیرانی سے
ایک دوسرے کو دیکھا۔ اس کے بعد مجھ سے
یوں مخاطب ہوئیں کہ ہم سمجھ گئیں وہ بڑھیا

امینہ آپ کو ہمارے باپ کی بیوی اسمعیلڈہ کی خاطر یہاں لائی ہوگی اور کچھ دہشت حاصل کر کر وہ آپ کو ہمارے کمرہ میں چھوڑ گئی ان سے باپ کی بیوی کا لفظ سن کر میں بہت حیران ہوا اور پوچھا کہ کیا وہ آپ کی ماں نہیں ہے انہوں نے کہا جی نہیں ہماری اصلی ماں تو عرصہ ہوا کہ مر گئی اور اسمعیلڈہ جس کی عمر تیس ۳۰ سال کی ہے ہمارے باپ کی دوسری بیوی ہے ـ میں نے اُن ماہ جبینوں سے التجا کی کہ برائے خدا تم میرا اسمعیلڈہ اور امینہ کا یہ راز سربستہ فاش نہ کرنا انہوں نے جواب دیا اجی آپ کا کیا خیال ہے ایسا تو ہرگز ممکن نہیں بلکہ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ کا راز فاش کرنا تو کجا اب ان لوگوں کی اس حرکت سے آج اپنا دلی مدعا بر آیا کہ آپ جیسا پریزاد شخص ہمیں نصیب ہوا اور اب ہم خوب سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے اس بھید سے نادم ہو کر ہمارے پورے قابو میں آگئیں ہیں اور اب ہم کو کھلم کھلا عیش اڑانے کا موقع ہاتھ لگا ہے ـ ہم آپ کو خوشی کی خبر سناتے ہیں کہ بار بار آپ کی صحبت حاصل کرینگے اور ہماری بھی پیغام بر وہی بڑھیا امینہ رہے گی ہم دونوں بہنوں کے نام گلنار اور شرزا ہیں اور ہم آپ کو یہ بھی سناتے ہیں کہ ہمارے باپ کا نام ڈلپین پاشا ہے میں نے دریافت کیا کہ آپ مجھے امینہ کی معرفت کیوں کر بلائینگی اور میں اس جگہ میں کیوں کر آسکتا ہوں ـ گلنار نے جواب دیا کہ آج شام کی سرگذشت سے امینہ بالکل ہمارے قابو میں آگئی ہے اور وہ بے چون و چرا ہمارے حکم کو پورا کریگی اور اگر تمہارے آنے کی خبر لیڈی اسمعیلڈہ کو ہو جائے تو اس کو بھی دم مارنے کی جگہ نہیں ہے ـ

خلیل ـ واہ صاحب وے عورتیں تو بڑی قطرتی نکلیں

لیوکس ـ واہ صاحب اچھا انصاف کیا قطرتی کیا بلکہ نیک نیت اور غریب پرور کہنا چاہیے لیکن اے خلیل میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی بد خیال اُن لڑکیوں کے دلوں سے ظاہر نہ ہوتا تھا ـ

جیولین (بڑے زور سے) اجی ہرگز نہیں ـ

خلیل ـ آہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی تشریف لے جا چکے ہیں ـ

جیولین ـ جی ہاں بجا ہے بس میرا حال بھی عزیز لیوکس ہی کہہ سنائے گا ـ

لیوکس ـ میری الفت تو گلنار سے ہے میں نے اسی روز اُن کو کہہ سنایا تھا کہ ہم دو شخص شہر قسطنطنیہ میں وارد ہوئے ہیں اور میں اپنے دوست سے بھی تمہاری ملاقات کراؤنگا اس تجویز کو انہوں نے خوشی سے منظور کر لیا تھا قصہ کوتاہ اُن ماہ جبینوں نے امینہ کے ساتھ کچھ ایسا بند و بست کیا ہے کہ عرصہ پندرہ روز میں ہم چھ سات دفعہ اُن سے ملاقات کو جا چکے ہیں ابھی تو اب یہ حالت ہے کہ اگر شادی ہو تو بس

کشنا رسے ہوتے

جیولین۔ خوشی سے بس ایسی ہی حالت اپنی شرزا کے ساتھ ہے کہ جس کو اپنی پرستش کی دیوی مان رکھا ہے۔

خلیل۔ کچھ دیر سوچ کر اے دوستو ان باتوں کے اظہار کرنے میں ضرور تمہارا کچھ خاص مدعا ہے ورنہ تم مجھ جیسے اجنبی کے سامنے دلیثین پاشا جیسے شخص کی حرم سرا کا حال ایسے کھلم کھلا طور پر بیان نہ کرتے۔

لیوکس۔ جی ہاں ورنہ ہمارے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی یہ تو آپ خوب سمجھ سکتے ہیں کل شام کو جو ہم ان پریوش ماہروؤں سے ملاقات کرکے گئے تھے۔ تو اُن سے آج کی ملاقات کا بھی وعدہ ہو چکا ہے اور ایک تازہ بات یہ ہے کہ اُن کی ایک اور پھوپی زاد بہن بھی آج اون سے ملاقات کرنے آویگی اس نوجوان نازنین کی بابت معلوم ہوا کہ یہ وقتاً فوقتاً اپنی ان بہنوں سے ملنے کے لئے آیا کرتی ہے اور ہمارے معشوقوں نے اُس سے ہماری ملاقات کرانے کا وعدہ کیا ہے مگر گلنار اور شرزہ ڈرتی ہیں کہ کاش ان کا راز اوس پر ظاہر نہ ہو۔ بشرطیکہ کوئی ایسی تجویز نہ کی جائے کہ جس سے اوسکی اپنی بہنوں سے یہ بھید ظاہر کرنے کے لئے منہ پر مہر نہ لگ جائے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ بہشت کی ایک حور کی مانند ہے اور ابھی تک وہ کسی کی دام محبت میں مبتلا نہیں ہے۔

خلیل۔ مسکرا کر جی ہاں ما خوب مے شناسیم خوباں پارسائی را۔ اب آپ کی یہ مراد ہے کہ اُس کے لئے ایک تیسرے آدمی کی ضرورت ہے تاکہ عیش و عشرت کا جوش برابر ٹل جائے۔

لیوکس۔ اجی آپ تو بڑے دانشمند ہیں آپ خود ہی سمجھ گئے ہمارے کہنے کی کیا ضرورت ہے لیکن آپ دیکھیں گے کہ زلیخا جیسی معشوقہ آپ کی شان میں کچھ خراب نہ ہوگی۔

خلیل۔ آہا کیا اوس کا نام زلیخا ہے یہ تو بڑا پیارا نام ہے اور بیشک ایسے نام اونہیں شخصوں کے ہوتے ہیں جو اوس کے مستحق ہیں۔ لیکن یہ پیاری زلیخا کون ہے۔ کیا وہ کسی بادشاہ کی لڑکی ہے میری دانست میں تو ایسے ذی مقدار لوگوں کی حرم سرا میں جاکر اون کی بہو بیٹیوں سے ملاقات کرنا دستور شرفا نہیں

لیوکس۔ بے آس ہوکر اجی اس بات سے تو ہم کچھ واقف نہیں ہیں بس صرف اتنا جانتے ہیں کہ زلیخا خوبصورت بہت ہے۔ اے دوست خلیل آپ کو ہم ایسا خوبصورت دیکھتے ہیں کہ ہمارا بار بار یہی خیال ہوتا ہے کہ یہ خوبصورت لڑکی آپ ہی کی شان کے لائق ہے۔

خلیل۔ کچھ دیر تک سوچتا رہا پھر ان دونو شخصوں سے اس طرح مخاطب ہوا۔ اے عزیزو! چونکہ قدرت خدا سے میں نے آج تمہاری صحبت حاصل کی ہے اور تم نے اپنا ایک پوشیدہ حال مجھ پر اظہار کیا ہے اس لئے عقل تقاضا نہیں کرتی جب کہ آپ کے زباں سے منہ پھیر جائے اب بولئے کہ اب اس پرستان کو کب تشریف لیجائینگے۔

لیوکس۔ روانگی کی بابت تو میں یہ بیان کرتا ہوں کہ ابھی بسم اللہ کیجئے لیکن پہنچنے کا حال ٹھیک نہیں بتلا سکتا۔ یہ کہکر وہ تینوں ایک دم سے کھڑے ہو گئے۔ شربت اور طعام اور اشیاؤں کے دام سرائے والہ کو دیدئے گئے اور وہ تینوں کے تینوں اس قہوہ خانہ سے باہر نکلے۔

شاہی حرم سرا تیسرا باب

اب یہ تینوں شخص ایک سمت کو روانہ ہوئے۔

لیوکس۔ جو راستہ سے اچھی طرح واقف تھا آگے آگے ہوا اور یہ دونوں اس کے پیچھے۔ راستے میں اون کو بہت سے سپاہی ملے اور بہت لوگ بھی چلتے پھرتے جو در حقیقت بھیس بدلے ہوئے پولس کے سپاہی تھے۔ اور وہ اس دردناک واقعہ کی جو آجکل اس شہر میں واقعہ ہو رہا تھا کھوج لگاتے پھرتے تھے۔ اون میں سے کوئی کوئی للکا کر ان سے کہتا کہ اے نوجوانوں خبردار جدا نہ ہونا جس سے اوس کی ظاہرا یہ مراد ہوتی تھی کہ جدا ہونا خطرہ کا باعث ہے یہ تینوں دریا کے کنارہ پر پہنچے وہاں ایک کشتی مع دو ملاحوں کے نظر پڑی وہ جھٹ اوس میں جا بیٹھے اور ملاحوں نے فوراً لنگر اوٹھا دیا رات چاندنی تھی اور چاند ایسی خوبصورتی سے دریا کے پانی پر چمکتا تھا کہ نظارہ دوبالا ہو گیا تھا۔ علاوہ ازیں بڑی بڑی گنبدوں میناروں برجوں اور درختوں کا سایہ بھی پانی پر پڑتا تھا۔ غرض کہ عجب کیفیت تھی۔ عرصہ آدھ گھنٹے میں کشتی دوسرے کنارہ پر جا لگی اور وہ ہی درختوں سے چھایا ہوا راستہ نظر آیا جس کا بیان لیوکس قہوہ خانے میں کر چکا تھا۔ تینوں شخص اوترے کنارہ پر کچھ دور گئے ہونگے کہ آئینہ نظر آئی۔

آئینہ۔ ارے آج تو تم تین ہو!

لیوکس۔ (چپکے سے ایک اشرفی بڑھیا کو دیکر) بی خاموش آج ہم اپنی ایک دوست کو لائے ہیں۔

آئینہ۔ نے چاندنی میں اوس کو دیکھا اور سونا دیکھ کر باغ باغ ہو گئی اس کے بعد جب جیولین اور خلیل نے بھی ایک ایک اشرفی دی تب تو بڑھیا کی خوشی کا کیا کہنا وہ اُن کو آہستہ سے راستہ بتاتی ہوئی ساتھ لے چلی۔ خلیل کو بڑی غور سے دیکھتی تھی اور کچھ عرصہ بعد یہ کہے بغیر نہ رہ سکی قسم

سے ہے اوس پروردگار کی یہ جوان کوئی بڑا ہی خوبصورت ہے اور تمہاری دوستی کا شایان یہی ہے۔اب وہ محل کے دروازہ پر پہنچے جہاں طرح طرح کی خوشبوؤں سے ہوا معطر تھی لیکن اب سب کے حواس پریشان تھے خلیل ان سب میں زیادہ باتمیز اور دلیر تھا مگر اچھی طرح سے سمجھتا تھا کہ ان حرم سراؤں کا دستور کیا ہے آمینہ ان سب کو لئے ہوئے محل کی پچھلی جانب پہنچی وہاں اوس نے ایک دروازہ جس کی چابی اوس کے پاس تھی کھولا ان تینوں کو اوس کے اندر لے گئی اور پھر دروازہ احتیاط سے بند کر دیا دیکھتے کیا ہیں کہ زینہ پر مخملی فرش ہے اوپر چڑھے تو بڑھیا عورت نے ان تینوں کو ہاتھ کے اشارہ سے روکا اور خود دبے قدم تھوڑی دور چلکر ادھر اودھر جھانکنے لگی خلیل مسکرایا اور فوراً وہ سلیپر کا قصہ یاد آیا۔مگر خیر وہ خطرہ نہ تھا اس بڑھیا نے آہستہ سے سامنے کا دروازہ کھولا اور اشارہ سے تینوں سے کہا کہ اندر چلے جاؤ باہر کا دروازہ کھلتے ہی جھٹ ایک اندر کا دروازہ کھلا اور دو ماہ جبیں جنکی خوبصورتی کا حال لیوکس اپنی داستان میں بیان کر چکا تھا فوراً سامنے آ کھڑی ہوئی اور اس اپنی نئی مہمان کو مبارکباد دینے لگیں۔

لیوکس۔ابھی یہ ہماری ایک نئی مہربان باوجود خوبصورت ہونے کے ایک بڑی شائستہ اور اچھی طبیعت رکھتی ہیں خلیل نے ان اظہار پر سلام کیا اور اپنے دوستوں کا شکریہ ادا کیا لیوکس نے گلنار کو بغل گیر کیا اور جیولین سررہ کا ہاتھ پکڑ کر گفتگو کرنے لگا۔مگر لڑکیاں اس تیسرے اجنبی کے سامنے ذرا شرمائی نہیں لیوکس نے گلنار سے کچھ آہستہ سے کہا اور جیولین نے سررہ سے پھر یہ دونوں عورتیں اپنے عاشقوں سے جدا ہوکر خلیل کی طرف آئیں اور اوس کو اشارہ سے ایک کمرہ کی طرف لیجاکر آہستہ سے کہنے لگیں کہ ہماری بہن ذولیخا اس کے اندر ہے آپ شوق سے چلے جائیں ہمیں امید ہے کہ وہ آپ سے بدسلوکی سے پیش نہ آئیگی۔خلیل کچھ ہچکا مگر وہ کہنے لگیں کہ کچھ اندیشہ نہیں ہے۔آپ خوف نہ کیجئے تشریف لیجائے ہم سب کا اکھٹا جانا ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔

خلیل ان کی اس گفتگو کو سنکر دلیر ہوا اور اندر کمرہ کے داخل ہوا دیکھتا کیا ہے کہ ایک پریوش ماہ جبیں ایک عمدہ قالین پر پڑی ہے ایک اجنبی مرد کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھا فوراً ایک چیخ ماری اور گھبرا کر اوٹھ بیٹھی۔

مخفی نہ رہے کہ آمینہ ان تینوں کو اندر پہنچا کر کافور ہوگئی تھی اور گلنار نے فوراً دروازہ کو اندر سے بند کر لیا تھا۔یہ دونوں عورتیں

اور اون کے دونوں عاشق دانستہ کچھ عرصہ تک
اپنی باتوں میں باہر مشغول رہے غرض یہ تھی کہ
خلیل کو کافی وقت مل جائے کہ وہ زلیخا کو
اچھی طرح پرچالے۔ اس عرصہ میں ان چاروں
شخصوں کے بھی جوش وخروش باتیں کرنے سے
فرد ہوچکے تھے۔ آخرکار یہ سب اکٹھے کمرہ میں
پہنچے دیکھا کہ خلیل زلیخا کے سامنے جھکا ہوا
آہستہ آہستہ کچھ کہہ رہا ہے اور زلیخا شرم سے
گردن جھکائے زمین کی طرف دیکھ رہی ہے مگر حیا
اور حیرانی کے سبب سے کوئی لفظ زبان سے
نہیں نکالتی۔ جب ان دونوں بہنوں کو اپنی طرف
آتے ہوئے دیکھا اور دو مرد بھی نظر پڑے تو مسکراکر
بولی کہ بوا تم تو بڑی فطرتی ہو اور یہ کہکر پھر شرم
سے گردن جھکالی۔ لیوکس۔ اور جیولین کی بھی
اب زلیخا سے ملاقات کرائی گئی اور اوسی مسکراتی
ہوئی خوبصورتی کے ساتھ اوسنے انکی سلاموں کا
جواب دیا۔ اب تینوں شخص علیحدہ علیحدہ
عورتوں کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے نظر آتے
تھے اور دنیوی تفکرات سے بالکل بے خبر تھے
جیسے کہ لیوکس اپنے قصہ میں بیان کرچکا تھا
بنگلہ قابل تعریف ہے اور تمام عیش وعشرت کا
سامان موجود صحن میں ایک فوارہ نہایت خوبصورتی
کے ساتھ چل رہا تھا۔ عطر گلاب اور عطر کیوڑہ
کی خوشبو سے کمرہ مہک رہا تھا ڈیٹن پاشا
کی بڑی لڑکی گلنار کے لمبے لمبے بال اوس کی کمر
پر لٹکتے تھے اور چہرہ سے شباب کے علامات خوب
ظاہر تھے قد ذرا لمبا تھا مگر سڈول عقلمند اپنی
چھوٹی بہن سے زیادہ تھی اور بلحاظ عمر کے گفتگو
کی تمیز بھی اوس سے زیادہ رکھتی تھی ترزہ کے
بھورے بال بہت چمکدار اور لمبے لمبے تھے چہرہ
کا رنگ بہت خوبصورت تھا لیکن بھولاپن ظاہر
ہوتا تھا۔ رنگ بجائے زیادہ سرخ سفید ہونے
کے ذرا پیلا تھا قد میانہ تھا لیکن چال ڈھال میں
الڑ پنا تھا۔ چہرے اور عادت سے ظاہر ہوتا تھا
کہ لڑکپن کا زمانہ ختم ہوچکا ہے مگر جوانی نے ابھی
پورے طور پر اثر نہیں کیا ہے۔ دونوں بہنونکی
آنکھیں گول تھیں دانت بہت خوبصورت ٹھوڑی
گول بیچ میں چاہ زنخدان اون کی ماموں زاد بہن
زلیخا تو خوبصورتی کا ایک نمونہ تھی اوس کے سیاہ
بال کندھوں پر ہوتے ہوئے پشت پر لٹکتے تھے
اوس کی آنکھیں مثل چشم آہو تھیں کہ جن سے
حیا تمیز اور بردباری سب ظاہر ہوتی تھی اوس
کی بھویں بہت باریک کیانی کمان کی طرح خمدار
تھیں۔ ہونٹھ بہت پتلے اور شنگرفی تھے دانت
بہت خوبصورت تھے۔ مسکراتے وقت اوس
کے چہرہ کی طرف دیکھکر پارسا بھی غش کھاتے

درایاں والوں سے پان ڈگمگانے لگتے تھے۔
گردن لمبی اور صراحی دار مانند ہنس کے تھی اور اس کے اوپر سر گویا خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا۔ سینہ اور کمر کا حصہ گویا سانچے میں ڈھالا تھا رنگ کچھ زردی مایل تھا جسمیں سُرخی سفیدی ملی ہوئی تھی۔ قد میانہ تھا۔ چال میں لچک اور الله پناہ اس غضب کا تھا کہ زبردست سے زبردست کے دل کو بیتاب کرنے کے لیئے کافی تھا پھر آواز ایسی شیریں اور دلکش تھی کہ مجال نہیں کہ پارسا بھی اُسے سنکر کشش نہ کرے۔ گلنار لیوکس کے ساتھ بیٹھی ہوئی اس کے دلفریب باتوں میں مشغول تھی۔ شزرہ جولین کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ لیئے کمرہ کے ایک طرف ٹہل رہی تھی۔ زلیخا ایک آرام کرسی پر کہ خلیل اُسیر لیٹا ہوا تھا جُھکی ہوئی میٹھی میٹھی باتوں سے اُس کے دل کو لبھاتی تھی اور خلیل بھی وقتاً فوقتاً تسلی بخش باتوں سے اُسکے دل کو تسکین دیتا تھا۔

اب ہم اسی اثنا میں ڈلیئین پاشا کا کچھ مختصر حال بیان کرتے ہیں۔ اُس کی عمر ۵۰ سالہ تھی گو کہ بال و ڈاڑھی سفید ہوجانے سے ذرا بڈھا سا معلوم ہوتا تھا مگر چہرے اور بدن سے بڑھاپے کے آثار نمایاں نہ تھے۔ بدن خوب موٹا تازہ اور مضبوط تھا اور چونکہ بہت سی اپنی عمر اُس نے فوج میں بسر کی تھی اس لیئے مزاج میں تیزی سرداری اور تکبر بہت تھا۔ فوج کے کاموں میں تجربہ کامل درجہ کا تھا۔ یہ شاہی فوج میں جنرل تھا اور بہت سی لڑائیں فتح کر چکا تھا۔ بہرحال وہ کٹا مسلمان تھا مگر شراب سے شوق رکھتا تھا۔ یہ محل صرف اُسی گرمی کے موسم کے ٹھیرنے کے لیئے بنوایا تھا جہاں کہ پاشا صرف اسی موسم میں اپنے کنبہ کے ساتھ آکر رہا کرتا تھا شہری محل کے اندر وہ بطور ایک بادشاہ کے ساز و سامان رکھتا تھا کیونکہ بڑا مالدار تھا۔ لیکن اس محل کے اندر اُس کو چنداں ایسے کر و فر کی ضرورت نہ تھی اور نیز یہ بھی کہ شہری محل کے اندر اُسکی بیٹوں کو ہرگز اسطرح عیش اُڑانے کا موقعہ نہ ملتا کیونکہ وہاں غلام چپہ چپہ پر موجود رہتے تھے اور اس سے صاف ظاہر ہوسکتا ہے کہ کوئی اجنبی شخص کسطرح سے محل میں جانے کا موقعہ پاسکتا تھا جیسے کہ اس دریا کے کنارہ کے محل میں یہ اجنبی آیا جایا کرتے تھے اور اسمٰعیلڈہ کا مطلب آمنیہ کے ذریعہ سے بر آیا کرتا تھا۔ لہذا اب ہم پھر اپنے قصے کو شروع کرتے ہیں۔ یہ تینوں نوجوان اور تینوں عورتیں اپنی دلچسپ گفتگو میں مشغول تھے اور خلیل رفتہ رفتہ زلیخا کی نظروں میں زیادہ عزیز ہوتا جاتا تھا گو کہ لیوکس اور جیولن کی طرح زیادہ بکواس نہ کرتا تھا اور زلیخا شرمگین اور دلچسپ گفتگو سے خلیل

کے دل کو لبھاتی تھی مگر اُس کی آنکھوں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اُس کی اُلفت صدق دلی کے ساتھ تھی۔ زلیخا کی گفتگو خلیل کے ساتھ مودبانہ اور باالفت تھی قریب ایک گھنٹے تک یہ تینوں جوڑے (یعنی سب عاشق و معشوق) دلچسپ گفتگو میں مصروف رہے۔ دنیاوی غم و خطرہ کی دہشت اور رات دوا زمی سے بالکل بے خبر تھے کہ اچانک اُنھوں نے سُنا کہ باہر دروازہ پر کوئی زور سے دستک دے رہا ہے اور چلّا کر کہتا ہے کہ دروازہ کھولو۔

گلنار اور شرزہ - (اپنے اپنے عاشقوں سے مخاطب ہوکر) غضب ہوگیا ہمارا والد آگیا۔

زلیخا - (جھٹ چوکنی ہوکر اور گھبرا کر) ہیں ماموں جان کو خبر ہوگئی۔ لیکن اُسی وقت خلیل نے اُس کی طرف تسکین کی نظر سے دیکھا اور چونکہ اب وہ کھڑا ہوا تھا وہ اُس کو اپنا ایک مددگار سمجھکر اُس کے چپٹ گئی۔ دروازہ کی کھٹ کھٹ کی آواز برابر آرہی تھی اور اب پاشا نے زور سے کہا دروازہ کھولو نہیں کواڑ توڑتا ہوں۔

خلیل (دونوں اپنے دوستوں کی طرف مخاطب ہوکر) اے عزیزوں اب وہ موقع ہے کہ اپنے بچاؤ کی تدبیر سوچیں اور کوئی ایسی تدبیر نکالو جس سے اِس الزام سے بچیں اور ساتھ میں اور سب کو بچا لیں۔

لیوکس - اے میرے دوست بجا کہتے ہو۔ بس مجکو اپنا وکیل سمجھو اور میں سب کچھ دیکھ لونگا۔

جولین (خلیل کی طرف مخاطب ہوکر) صاحب میں بھی اپنے دوست کی رائے کو پسند کرتا ہوں۔ اتنے میں پاشا کی آواز اب کے مرتبہ اور بھی زور سے آئی اور لیوکس یہ کہہ کر کہ مجھے پاشا کے غصّہ کا شکا ہونے دو جھٹ آگے بڑھا اور دروازہ کھول دیا۔......

چوتھا باب

ڈلٹین پاشا

جوہیں دروازہ کھلا۔ لیمپ کی روشنی میں لیوکس نے دیکھا کہ ایک بڑا بھدّا اور موٹا عمر رسیدہ آدمی غصّہ سے بیتاب شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیئے اندر آیا اور اُس کے پیچھے چھ کالے حبشی غلام تین رسے اور تین کٹار ہاتھ میں لیئے ہوئے اندر آئے۔ لیوکس نے دیکھا کہ اِن میں دونوں وہی تھے جو کشتی کھیا کرتے تھے جس میں بیٹھ کر یہ محل میں آیا جایا کرتے تھے دروازہ کے کھلتے ہی لیوکس ایک طرف کو کھڑا ہوگیا اور ڈلٹین پاشا اپنی وحشیانہ حالت میں آگے کو بڑھا چلا گیا جس سے لیوکس کو موقع مل گیا۔ اور اُس نے غلاموں سے کہا خبردار ہمارا راز فاش نہ کرنا۔ غلام بھی جھٹ اس اشارہ کو سمجھ گیئے اور فوراً اُنھوں نے گردنیں ہلائیں یہ تمام گفتگو ایک ہی منٹ میں تمام ہوگئی۔

کیا دیکھتے ہیں کہ پاشا اپنی شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے
غصہ سے بیتاب لیوکس کی طرف جھپٹا۔

لیوکس۔ (ادب کے ساتھ دونوں ہاتھ باندھکر
اور نہایت ہی حلیمی کے ساتھ پاشا سے مخاطب ہوا)
لیجئے یہ سر حاضر ہے۔ خواہ ماریئے خواہ چھوڑ دیئے۔
بندہ کو کوئی عذر نہیں اور گو کہ میری پیٹی میں خنجر
لگا ہوا ہے مگر میں اپنی پیاری گلنار کے باپ پر
ہاتھ اُٹھانا کسرِ شان سمجھتا ہوں۔ لہذا میں خوب
سمجھ سکتا ہوں کہ آپ جیسے خوبی بہادر سردار مجھ
جیسے مسکین پر شمشیر چلانا روا نہ رکھیں گے۔

لیکن پاشا نے جو بہادری سے ہمیشہ الفت رکھتا
تھا اور اپنا دشمن کی طرف سے بھی بہادری
ظاہر ہونے پر ہمیشہ خوش ہوتا تھا۔ اپنی تلوار
نیچے جھکالی۔ کچھ عرصہ تک اُس نے لیوکس کو سر سے
پاؤں تک دیکھا۔ لیکن چہرہ سے اب بھی غضب کا
غصہ ظاہر ہوتا ہوتا تھا۔ پھر جھٹ کچھ سوچ کر
غلاموں کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا ارے اِسے
باندھ لو۔ بس اب لیوکس بغیر کسی مزاحمت کے
اِن چھؤوں غلاموں کی حراست میں پڑ گیا اور
جبکہ پاشا نے حکم دیا کہ خنجر اِس کی پیٹی سے نکال
لو تو اُس نے خود اپنا چھرا او خنجر اپنے ہاتھ سے نکالکر
غلاموں کے حوالہ کیا۔ پاشا اُن غلاموں کو حکم
دیکر کہ اس کو مضبوط تھامے رہنا تلوار برہنہ
ہاتھ میں لئے آگے کمرہ میں بڑھا اُس کے وہاں پہنچنے
پر گلنارا اور شہرزہ غم اور خوف میں بھری ہوئیں
عاجزی کے ساتھ اپنے باپ کی قدمبوسی کرنے
لگیں۔ زلیخا بھی جھٹ خلیل کی بغل سے آزاد ہو کر
اپنی اِن دونوں بہنوں کے ساتھ آشامل ہوئی۔
لیکن سکتہ کے عالم میں کھڑی تھی۔ صرف اپنی کالی
کالی گول آنکھوں سے اپنے ماموں کی صورت کو تکتی
ہوئی اپنی غمگین صورت سے ان ہی لفظوں کا
اظہار کرتی نظر آتی تھی۔

پاشا نے پہلے جولین اور خلیل کی طرف دیکھا اور
پھر غلاموں کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا ارے
کیا دیکھتے ہو اِن کے بھی ہتھیار چھین لو۔

خلیل (رعب کی صورت بنا کر ادب کے ساتھ)
اے حضور سختی کا برتاؤ بے فائدہ ہے اِس جرم کی
حالت میں جس سے خود ہمارے دل شرمندہ ہیں ہم سے
مقابلہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

جولین۔ نہیں حضور ہم سے بیشک غلطی ہوئی ہے
اور ہم اپنی اپنی غلطی کے سزاوار ہیں۔ مزاج چاہے
سو کیجئے ہم موت سے بھی عذر نہیں کر سکتے اور یہ کہکر خلیل
اور جولین دونوں نے اپنے اپنے ہتیار غلاموں کو
دے دیئے۔ گلنارا اور شہرزا یہ سنکر ایک دفعہ ہی
چونکیں اور فوراً اپنے باپ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے
لگیں (موت) ہرگز نہیں۔ زلیخا نے شرمگین اور عاجزی کی

صورت سے خلیل کی طرف دیکھا۔

لیوکس - اے حضور جان کی امان پاؤں تو یہاں آنے کا اپنا قصہ کچھ کہہ سناؤں جس سے آپ کو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ آپ کی پیاری دختر اور شہزاد بھانجی اور میرے دونوں ساتھی بالکل اس جرم سے بیگناہ ہیں۔ لہذا یہ عاجز ہی تمام اس گناہ عظیم کا مرتکب ہے۔

پاشا (غصہ کو ذرا فرو کر کے) اچھا کہو۔

لیوکس - میں معہ اپنے دونوں دوستوں کے جو جوان اور کم تجربہ ہیں سیر کرنے کی خاطر آج ہی اس شہر میں وارد ہوئے تھے اور شام کو دریا کے کنارے پر اسکا نظارہ کرتے ہوئے ٹہلتے تھے کہ حضور کے محل کا باغ نظر پڑا اور ایک دروازہ کھلا ہوا دکھائی دیا۔

پاشا - کون سا دروازہ۔

لیوکس - اجی وہی دروازہ جو محل کے پچھلی جانب واقع ہے۔

پاشا - اچھا۔ کہیئے۔

لیوکس - بس یہ دیکھکر کہ باغ نہایت خوبصورت ہے ہم اسکے اندر چلے آئے اور چونکہ ہم نے یہ دیکھا کہ وہاں کوئی چلتا پھرتا نظر نہ آتا تھا لہذا گمان کیا کہ شاید محل خالی ہے۔ بہت عرصے تک اسمیں پھرتے رہے اور اس پُرفضا جگہ سے چلے جانے کو جی نہ چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ تھک گئے اور پیاس نے ستایا۔ پس اب پانی کی فکر ہوئی کہ اتنے میں ہم نے ایک دروازہ کو کھلا ہوا پایا۔

ڈلئین پاشا - یہ کونسا دروازہ۔

لیوکس - اجی محل کی پچھلی عمارت کا۔

پاشا - اسی طرح غصہ کی حالت میں اچھا بیان کرو۔

لیوکس - اپنے اور دوستوں کی طرف دیکھ کر۔ شاید یہ شخص بھی میرے کلام کی تائید کرینگے بیشک اُنھوں نے مجھکو اندر آنے سے روکا۔ مگر میں نا مانا اور اُن کو یہ کہکر جھڑک دیا کہ اسے نادانوں محل کے اندر جاکر تھوڑا سا پانی مانگنے اور دو منٹ آرام لینے میں کیا ہرج ہے ناچار اُن کو بھی میری اس بات پر مجبور ہونا پڑا۔ کیونکہ ہم قسم کھا چکے تھے کہ آپس میں جُدا نہ ہونگے۔ اس لیئے کہ شہر آجکل ایک بڑی آفت کی جگہ بنا ہوا ہے۔ یہ بات سُنکر تینوں عورتیں کانپ گئیں۔ اور زلیخا تو ایسی ڈری کہ بیساختہ خلیل کے بازو سے جا لپٹی یہاں تک کہ پاشا نے اُس کو غصہ کی نظر سے دیکھکر کہا کہ علیحدہ کھڑی ہو۔

پاشا - پھر لیوکس کی طرف مخاطب ہو کر اچھا بیان کیجیے۔

لیوکس - بس آگے تو قصہ طویل نہیں۔ ہم محل میں چلے آئے۔ زینہ پر چڑھکر ہم نے باہر کے دروازہ پر دستک دی کوئی نہ بولا۔ لیکن اب ہم بہت دلیر تھے یا یہ خیال کیجیئے کہ میں بہت دلیر تھا۔ دروازہ میں نے خود کھول لیا اور معہ اپنے دونوں دوستوں کے

اس کمرہ میں چلا آیا جہاں کہ یہ تینوں لڑکیاں ہیں۔ انھوں نے ہمیں دیکھتے ہی ایک چیخ ماری اور فوراً ہم سے کہا کہ نکل جاؤ لیکن اے حضور سچ تو یہ ہے کہ ان پریوش ماہرویوں کو دیکھ کر اب ہمارے ہوش و حواس قایم نہ تھے اور بس یہیں بیٹھ گئے۔ میں صدق دلی سے بیان کرتا ہوں کہ بیشک ہماری یہ حرکت بالکل ناجایز تھی۔ جب ان عورتوں نے دیکھا کہ ان کی دہشت اور غصہ نے ہم پر کچھ اثر نہ کیا تب پھر عاجزی سے ملتجی ہوئیں۔ لیکن اب آپ جانتے ہیں کہ الفت کا تیر سینہ کے پار نکل گیا تھا چنانچہ ہم نے تمھاری دونوں لڑکیوں اور بھانجی سے کہا کہ اجی اب تو ہم جانے والے نہیں اب تو ہماری تمھاری شادی کی ٹھیرے گی۔ اب بتایئے آپکو کس سے اجازت لینی درکار ہے۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ دروازے پر زور زور سے آواز آنے لگی۔ بس آگے حضور سب جانتے ہیں۔

یہ تمام گفتگو سُنکر پاشا ایک پتھر کی مورت کی طرح استادہ رہگیا۔ اس سکتہ کے عالم میں بہت دیر تک سوچتا رہا کہ لیوکس کا قصہ کہاں تک درست ہے۔ تینوں عورتیں پریشان چہروں سے پاشا کے مُنہ کو تک رہی تھیں کہ دیکھیئے اب کیا ارشاد ہوتا ہے۔ زلیخا اپنے خیالات پریشان سے کبھی دیوانوں کی طرح اپنی بہنوں کی طرف دیکھتی تھی اور پھر خلیل سے جو اُس کے پاس ہی کھڑا تھا آہستہ سے کچھ کہتی تھی جو ہر وقت اُسکی تسلی کرتا معلوم ہوتا تھا۔ لیوکس اور جیولین بھی وقتاً فوقتاً خلیل کی طرف دیکھ کر پاشا کے ظلم سے بچنے کی تسلی حاصل کرتے تھے۔

پاشا (لیوکس کی طرف مخاطب ہوکر) کیوں صاحب آپ کون ہیں۔

لیوکس۔ صاحب مجھکو لیوکس حواسی لو۔ کہتے ہیں میں سلطان کی رعایا میں ہوں۔ میرا باپ شہر (ریاست البینیا) کا ایک بڑا بھاری سوداگر ہے۔ پھر جیولین کی طرف مخاطب ہوکر۔ اور آپ۔

جولین۔ اجی میرا نام جیولین میلیٹا ہے۔ میرا باپ لیمنوس جزیرہ کا ایک بڑا سوداگر ہے اس لئے میں سلیم سویم کی رعایا میں ہوں۔ پھر خلیل کی طرف مخاطب ہوکر۔ اے ذی شعور جوان آپ اپنا کچھ حال بیان کیجئے۔

خلیل۔ اے حضور اس کمترین کو خلیل عثمان کہتے ہیں۔ والد بزرگوار اس کمترین کا صوبہ کرامینہ کا ایک بڑا مالدار سردار تھا۔ افسوس کہ اُس نے عالم فانی سے عالم بقا کو رحلت کی اور مال و متاع کمترین کے حصہ میں آیا۔ لہذا آپ سمجھ گئے ہونگے کہ میں بھی اپنے دونو ساتھیوں کی اُمنگوں کے مانند آپکی دلفریب خوبصورت بھانجی زلیخا سے شادی کرنے

کے لیئے کچھ نامنزا نہیں۔ خیر یہ کہنا تو ناجائز ہے
کہ میں بھی اپنے دونوں ساتھیوں کی مانند سلطان
کی رعایا کہلانے کا فخر رکھتا ہوں۔

خلیل جب یہ گفتگو کر رہا تھا زلیخا بڑی غور سے
سُنتی تھی اور دل میں خوش ہوتی تھی۔ جب یہ
قصہ تمام ہوا تو پاشا کچھ دیر تک سوچتا رہا۔ پھر
اچانک کچھ یاد کرکے اور دو غلاموں کی طرف اشارہ
کرکے کہا کہ گلنار کو اسیر کرو لیکن سختی جائز نہ رکھنا۔

گلنار۔ نے پہلے اپنے عاشق کو دیکھا اور پھر پاشا
سے کہنے لگی اے اباجان میرا کیا قصور ہے۔

لیوکس۔ اجی حضور سچ بھی تو ہے ملزم تو ان
تمام گناہوں کا میں ہی ہوں۔

شرزہ۔ گھبرا کر اور چیخ مار کر اے اباجان اس
بیچاری بیگناہ کو معاف کرو۔

زلیخا۔ گھبرا کر آہستگی سے) شاید آپکو بے سوچے
سمجھے ظلم کرنے کے بعد میں پچھتانا پڑے۔ پھر چونکہ
نے کچھ کہا۔ اُس کے بعد خلیل نے۔ لیکن پاشا نے
غضب میں بھر کر حکم دیا کہ خاموش جیسے صبر سے میں نے تم
سب کی گفتگو سُنی ہے اُسی طرح تمکو بھی واجب ہے
کہ میری گفتگو سنو۔ اے بیہودہ نوجوانوں آج
تم نے مسلمانوں کے دستور کے برخلاف آئین حرم
میں خلل ڈالا ہے اور ناممکن ہے کہ تمھاری اس بیہودہ
حرکت کی سزا نہ ملے۔ اے لیوکس تیرے بیان سے
ظاہر ہوتا ہے کہ تو ہی اِس گناہ عظیم کا بانی ہے۔ بس
میں تجھ سے بدلا لونگا۔

لیوکس۔ جی حضور میں بھی تو خوشی سے اپنی قسمت
پر راضی ہوں۔ مگر پھر آپ کو ان سب کو چھوڑ دینا ہوگا

گلنار۔ آبدیدہ ہوکر اے باباجان معاف کرو۔

ڈلیمین پاشا۔ بیشک اور میرا کسی سے واسطہ نہیں
لیکن اے گلنار تو بالکل بغیر سزا کے نہ بچے گی کیونکہ
تو نے اپنی چھوٹی بہنوں پر اپنے چال چلن سے بُرا
اثر ڈالا ہے۔ تو ان نوجوانوں کو نکالنے میں قاصر نہیں
تو تجھے غلاموں کو بلانا تھا اور حرم کے آئین کو قایم
رکھنا تھا۔ نہیں نہیں یہ تیرا ہی قصور ہے کہ ان کو
یہاں رہنے دیا ورنہ ان کا ٹھیرنا ناممکن تھا۔ علاوہ
ازیں جب میں یہاں اندر آیا تو میں نے دیکھا کہ تم تینوں
بے نقاب تھیں غیر مردوں کے سامنے اِس طرح بے
حجاب ہونا آئین شرفا نہیں۔ اے گلنار چونکہ تو ان
سب میں بڑی ہے اور یہ تیرے چال و چلن کی پیروی
کر سکتی ہیں۔ لہذا تیری اِس بیہودہ حرکت پر مجھے
بڑا افسوس ہے۔

لیوکس۔ اے حضور آپ کی زبان مبارک سے ابھی
ارشاد ہو چکا ہے کہ آپ اپنے غصہ کا عوض میری موت
سے چاہتے ہیں باقی کسی سے کچھ سروکار نہیں۔

پاشا۔ اے بیہودہ نوجوان تو کیا یہ سمجھتا ہے کہ میں
اپنی لڑکی کو بھی مارونگا۔ ہرگز نہیں بلکہ میرا ارادہ یہ

چونکہ یہ بھی گناہگار ہے لہذا تیری موت کا نظارہ دیکھکر آپتے ایسی بیہودہ حرکت سے نادم ہو اور آیندہ ایسے گناہ عظیم کی مرتکب نہ ہو۔ یہ سنکر گلنار نے ایک دردناک چیخ ماری اور غش کھاکر اپنے باپ کے پاؤں پر گری۔ شرزا بھی اس حالت کو دیکھکر گھبرائی اور غم کے مارے کھڑی نہ رہ سکی اور زلیخا نے یہ سوچکر کہ اب خلیل خاموش کیوں ہے مسکینی کی نظر سے اس نوجوان ترک کی طرف دیکھا۔

خلیل (پاشا کی طرف بڑھکر) اے حضور کیا آپنے ہمارے دوست لیوکس کے مارنے کا ہی ارادہ کرلیا ہے اگر یہ ٹھیک ہے تو براے عنایت مجھکو ایک دو منٹ اس سے گفتگو کرنے کی اجازت ملجائے کیونکہ اب بیچارے کا آخری وقت ہے۔

پاشا۔ اچھا قبول ہے۔ لیکن جلدی کرو کیونکہ اس کی موت کا پیغام آچکا ہے۔ یہ کہکر اس نے غلاموں کو جو لیوکس کو گھیرے ہوئے تھے ہٹ جانے کا حکم دیا۔ خلیل فوراً آگے بڑھا اور جوہین کے پاس کے پاس پہنچا اس نے فوراً اپنی اونگلی میں سے ایک انگشتری نکال اس کی اونگلی میں پہنائی اور اس کی گردن میں دونوں ہاتھ ڈال کر اس کے کان میں کچھ کہا۔ جدا ہوتے وقت چلاکر کہنے لگا گھبرائے کیوں ہو مردونکا یہی کام ہے مجھے تو یقین نہیں کہ پاشا تم کو ہلاک کردیوے میرے خیال میں تو یہ تمام وہم وگمان ہیں اور اگر ایسا ہوا بھی تو خیال رکھنا۔۔۔ اور دریافت کرنے پر کہدینا تمکو کہاں سے ملی تھی نتیجہ خود معلوم ہوجائیگا۔ جب خلیل اسطرح لیوکس سے مخاطب تھا۔ تمام شخص کمرہ میں حیران کھڑے اسکی طرف دیکھتے تھے سواے زلیخا کے کسی نے اسکو انگوٹھی اپنی اونگلی سے اتارتے اور لیوکس کو پہناتے نہ دیکھا تھا اور اس حرکت کو دیکھکر اسکو پورا یقین تھا کہ خلیل نے اس کے بچاؤ کی کوئی تدبیر کردی ہے جیولین نے بھی اپنے دوست سے بغلگیر ہونیکی اجازت حاصل کی اور لیوکس نے اپنے دوست کو یقین دلایا کہ ابھی امید باقی ہے۔

پاشا۔ اے بیہودوں اب کیوں دیر لگا رہے ہو غلاموں کی طرف غصہ سے للکار کر اسے اس نالایق کو لے چلو مخفی نرہے کہ بوڑھی عورت آمینہ باہر کے کمرہ میں حبشی غلاموں کی آڑ میں کھڑی ہوئی تمام ماجرہ سن رہی تھی پہلے پہل بہت کچھ حیران تھی کہ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ مگر جب ان کی تمام گفتگو میں اس کا نام نہ آیا تب اس کو تسلی ہوئی اور یہ سنکر کہ لیوکس نے تمام گناہ کا بوجھ اپنے گردن پر سنبھالا اس کی جوانمردی کی دل ہی دل میں تعریف کرتی تھی جب اس نے موقعہ ٹھیرنے کا نہ پایا جھٹ سے اس کمرہ سے نکل اسمعیل بیگ کے کمرہ میں جا گھسی [illegible] بیگ روانہ ہوتے ہی گلنار اور لیوکس [illegible]

کی حراست میں اور پاشا جولین اور خلیل کا ہاتھ پکڑے ہوئے کمرہ سے باہر نکلے۔ خلیل باہر آنیکے وقت زلیخا کی اچھی طرح تسلی کر چکا تھا اور جولین شرزہ کی جبکہ اس کمرہ کا دروازہ ان سب کے باہر آتے ہی بند ہو گیا اور زلیخا اور شرزہ اکیلی وہاں رہ گئیں تو زلیخا نے اپنی شیریں آواز سے شرزہ سے کہا اے پیاری بہن مایوس نہو ابھی قوی اُمید باقی ہے شرزہ چونک کر اجی کیا کہتی ہو ہمارا باپ بڑا چنڈال ہے۔ اے پیاری۔ زلیخا میں نہیں سمجھتی تمھاری کیا مراد ہے۔

زلیخا۔ بھئی بڑی بھولی بھالی ہو میں تم سے صاف صاف کہتی ہوں کہ لیوکس مارا نہ جائیگا اور ہماری پیاری گلنار کو غم و الم سے سامنا نہ ہوگا۔

شرزہ۔ بہت خوش ہو کر یہ تو خوب سنائی لیکن کیونکر

زلیخا۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خلیل نے بغل گیر ہوتے وقت لیوکس کو ایک انگشتری اُتار کر دی تھی۔ اور کان میں کچھ کہا بھی تھا کہ جس سے لیوکس کا چہرہ باغ باغ ہو گیا بس اتنا ہی کافی ہے۔

پانچویں فصل
طلسمی انگشتری

اسی اثنا میں پاشا اپنی تمام ساتھیوں کے ساتھ زینہ سے اُتر کر محل کے بائیں باغ میں پہنچا اور جولین اور خلیل کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا اے تم دونوں میرے ساتھ آؤ اُن کو نیچے محل کی پشت پر لیجا کر اُس نے ایک چابی سے جو اُس کے پاس تھی ایک دروازہ کھولا اور اُن دونوں کو ایک کمرہ میں جو محل کی پہلی منزل کا ایک حصہ تھا چھوڑ کر اور یہ کہہ کر کہ تم یہاں ٹھیرے رہو جبتک میں یہاں نہ آؤں۔ میں تمھارے دوست کو دریائے باسفرس میں ڈبو کر ابھی واپس آتا ہوں اُس وقت میں تمھیں کچھ نصیحت کر کے اور اُس کی موت کی خبر سنا کر یہاں سے رہائی دونگا۔ خبردار بھاگنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ میرے غلام جو شمشیر برہنہ سے اس عرصے میں تمپر پہرا دیتے رہینگے تمھیں زندہ نہ جانے دیں گے یہ کہکر وہ غصہ سے باہر نکلا اور دروازہ کو مقفل کر دیا۔

جولین نے جب اپنے کو خلیل کی صحبت میں تنہا پایا کہنے لگا کیوں بھئی یہ تو ہوا سو ہوا اب اپنی تو سوچو کہ پاشا ہمیں بھی زندہ جانے دیگا یا نہیں۔

خلیل۔ اے دوست کیوں گھبراتے ہو اگر موت ہی آئی ہے تو کیا گھبرانا ہے۔

جولین۔ کیا لیوکس نے تم سے گفتگو کرتے وقت کچھ اُمید دلائی تھی۔

خلیل ہاں میں نے اُس کو اُمید دلائی تھی۔

جولین۔ آپ نے لیکن اے عزیز خلیل بیان تو کیجے کہ وہ اُمید کس قسم کی ہے۔

خلیل۔ نفرت سے اور ایک کریہ صورت بنا کر ارے بھئی تھوڑی دیر میں سب کچھ ظاہر ہو جائیگا۔

جیولین - ارے میاں بیان میں کوئی ہرج ہے بھلا وہ کیا ذریعہ ہیں۔

خلیل - اے مہربان میں نے لیوکس کو ایک انگشتری دیدی ہے اور امید قوی رکھتا ہوں کہ یہی انگشتری اُس کے بچاؤ کا ذریعہ ہوگی۔

اسی اثناء میں ڈلیٹین پاشا اپنے دونوں قیدیوں کو لیئے ہوئے جو حبشیوں کی حراست میں تھے چلا جاتا تھا - لیوکس اور گلنار کے ہاتھ ریشمی رسّوں سے پشت پر بندھے ہوئے تھے اور دونوں ایک ایک حبشی غلام کی حراست میں تھے - دو باقی غلاموں کو پاشا جولین اور خلیل پر پہرہ دینے کو چھوڑ گیا تھا

ڈلیٹین پاشا اپنی شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے ہوئے چلتا تھا - مدعا یہ کہ گلنار اور لیوکس عاشق و معشوق آپس میں بات نکر سکیں - گلنار کو امید نہ تھی کہ لیوکس زندہ آئیگا کیونکہ وہ خلیل اور اُس کی گفتگو سے ناواقف تھی - لہذا اُس کے عاشق کو بھی اُس سے کچھ کہنے کا موقعہ نہ ملا تھا - باغ کا راستہ ختم ہوا اور وہ کنارہ جہاں کشتی کھڑی رہتی تھی آپہنچا - اب گلنار نے پھر ایک مرتبہ گھبرا کر اپنے باپ سے لیوکس کی جاں بخشی کی سفارش کرنی چاہی مگر چونکہ غم سے بالکل بے حال تھی اور مُنہ بالکل خشک ہو گیا تھا - لہذا ایک لفظ بھی اُس کے مُنہ سے نہ نکل سکا تمام گروہ کشتی میں سوار ہوا - اب گلنار کا حال جہت ابتر نظر آیا اور گھبرا کر بیہوش کشتی میں گر پڑی - جب ہوش آیا اور آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ اس کا باپ شمشیر برہنہ لیئے ہوئے اُس کے عاشق کے سر پر کھڑا تھا وہ بڑی حیرانی سے اپنی معشوقہ کے چہرہ کو تک رہا تھا مگر بولنے کی اجازت نہ تھی اور کشتی کو غلام کھیتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ اس وقت میں دریا کا نظارہ قابل تعریف تھا مگر جن لوگوں کی نظروں میں موت کا سماں بندھا ہوا تھا اُن کی نظروں میں بے لطف تھا - گلنار گو ہمیشہ ایسے نظاروں کی بڑی شوقین تھی مگر اب وہ خوب سمجھتی تھی کہ تھوڑے عرصے بعد یہی دریا جو اسوقت خوبصورت نظر آتا ہے اُس کے عاشق کی گور بننے والا ہے یہ خیال آتے ہی وہ بحالت دیوانگی اور جنون فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی اور گھبرا کر کہنے لگی کہ اے باپ اے ملک الموت میں عاجزی کرتی ہوں کہ تم مجھپر اور اس شکیل نوجوان پر رحم کرو اور اگر نہیں کر سکتے تو مجھے بھی اس کے ساتھ زندہ درگور کرو کیونکہ مجھکو قوی اُمید ہے کہ اسکی موت مجھے دیوانہ بنا دے گی۔

پاشا (غصے میں آگ ہوکر) اے بیحیا لڑکی خاموش تیرے عاشق کی موت کا پیغام آچکا ہے اب اسکو جبرئیل بھی نہیں بچا سکتا۔

لیوکس (پاشا کی طرف مخاطب ہوکر) حضور اگر بندہ کو اس عزیز نازنین کی اُلفت اور غم کا خیال نہ ہوتا تو ہرگز

میں اپنی جان بچانے کے لیئے آپکی التجا نہ کرتا میں
بیشک قصور وار ہوں اور از روئے آئین حرم مستوجب
سزائے موت ہوں لیکن تاہم بھی نیک لوگ ہمیشہ
رحم کھاتے ہیں اور آپ سے بھی قوی امید رکھتا
ہوں اور قسم کھاتا ہوں اگر آپ میری جاں بخشی
کریں تو فوراً قسطنطنیہ سے چلا جاؤں اور پھر یہاں
قدم نہ رکھوں۔

پاشا۔ اے نابکار میں تمام تیری میٹھی میٹھی باتیں سنتا
ہوں۔لیکن تو خوب جانتا ہے کہ میرا حکم ناطق ہے
بہتر ہے کہ خیال دنیاوی چھوڑ اور خدا کو حاضر ناظر
سمجھکر اپنے گناہوں کی تلافی کر اور فوراً موت کے
لیئے تیار ہو اسطرح سے کہہ کر غصے میں لال بنا ہوا
ڈلیٹین نے غلام سے جو چپ چاپ چلا رہا تھا کہا کہ کشتی
روک اور تانت کا پھندا اور بورا لیکر اپنے کام کے
لیئے تیار ہو۔ یہ لفظ سنکر گلنار کے ہوش و حواس
جاتے رہے اور چاہتی تھی کہ لیوکس کی موت کا
نظارہ دیکھنے سے پہلے خود آپ کو دریا میں ڈبو دے
مگر لیوکس نے فوراً اس کے کان میں کہا کہ ابھی گھبرانے
کا موقع نہیں ہے ابھی امید باقی ہے۔اس سے
اس کی ذرا تسلی ہوئی۔لیوکس نے پاشا کی طرف
مخاطب ہو کر پھر ایک دفعہ عاجزی سے التجا کی مگر
اس کو اسی طرح اکھڑ پایا۔

پاشا نے اس کو لعنت ملامت کرنے کے بعد
کہا بس اب بیہودہ نہ بک اور جلدی سے موت کے
لیئے دعا مانگ کر تیار ہو جا۔اب دیر کا موقع نہیں۔

لیوکس۔ جھٹ کھڑا ہو کر اور ایک انگشتری جو
انگلی میں پہنے ہوئے تھا پاشا کو دکھا کر اس طرح کہنے
لگا کہ اب میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ تو اپنے ارادہ سے باز
رہ اور غلاموں کو کشتی لوٹانے کا حکم دے۔انگوٹھی
دیکھتے ہی پاشا نے گھبرا کر ایک چیخ ماری اور لڑکھڑا
کے گرنے ہی کو تھا کہ غلاموں نے جھٹ سنبھال لیا
یہ انگشتری طلائی تھی اس میں ایک بڑی آب و تاب
کا ہیرا تھا۔اس کے اندر ایک حرف کھدا ہوا تھا۔
اس کے اثر کو دیکھکر لیوکس اور گلنار نے پہلے خدا
کا شکریہ ادا کیا اور پھر اپنے دوست خلیل کا۔

ڈلیٹین پاشا نے خواب غفلت سے بیدار ہو کر
پھر ایک دفعہ انگوٹھی کو دیکھا اور حیران ہو کر لیوکس
سے دریافت کرنے لگا کہو صاحب یہ انگوٹھی آپکے
پاس کہاں سے آئی لیوکس نے فوراً جواب دیا مجھکو
خلیل نے دی ہے۔

پاشا۔ تھوڑی دیر سوچکر۔کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ
خلیل کون ہیں اور آپ کی ان سے کہاں ملاقات ہوئی

لیوکس۔جی میں اور میرا دوست جولین اس نوعمر
جوان سے سرائے میں ملے تھے۔بس اس کے سوائے
مجھے اور کچھ حال معلوم نہیں ہے جس سے آپ کی
تشفی کرسکوں۔

پاشا پھر کچھ سوچا اور انجام کار اپنے غلاموں کو یہی حکم دینا پڑا کہ کشتی کو واپس لے چلو۔ کشتی لوٹائی گئی اور پاشا نے خود اپنے ہاتھ سے اُن دونوں کے ہاتھ کھول دیئے۔ اب یہ دونوں نہایت بےباکی سے آپس میں باتیں کرتے تھے اور پاشا شل پتھر کی مورت کے کھڑا کھڑا اُن کے منہ کو تک رہا تھا کچھ دیر بعد کہنے لگا اے نوجوان دلیر کیا تمکو خلیل کا کچھ اور حال معلوم ہے۔

لیوکس۔ جی حضور کچھ نہیں۔

پاشا (دلی زبان سے) بڑی حیرت کی بات ہے کہ آج رات کا ماجرا میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور یہ انگشتری خدا معلوم۔

اسی عرصے میں کشتی کنارہ پر آگئی۔ لنگر ڈالا گیا اور یہ سب لوگ کنارے پر اُترے۔

اب اُدھر کا حال سُنئے کہ جولین اور خلیل نے کمرے کے آئینہ لگے کواڑوں میں سے دیکھا کہ دروازہ کے باہر کی طرف دو حبشی غلام برہنہ خنجر کے ساتھ پہرا دے رہے ہیں۔ ہم پہلے یہ ذکر چکے ہیں کہ پاشا جاتے وقت کمرہ کا دروازہ بند کرکے چابی اُس کی اپنے ساتھ لے گیا تھا اِس خیال سے کہ بعد میں زلیخا اور شرزہ محل کے غلاموں کی مدد سے اِن کے بھگانے کی کوشش نہ کرسکیں مگر اُس کا خیال خام تھا کہ محل کے تمام دروازوں کی چابی صرف میرے ہی پاس رہتی اور یہ معلوم نہ تھا کہ دو مصنوعی چابیاں محل میں اور دو شخصوں کے پاس رہتی ہیں۔ یعنی ایک اسمعیل آغا کے پاس اور ایک امینہ کے پاس۔ اِن دونوں شخصوں کو کمرہ میں تنہا ہوئے چند ہی منٹ ہوئے تھے کہ اُنھوں نے آہستہ سے دروازہ کھولتے ہوئے سُنا اور اب اِس بڑھیا خط کی شبیہ نمودار ہوئی۔ بڑھیا نے دروازہ سے نکلتے ہی اپنے لبوں پر انگلی رکھی۔ مراد یہ کہ بولنے کا موقعہ نہیں ہے اور خلیل کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ آپ میرے ساتھ چلو گے۔

خلیل۔ اگر کچھ کہنے کی اجازت ہو تو عرض کروں

بڑھیا۔ جی ہاں ہاں۔ مگر آہستہ سے۔

خلیل۔ میں ہرگز باہر نہیں جاؤں گا۔ جب تک میرا دوست میرے ساتھ نہ جائے۔

امینہ۔ یہ بات ناممکن ہے تمھارے دوست کو کچھ آزار نہیں پہنچ سکتا۔ کیا آپ کو خیال نہیں ہے کہ پاشا صرف ایک کا خون لینا چاہتا ہے۔

خلیل۔ بس تو آپ میرے بچانے کی کوشش کیوں کرتی ہیں۔

امینہ (گھبرا کر) اے نوجوان بس بے چون و چرا میرے ساتھ چلے آؤ اِس میں آپکے لیئے بھلائی ہے

جولین۔ خلیل کی طرف مخاطب ہو کر۔ ارے بھئی جانے میں کیا ہرج ہے۔

خلیل۔ (پہلے کچھ سوچا اور پھر بڑھیا کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا) اچھا چلو میں تمھارے ساتھ ہوں۔

امینہ اُسے کمرہ سے لیکر نکلی اور دروازہ اُس کا ہوشیاری سے بند کر کے چابی اُس کی اپنی جیب میں ڈال لی پھر وہ زینے پر چڑھی۔ خلیل آہستہ آہستہ اُس کے پیچھے جاتا تھا۔ بیشک اُسے خیال تھا کہ پیاری زلیخا نے مجھے ملاقات کے لیئے بلایا ہے۔ لیکن جب وہ اوپر پہنچی تو بڑھیا عورت نے کہا خاموش اور جھٹ اُس دروازہ کے سامنے والا دروازہ جسمیں ڈلٹیں پاشا کی لڑکیاں رہتی تھیں کھولا۔ خلیل گھبرایا کہ دیکھیئے اب کیا ماجرہ پیش آتا ہے مگر فوراً شوق نے اُس کو گدگدایا اور بے چون و چرا اُس کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ امینہ اِس نوجوان کو ایک بڑی سجے ہوئے عمدہ عالیشان کمرے میں لے گئی وہ آہستہ چلتی تھی یہانتک کہ مخملی فرش پر اُس کے پاؤں کی آہٹ بالکل نہ ہوتی تھی۔ اندر جاکر اُس نے ایک اور دروازہ کھولا اور آپ باہر کھڑی ہو کر اُسکو اندر جانے کی اجازت دی۔ خلیل دلیرانہ اندر گھسا اور دروازہ بند ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک خوبصورت حسین عورت نہایت بیش قیمت آرام کرسی پر بڑے ناز و انداز سے دراز ہے۔ فوراً خلیل کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھکر مسکرائی مگر غرور سے خاموش بیٹھی رہی اِس عورت کی عمر قریب تیس سال کے تھی مگر ظاہری دید میں چار برس کم نظر آتی تھی شکل و شباہت میں ایسی تھی جسکی نہ دید ہے نہ شنید۔ مگر چہرہ سے ایک سمجھدار آدمی خوب معلوم کر سکتا تھا کہ وہ بدکار اور شوخ تھی۔ قد میانہ تھا لیکن سڈول۔ آنکھیں بہت بڑی جسم بہت خوبصورت سانچہ میں ڈھلا تھا۔ بال سیاہ اور لمبے کمر تک لٹکتے تھے۔ لب لال اور تر تھے جن سے ثابت ہوتا تھا کہ طبیعت سے عشق کبھی جدا نہیں ہوتا ہے۔ پوشاک ایسی خوبصورت پہنے ہوئے تھی کہ جس نے اُس کے بدن کی خوبصورتی کو دوبالا کر دیا تھا۔ القصہ گو کہ خلیل کچھ ایسے کچے دل کا نہ تھا کہ دیکھتے ہی فریفتہ ہو جاتا مگر اُس عورت کا ناز و انداز ایک پارسا کو آسانی سے پھندے میں پھنسا سکتا تھا۔

خلیل اُس سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑا ہو گیا اس نے غور سے اُس کی طرف دیکھا اور اس کو ایک خوبصورت اور لاثانی جوان پاکر دل بیقرار ہوا۔ اب وہ گھبرا کر آرام کرسی سے اُٹھی اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اپنے برابر بٹھایا۔ خلیل وہاں بیٹھ گیا اور گفتگو کا منتظر تھا۔

اسمعیلڈہ۔ اے نوجوان ماہ جبین کیا آپکو معلوم نہیں کہ آپ اِس وقت کس کی صحبت میں ہیں۔

خلیل۔ اگر میرا خیال غلط نہیں ہے تو آپ اسمعیلڈہ ڈلٹین پاشا کی بیوی معلوم ہوتی ہیں۔

اسمعیلڈہ۔ جی ہاں۔ خیال تو آپکا ٹھیک ہے

مگر مجھکو اس نام کے تعلق سے عار ہے۔

خلیل۔ پھر مجھکو بلانے اور میرے سامنے اسکے بیان کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

اسمعیلاڈہ۔ اب تو اپنی یہ آرزو ہے کہ اس موئے بدکار بیڈول خبیث سے رہائی حاصل ہووے اور آپ جیسے نوجوان شکیل سے دائمی صحبت ہووے۔

خلیل (نفرت سے) اس کی طرف دیکھ کر بندہ تو معافی کا خواستگار ہے۔ کیونکہ یہ عاجز اپنا دل ایک دوسرے شخص کے ہاتھ دے چکا ہے۔

اسمعیلاڈہ (مایوس ہو کر) آپ کس کے دام فریب میں گرفتار ہیں۔ کیا مجھ سے اچھا بھی شکیل شخص دنیا میں ہے۔ مگر افسوس مجھکو معلوم ہو گیا کہ آپکا دل کسی اور کو پیار کرتا ہے۔ اور اگر میرا خیال غلط نہیں ہے تو آپ پریوش زلیخا کے دلدادہ ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسے کبھی پہلے نہیں دیکھا ہے اور جہانتک میرا خیال ہے صرف ایک ہی روز کی ملاقات میں یہ اثر پیدا ہوا ہے۔

خلیل (نفرت بھری نگاہوں سے) اجی جلئے غور ہے کہ اس کی میری تو کئی گھنٹوں کی ملاقات میں یہ اثر پیدا ہوا ہے۔ مگر آپ ہی تو کہئے کہ چند منٹ کی ملاقات نے آپکو کیوں پریشان کر رکھا ہے

اسمعیلاڈہ۔ اسنے تمہاری خوبصورتی کا نقشہ میری نظر میں ایسا جمایا ہے کہ غائبانہ عاشق ہو کر دل کو بغیر آپ سے ملاقات کئے چین نہ آیا۔ اسے خلیل امید قوی ہے کہ آپ میری الفت کو قبول کرینگے اور انکار کرنے کی حالت میں اس کے انتقام لینے سے باز آئیں گے۔

خلیل (رعب و غصہ کی صورت بنا کر) اسے بیہودہ بدخصال کیا تو یہ خیال کرتی ہے کہ تیرے دھمکانے سے میں پیاری زلیخا کو نظر سے گراؤں اور تجھ جیسی ناہنجار اور بدخصلت کی غلامی قبول کروں۔ بس معاف کیجئے اور بندہ کو رخصت دیجئے۔ کیونکہ پاشا آتا ہوگا اور شاید کمرہ سے غیر حاضر پانے میں مجھپر اور تم پر آفت آئے۔ مگر اسمعیلاڈہ نے خلیل کی اس آخری گفتگو کو غور سے سنا اور اسکا سر ایک خوبصورت پھول کی طرح جو شام کے ہونے پر اپنی ڈنڈی سے مرجھا کر لٹک جاتا ہے خلیل کی گفتگو سے شرمندہ ہو کر سینہ پر جھک گیا اور حالت شرمندگی اور پریشانی میں مسند کو جسپر بیٹھی تھی کریدنے لگی۔ اور وہ مغرور دل جو کچھ عرصہ پیشتر جوانی اور خوبصورتی کے غرور میں دوبالا تھا بالکل پست ہو گیا۔ مگر خلیل خوب سمجھتا تھا کہ وہ بغیر انتقام لئے نہ رہیگی اگر وہ برابر اپنی زلیخا کا عاشق قرار دیتا رہے۔ مگر افسوس کہ اس پیاری نام کا خیال آتے ہی اس کی تصویر آنکھوں میں گھومتی تھی اور فوراً اس کے بدن کے ہر ایک عضو کو جوش دلاتی تھی۔ لہذا اسی سبب سے وہ اسکا خیال

[illegible]

[illegible]

جوئیں جس نے حقیقت کو پار کہاں ہو آئے سمجھ گیا
زلیخا سے ملنے گئے تھے مگر بتاؤ تو سہی شرزہ کا کیا

[illegible]

سب کے غم و اندوہ خوشی و مسرت سے مبدل
ہو گئی تھی - لیوکس حجت [illegible] سے بغلگیر
ہوا اور کہنے لگا اے عزیز تیری جس مہربانی کا میں
کیا شکریہ ادا کر سکتا ہوں - جوئیں نے اپنے دوست
لیوکس کے ہاتھ چومے - شرزہ اور گلنار نے
باری باری سے خلیل کی عنایت کا شکریہ ادا کیا -
زلیخا بھی گو اپنی بہنوں کے ساتھ اظہار شکر کرنے
میں شامل تھی مگر اس کی شکل سے ایسی حیرانی
ظاہر ہوتی تھی جیسی ان دونوں سے لیوکس

پھر گلنار کے پاس جا بیٹھا اور جولین اور خلیل یہ دیکھکر کہ ڈولٹین پاشا اُس کی حرکت کا مزاحم نہ ہوا لہذا اُنہوں نے بھی دلیری سے ایسا ہی کیا۔ پاشا کمرے کے بیچ میں حیران کھڑا ان سب کو غور سے دیکھتا تھا مگر زبان سے روکنے کی مجال نہ رکھتا تھا۔ کچھ سوچکر خلیل کی طرف بڑھا اور مودبانہ طریقہ سے اُس کے سامنے کھڑا ہو کر دریافت کرنے لگا اُمید قوی رکھتا ہوں کہ آپ بندہ کے شک اور شبہ رفع کرینگے اور بتائینگے کہ یہ انگوٹھی آپ کے پاس کیونکر آئی اور آپ اصل میں کون صاحب ہیں۔

خلیل (جھٹ پاشا کے سامنے کھڑا ہو کر) میں کچھ عرصہ ہوا حضور کو اپنے حسب و نسب کا حال بتا چکا ہوں بس اُسکے سوائے اپنا کچھ اور حال نہیں جو بیان کروں۔

پاشا - جی پھر یہ انگوٹھی۔

خلیل (تُرش روئی سے) بس یہ میرا ایک بھید ہے جسکو میں ظاہر نہیں کر سکتا۔

پاشا - دم بخشک خلیل کے سامنے کھڑا ہوا حیرت بھری نگاہوں سے اسکو سر سے پاؤں تک دیکھتا تھا مگر گفتگو کی مجال نہیں تھی۔ آخرکار کہنے لگا یا خدا آجکی رات کا معاملہ سمجھ میں نہیں آتا۔ جو الف لیلا کے جن کے قصے کے مانند ہے۔ عقل حیران ہے۔ مگر افسوس اس نوجوان خلیل کو اپنا راز ظاہر کرتے میں عار ہے۔

خلیل - جی ہاں بجا فرماتے ہیں۔ ہر ایک کے کچھ ایسے بھید ہوتے ہیں کہ ہر کس و ناکس کے آگے بیان کرنے کے لایق نہیں ہوتے۔

پاشا - جی آپ درست فرماتے ہیں خیر آپکی خوشی اور پھر اُس نے ایک دفعہ خلیل کی طرف غور کیا اور کہنے لگا اچھا معاف کیجئے اور فوراً چلے جائیے۔

خلیل جھٹ کھڑا ہوا اور پاشا کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ اجی یہ بھی کوئی آئین شرفا ہے کہ شریف شخص کو ایسی ایذا رسانی کے بعد ایسی تاریک رات میں آرام گاہ سے نکالا جاوے۔

پاشا (کچھ سوچکر) اچھا تمھیں یہاں ٹھیرنے کی اجازت ہے بشرطیکہ تم انگشتری کا قصہ سناؤ۔

خلیل - خیر بندہ کو کچھ عذر نہیں۔ لہذا کچھ عرصہ بعد میں ایک عثمانی تاریخ کا پُرانا قصہ جو مجھکو اس انگوٹھی کے بارے میں یاد ہے حضور کو سنا کر آپکی تسلّی کر سکونگا۔ پاشا نے فوراً یہ بات منظور کر لی لہذا وہ ایک کرسی پر دراز ہوا اور گلنار نے جھٹ ایک حقّہ لا کر اُس کے سامنے رکھ دیا۔ پاشا نے لمبی ملایم سٹک تھ میں لی اور تمباکو دیاسلائی سے سلگا کر پینے لگا۔ گلنار پھر اپنے عاشق کے پاس جا بیٹھی۔ اب یہ سب کے سب خوش تھے کہ خلیل کی اس تدبیر سے سبکو اپنے اپنے دل دادہ کے ساتھ خوشی اور راحت سے مزے اُڑانے کا موقعہ ملا۔ زلیخا

خوب سمجھتی تھی کہ خلیل کو اس تدبیر میں کوئی خاص
مدعا مدنظر ہے حالانکہ اور لوگوں کے وہم و خیال سے
یہ بات بہت دُور تھی۔

خلیل جھٹ کچھ سوچنے کے بعد کہانی کہنے کے
لیئے آمادہ ہوا۔ ہر ایک عاشق و معشوق اپنی اپنی
کانا پھُوسی سے باز رہے اور سب کی آنکھیں خلیل
کی طرف متوجہ ہوئیں۔

چھٹا باب
داستان خلیل

واضح ہو کہ قدیم زمانہ میں ایشیائے کوچک کے اندر
ایک شہر تھا جو اب ڈوریلیم کے نام سے مشہور ہے
اس شہر کے زیر حکومت ایک گاؤں اینٹورنی اور ایک
محل تگلیبڈ جک نام تھی ۱۲۸۷ سنہ عیسوی ۶۸۶ سنہ ہجری
میں اس اینٹورنی نام گاؤں میں ایک شیخ رہتا تھا
جسکی پارسائی تمام گاؤں میں مشہور تھی اور اُس نے
گاؤں کے سب لوگوں کو مسلمان بنا لیا تھا اور
اُس گاؤں میں ایک مسجد تھی اور پانچ دفعہ ملاں اذان
دیتا تھا اور یہ شیخ اب ایک بڑے گروہ کا امام مانا جاتا
تھا اور تمام گاؤں کے لوگ اُس کی قدر کرتے تھے
اس شیخ کے ایک نہایت حسین خوبصورت لڑکی تھی۔
جسکا نام ملک خاتون تھا جو باوجود خوبصورت ہونے
کے ایک قابل تعریف طبیعت رکھتی تھی۔ اُسکی خوبصورتی
کی شہرت اور طبیعت کی خوبی کا شہرہ اُس کے باپ
کی پارسائی سے کچھ کم نہ تھا۔ ابھی اُس کی عمر ۱۴ سال
کی تھی کہ گاؤں کے معزز لوگوں نے اُس سے شادی
کی درخواست کرنی شروع کی۔ اور وہیں سوجی نام
اُس گاؤں کا ایک بڑا نواب تھا جس نے شیخ کو دھمکی
دی کہ اگر کسی طرح سے اس لڑکی شادی اُس سے نہو
تو میں انتقام لینے سے باز نہ رہونگا مگر ملک خاتون کی
نظر میں ان شخصوں کی کہ جو اس سے شادی کرنا چاہتے
تھے اُن کی دولت یا رتبہ کچھ چیز نہ تھا لہذا سوجی
کی بہادری اور دولت بھی بے سُود رہی کیونکہ یہ
لڑکی اپنے بڈھے باپ کو شادی کر کے چھوڑنا نہ چاہتی
تھی۔ برخلاف اس کے اُسکا پختہ ارادہ تھا کہ ایک وفادار
اور سعادتمند لڑکی کی طرح اُس کی خدمت کرے ایک
شام کو یہ پارسا اور اُس کی خوبصورت لڑکی اپنی جھونپڑی
کے باہر بیٹھے تھے اور اُس گاؤں کی حالت کی بابت
کسی مضمون پر کچھ گفتگو کرتے تھے کہ ایک شخص زرہ بکتر
سے آراستہ جسکے ساتھ تین غلام ہتیار بند تھے جھٹ
اُن کے سامنے آیا اور کہنے لگا اے شیخ اب تجھے چاہیئے
کہ تو اپنی لڑکی کی شادی میرے ساتھ کر دے ورنہ تو خوب
سمجھتا ہے کہ میں آج یہاں اِس حالت میں جو آیا ہوں
بغیر اپنی منشا پوری کیئے نہ جاؤنگا۔ چنانچہ انکار کرنا
بے سُود ہے۔ اور خوب سمجھ لے کہ میں تجھکو مار کر ملک خاتون
کو لے جاؤنگا یہ سنکر لڑکی جو اب تک خاموش تھی اسوجی

کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگی اے نادان تیری یہ نمود اور غرور بیکار ہے اگر میرے باپ کی زندگی اور میری عصمت خدا کو قایم رکھنی منظور ہے تو تجھ جیسے ایک کیا ہزار بھی کچھ نہیں کر سکتے شیخ خاموش بیٹھا ہوا کچھ دعا کر رہا تھا اور بہت آزردہ تھا کہ اتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک نوجوان پیچھے سے للکارا کہ اے مغرور نوجوان تو اس شیخ کو کیوں ستاتا ہے اور یہ عورت جو شادی کو راضی نہیں ہے اُس کو زبردستی کیوں اپنے قابو میں لانا چاہتا ہے بہتر ہے کہ اپنے ارادہ سے باز آ ورنہ دیکھ میں اُن کی مدد کو آ گیا ہوں یہ کہکر وہ بہادر جھٹ شیخ اور اس کی بیٹی اور سودجی اور اس کے ساتھیوں کے بیچ میں آکھڑا ہوا اور کہنے لگا اے اب جلدی سے اپنے ارادہ کا فیصلہ کر لے اور بہتر تو یہ ہے کہ ان بیچاروں کو بے آزار چھوڑ اور مجھ کو اپنے مقابلہ کے لئے مجبور نہ کر۔

سودجی۔ اے نادان میں اپنے ارادہ کا فیصلہ کر چکا اب بغیر ملک خاتون کو لئے نہ جاونگا۔

اجنبی جوان۔ نے یہ سنتے ہی شیخ اور اس کی لڑکی کی طرف مخاطب ہوکر کہا آپ اپنی جھونپڑی میں چلی جائیں میں تمہارے بچاؤ کی کوشش کرتا ہوں آپ میرے لئے دعا کیجئے یہ بات ختم نہ ہونے پائی تھی کہ سودجی نے بڑھ کر اجنبی جوان پر ایک حملہ کیا۔

اجنبی جوان۔ یہ مردانگی نہیں کہ آپ چار اور میں اکیلا بہتر ہے کہ آپ اپنے ملازموں کو دور کھڑا رہنے کا حکم دیں اور میں اور آپ اکیلے جنگ وجدل میں مصروف ہوں مگر خوب سمجھ لینا کہ فتح خدا چاہے تو میری جانب ہوگی کیوں کہ میں نے شیخ پر ترس کھا کر یہ بات اختیار کی ہے اور کوئی خاص مدعا مد نظر نہیں یہ کہہ کر وہ آپس میں اپنا اپنا ہنر دکھانے میں مشغول ہوئے شیخ اور اس کی لڑکی اس نوجوان کیلئے دعا مانگ رہے تھے۔ انجام میں دیکھا کہ سودجی کو اس اجنبی نوجوان نے ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑا یہ دیکھ کر اُس کے تینوں ملازم ایک بارگی اجنبی پر حملہ آور ہوے وہ ایک دیوار سے سہارا لے کر خوب لڑتا رہا۔ اور ان میں سے ایک کو تہ تیغ کیا اب باقی دو نے غصہ سے بیتاب ہوکر بڑے زور کے ساتھ اس پر حملہ کرنا شروع کیا لڑکی یہ دیکھ کر نہ رہ سکی فوراً باہر نکل آئی اور شیر ببر کی طرح مُردہ کی لاش سے تلوار چھین کر اجنبی جوان کی حمایت کے لئے مستعد ہوئی اور ان میں سے ایک کو مار گرایا۔ دوسرا یہ حالت دیکھ اپنے آقا سر کو بے ہوش اور اپنے ساتھیوں کو مُردہ چھوڑ

کر نوک دم بھاگا اور پیچھے مُڑ کر دیکھنا گوارہ نہ کیا اب لڑکی نے ان مُردہ لاشوں کو جو جھونپڑی کے سامنے پڑی تھیں کھینچ کھینچ کر پھینکنا شروع کیا اور بے ہوش سوداگر کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا اور اُس کو قریب کی پہاڑ کی گھاٹی میں ڈال آئی جہاں ممکن ہے کہ اس کا کام تمام ہو گیا ہو گا اب تو شیخ اور اس کی لڑکی نے اس نوجوان کی جوان کے نزدیک ایک فرشتہ تھا نہایت خاطر کی اور کھانے کے لئے مجبور کیا کھانا کھانے کے بعد مختلف مضمون پر باتیں ہوتی رہیں لڑکی اپنے باپ اور اُس نوجوان کی خدمت میں بطور غلاموں کے حاضر تھی اور بھولی بھولی گفتگو سے جو برخلاف اُس کی عادت کے تھی دل دادہ نظر آتی تھی اور اُس کی بہادری کی تعریف کرتی تھی کہ شام ہونے لگی۔

اجنبی نے رخصت مانگی۔

شیخ۔ اے نوجوان بہادر میں تمکو اس تاریکی یعنی اندھیری رات میں ہرگز جانے کی اجازت نہیں دے سکتا اور شاید ملک خاتون بھی یہ بات منظور نہ کرے۔

اجنبی۔ اے شیخ یہ میں خوب جانتا ہوں کہ آپ مجھسے بالکل ناواقف ہیں اور بیشک میں آپ کو اپنا نام بھی نہ بتاؤنگا۔ لہذا ایک اجنبی کو اس طرح سے گھر میں ٹھیرانا آپ کی بے عزتی کا باعث ہے اور اس بات کو میں بھی پسند نہیں کرتا

شیخ۔ اجی یہ خیال آپ کا فضول ہے آپ تو ہمارے آقا ہیں اور میری لڑکی آپ کے ملازم ہیں ہم آپ کو ہرگز اس وقت نہ جانے دینگے لہذا تینوں نے رات کو علیحدہ علیحدہ کمروں میں آرام کیا صبح کو بیدار ہونے کے بعد تینوں نے نماز پڑھی اور دسترخوان چُنا گیا۔

اجنبی۔ کھانا نہ کھاتا تھا اور ایک نہایت ہی فکر میں مبتلا معلوم ہوتا تھا۔ شیخ نے جب سبب دریافت کیا تو وہ اس طرح بیان کرنے لگا

اجنبی۔ اے شیخ رات کو مینے ایک ایسا عجیب وغریب خواب دیکھا ہے کہ جس کی تعبیر میری فہم سے بعید ہے۔

شیخ۔ اے نوجوان وہ کیا خواب تھا

اجنبی۔ خیر میں اس اُمید سے کہ شاید آپ جیسے خدارسیدہ بزرگ سے اُس کا عُقدہ کھُل جائے بیان کرتا ہوں۔ رات کو جب مجھے نیند آگئی تو مینے دیکھا کہ میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا ہوں کہ اچانک چاند بڑا ہوتے ہوتے پورا ہو کر تمہاری چھاتی سے نکلا اور میری سینہ میں سما گیا پھر اچانک میرے دھڑ سے ایک درخت پیدا ہوا اور اُس کی شاخیں آناًفاناً بڑھتے بڑھتے تمام

روئے زمین کے پردہ پر چھا گئیں اس درخت کی وسیع شاخوں کے نیچے چار پہاڑیاں نمودار ہوئیں ان چار پہاڑیوں میں سے چار دریا نکلے جن میں سے ہر ایک پر جہاز چلتے نظر آتے تھے پہاڑ اور کھیت سبزہ زار سے لہلہاتے تھے صبح سورج نکلا اور اس کی سنہری شعاعیں اس قطعہ کی تمام بلند عمارتوں پر عجیب سما دکھاتی تھیں موذن اذان کے لئے بانگ لگاتے تھے اور پرندے درختوں کی ٹہنیوں پر چہچہاتے تھے ہوا جس وقت درختوں کے پتوں میں سنسناتی تھی تو پتوں کی خنجر جیسی نوکیں بڑے بڑے شہروں اور خاص کر قسطنطنیہ کی طرف ہوتی تھیں یہ شہر جو دو سمندروں اور دو بڑے بڑے شہروں کے بیچ میں واقع تھا ایسا نظر آتا تھا جیسے ایک ہیرا دو نیلم اور دو لعل کے درمیان ہوتا ہے غرض کہ وہ بالکل ایک بڑے چھلے کی مانند تھا۔ میں جھٹ اس چھلے کو پہننے کو تھا کہ اچانک میری آنکھ کھل گئی اب برائے مہربانی میرے حیران دل کو تسکین دیجئے کہ یہ کیا ماجرا ہے

شیخ۔ گو مجھکو تمہارے خواب کا عقدہ کھل گیا ہے مگر میں ابھی آپ سے اس کی تعبیر بیان نہ کروں گا آپ ایک بڑی رزمگاہ میں فتح حاصل کرینگے اس کے بعد میں آپ سے ملونگا اس وقت اس کے بیان کا موقع پیش آئیگا۔

اجنبی۔ اچھا سلام میں آپ کی مہمان نوازی سے بہت خوش ہوا اب رخصت دیجئے اور یہ کہکر جھٹ کھڑا ہو گیا اور ملک خاتون کیطرف دیکھا آنکھیں چار ہوتے ہی ایک دوسرے کی محبت کا اثر ہوا جبکہ یہ نوجوان رخصت ہو گیا تو لڑکی ایک بت کی طرح کھڑی ہوئی دور تک اس کو دیکھتی رہی اس ماجرہ پر ایک سال گذر گیا اور یہ نوجوان شیخ کی جھونپڑی پر واپس نہ آیا ملک خاتون بہت غمگین تھی اور جب اس کے باپ نے اس کے غم کا سبب پوچھا تو اس نے صدق دلی سے بیان کیا کہ بے قراری اس بہادر نوجوان کے دیدار کی ہے شیخ بھی بہت غمگین تھا اور اپنی لڑکی کی ہر طرح تسلی کرتا تھا ایک روز جبکہ شیخ اپنی لڑکی کے ساتھ جھونپڑے کے باہر بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ اچانک کچھ آدمیوں نے آگھیرا اور اس دہشت زدہ لڑکی کو ان میں سے ایک نے جھٹ اٹھا کر گھوڑے پر بٹھایا اور چل دیا محل میں پہنچنے پر اس کی بڑی خاطر کی گئی۔ اور اسے معلوم ہوا کہ وہ اب بادشاہی نواب کے محل میں تھی۔ اُدھر شیخ کا حال سنئے کہ وہ اپنی لڑکی کے جانیسے بڑا بے قرار تھا اور وہ فوراً وہاں کے حاکم وقت کے پاس گیا اور تمام ماجرہ اُسے کہہ سنایا حاکم نے کہا کہ کل صبح آنا

جب تمہارے معاملہ میں غور کیا جائیگا اس
نے اپنے بڑے بیٹے سے اس کی صلاح لی یہ
لڑکا شیخ کا شاگرد تھا چنانچہ اُس کی اِس
مصیبت کی حالت کو دیکھ کر غمگین ہوا اور
جب صبح شیخ بادشاہ کی ملاقات کو گیا تو اس
نے بہت کچھ اس کی تسلی کی اور کہا کہ آپ بےفکر
اپنی جھونپڑی کو واپس جائیے ملک خاتون
کے پتا لگانے میں کوشش کی جائیگی شیخ
کے واپس آنے پر فوراً اس نوجوان شاہزادہ
نے اپنے ایک باوفا ملازم کو بلایا یہ شخص بڑا
بہادر تھا اس کو حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو لڑکی
کا پتہ لگا۔ مخفی نہ رہے اس شہر کا ایک بادشاہ
تھا جو نہایت ہی منصف اور رعایا پرور تھا
اس کے پانچ لڑکے تھے ایک عثمان دوسرا
منول اور تین اور عثمان بڑا تھا اور منول چھوٹا
لہٰذا جس شخص نے شیخ کی تسلی کی تھی وہ عثمان تھا رعایا
اس بادشاہ کی خوشحال تھی مگر چونکہ بادشاہ
صلح جو تھا اس لئے آخر میں اس کے بڑے
بڑے امیر کچھ سرکشی اختیار کرنے لگے تھے
اور وہ اپنے اپنے قلعوں میں اپنے کو بادشاہ
سے کچھ کم نہ سمجھتے تھے سلطنت کی یہ حالت
تھی کہ بادشاہ نے رحلت کی اور ساری
رعایا کے اتفاق رائے سے عثمان تخت پر
بیٹھا۔ عثمان نے چاہا کہ اُن امیروں کو جنہوں
نے حال میں سرکشی اختیار کی تھی زیر کر کے
تابع فرمان بنائے چنانچہ ایک بڑی کثیر فوج
سے آمادۂ جنگ وجدل ہوا۔ اور چند دنوں
میں اُن میں سے کچھ نوابوں کو مطیع اور تابع
فرماں بنالیا۔ صرف سودجی ہی باقی رہ گیا تھا
اس کے قلعہ پر بھی حملہ کیا گیا اور جب فوج
شاہی قلعہ والوں کو شکست دے کر اندر
داخل ہوئے تو نئے بادشاہ کے باوفا غلام
نے ملک خاتون کو اس قلعہ میں پایا۔

شیخ اپنی لڑکی کے آنے کی انتظاری کرتے کرتے
نہایت پریشان ہو گیا تھا اور ہر روز تھوڑی
سی آہٹ پر جھٹ جھونپڑی سے باہر آ اس
اُمید میں آتے جاتے کو دیکھتا تھا کہ شاید
کوئی ملک خاتون کو میرے پاس پہنچانے
آیا ہو مگر افسوس کہ اس کی اُمید بر نہ آتی
تھی ایکروز شام کے وقت جب وہ جھونپڑی
کے باہر بیٹھا ہوا تھا۔ دیکھا کہ کچھ سوار گھوڑوں
کو ڈپٹائے ہوئے تمام ہتیاروں سے مسلح دور
سڑک پر چلے آتے ہیں حیران ہوا کہ جنگل میں
اس طرح مسلح آدمیوں کے آنے کا کیا سبب ہے
اسی وہم وگمان میں کیا دیکھتا ہے کہ ان سواروں
نے شاہ راہ کو چھوڑ کر جھونپڑی کا رُخ کیا۔

اور آناً فاناً میں یہاں پہنچکر سب کے سب ٹھہر
گئے ایک عورت جھٹ ایک گھوڑے پر سے
اوتر شیخ سے بغل گیر ہوئی اور وہ بھی اپنی لڑکی
سے ملکر نہایت باغ باغ ہوگیا پھر اس قافلہ
کا سپہ سالار اپنے گھوڑے سے اوتر کر شیخ کے
پاس پہنچا شیخ حیران ہوا کہ وہی اجنبی جوان ہے
جو پہلے اس کے ساتھ ایک رات جھونپڑی میں ٹھہرا تھا
ملک خاتون۔ اے باواجان آپ ہی
ہمارے بادشاہ ہیں گو کہ پہلے ہم آپ کے رتبہ
اور نام سے ناواقف تھے مگر اب ہم کو مہمان نوازی
کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہئے شیخ
یہ بات معلوم کرکے باغ باغ ہوگیا اور جھٹ
عثمان کے پاؤں پر گرکر شکریہ ادا کرنے لگا۔
عثمان۔ میں بہت خوش ہوا کہ آج میں نے
اپنا وعدہ پورا کیا اور امید ہے کہ آپ بھی خواب
کی تعبیر سے مجھے ممنون فرمائیں گے اور اپنی لڑکی
کی شادی سے بھی میرے ساتھ عذر نہ کرینگے۔
شیخ۔ لڑکی حاضر ہے اور میں ابھی شادی کرنے
کے لئے تیار ہوں اور تعبیر یہ ہے کہ وہ چاند جو
میرے جگر سے نکلکر آپ کے سینہ میں سمایا ہے
وہ یہ لڑکی ہے اور آپ کے دھڑ سے جو ایک درخت
پیدا ہوا اور اُس کی شاخیں تمام طرف پھیلیں
وہ درخت آپ ہیں اور شاخیں آپ کا خاندان

جو تمام ملکوں کو فتح کرینگے درخت کے جانور
جو طرح طرح کی بولیاں بولتے ہیں وہ آپ کی مختلف
سلطنتوں کی رعایا مختلف زبانوں کی ہے
چار پہاڑیاں اور چار دریا سے یہ مُراد ہے
کہ ان چار دریا اور چار پہاڑوں کے درمیان
آپ کی سلطنت ہوگی درخت کے پتّوں کی
نوکیں جو ملک قسطنطنیہ کی طرف پھری ہوئی
نظر آتی تھیں اس سے یہ مُراد ہے کہ قسطنطنیہ
آپ کے خاندان کا دارالخلافہ ہوگا جھلا
جو آپ کو خواب میں نظر آیا اور آپ اُسے پہنے
میں قاصر رہے وہ آپ کے خاندان کے لوگوں
کو نصیب ہوگا یہ تمام باتیں سُن کر عثمان بہت
خوش ہوا چنانچہ شیخ نے اُسی وقت اپنی لڑکی
کا نکاح عثمان کے ساتھ کردیا اور خوشی سے
ساتھ ساتھ جاکر اس کے محل تک آسے پہنچا
آیا یہ دونوں بڑی راحت و آرام سے اپنی
زندگی بسر کرتے رہے۔ اے پاشا آپ
خوب سمجھ سکتے ہیں کہ ہمارے موجودہ شاہ
والاتبار اُسی عثمان پادشاہ کی اولاد میں ہیں

باب ساتواں

پوشیدہ دروازہ

تمام حاضرین مجلس خلیل کے اس قصہ کو

نہایت حیرت سے سنتے رہے پاشا چونکہ فوجی افسر تھا اور اس قصہ میں لڑائی وغیرہ کا ذکر بھی آیا اس کو سن کر نہایت خوش تھا اور محبت وغیرہ کا ذکر سنکر اس کے دونوں دوست اور تینوں عورتیں نہایت ہی باغ باغ ہو رہی تھیں لہذا قصہ ختم ہونے پر سب نے باری باری سے خلیل کی تعریف کی اس کے بعد سب لوگ خاموش ہوئے اور پاشا کچھ عرصہ تامل کرنے کے بعد کہنے لگا۔ خلیل قسم ہے خدا کی یہ داستان تو نہایت ہی عمدہ اور پر مضمون ہے۔

خلیل۔ اجی ایک یہ ہی کیا مجھے تو پانچ چھ اس سے بھی اچھی اچھی داستانیں یاد ہیں یہ تو چھلے کی تاریخ سمجھنی چاہیئے نہ کہ داستان۔

پاشا۔ خیر اب تو رات بہت گذر ہی ورنہ ایک داستان کی اور ٹھیرتی۔

خلیل نے پاشا کے اس طرح کہنے پر دلیر ہو کر کہا خیر کیا مضائقہ ہے آج سے کل نزدیک ہے کل میں خوشی سے ایک اور داستان آپکو سناؤنگا

پاشا۔ آہ تو تمہاری یہ مراد ہے کہ ایک رات آپ اور ٹھیرنا چاہتے ہیں۔

خلیل۔ جی ہاں اگر آپ کو کہانی سننی ہو تو مگر شرط یہ ہے کہ کل میں اور آپ ہی ہوں تاکہ میں اپنے خیالات کو قایم کر کے اچھی طرح بیان کر سکوں کیوں کہ آپ دیکھتے ہیں کہ میں کوئی پیشہ ور داستان گو نہیں ہوں اور عورتوں اور غیر لوگوں کے سامنے قصہ بیان کرنے میں مجھے حجاب معلوم ہوتا ہے لیکن خیر اگر آپ کی مرضی ابھی طرح ہے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

پاشا۔ اے مہربان یہ ناممکن ہے کہ میں روز بروز تم اجنبیوں کو اپنے اس تخلیہ کے محل میں رہنے کی اجازت دوں خدا معلوم ان حرکتوں سے میرے محل کی بابت کیا بدافواہ مشہور ہو کہ مجھے بعد میں اس سے پچھتانا پڑے۔

خلیل۔ اجی آمد رفت کیسی اس کا کیا ذکر ہے میں تو حضور کی مہمان نوازی سے ایسا خوش ہوں اور اپنے دونوں دوستوں کی نسبت بھی ایسا ہی بیان کر سکتا ہوں کہ اگر آپ کل رات تک ہمیں اپنے محل میں ٹھیرنے کی اجازت دیں تو ہم کو کچھ انکار نہیں آپ ہمارے اوپر پہرہ لگائے خواہ کسی طرح رکھئے ہمیں منظور ہے

ڈلفین پاشا۔ نے نہایت غور سے خلیل کی طرف دیکھا اور اس کا کلام سن کر طرح طرح کے شبہ اس کے دل میں پیدا ہوئے کبھی خیال کرتا تھا کہ خلیل کوئی معمولی آدمی نہیں معلوم ہوتا کبھی اور اور قسم کے خیال پیدا ہوتے تھے مگر انجام یہ ہے کہ وہ خلیل کی آخری تجویز پر راضی

پاشا۔ کچھ سوچکر خیر جب آپ خود یہاں ٹھیرنے کی درخواست کرتے ہیں تو آپ جیسے شریف لوگوں کو زبردستی نکالنا اشرافت سے بعید معلوم ہوتا ہے۔

خلیل۔ خیر یہ تو آپ کی عنایت و نوازش ہے مگر اسجانب تو ابھی جانے کے لئے تیار ہیں اگر آپ کو داستان سُننے کی خواہش ہو تو خیر

پاشا نے خلیل کا کچھ جواب نہ دیا (الخاموشی نیم رضا) اور اپنی لڑکیوں اور بھانجی کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا چونکہ رات بہت آگئی ہے مناسب ہے کہ تم آرام کرو زلیخا تم کچھ پریشان سی نظر آتی ہو تم کتنے عرصہ ہمارے یہاں ٹھیروگی۔

زلیخا۔ اے ماموں جان میرے والد نے ایک دو روز ٹھیرنے کی اجازت دی ہے بشرطیکہ میں ٹھیرنا چاہوں اور آپ میرا رہنا قبول کریں یہ سُن کر گلنار اور سبزہ زلیخا کی خوشامد کرنے لگیں اور پھر پاشا کو مجبوراً زلیخا سے کہنا پڑا کہ کیا مضائقہ ہے تم دو چار روز ہمارے یہاں رہو یہ بھی تو اپنا ہی مکان ہے۔ اب اس نے تینوں نوجوانوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا آئیے میرے ساتھ چلئے ان تینوں نے اپنی اپنی محبوبہ سے ہاتھ ملایا اور جھٹ پاشا کے ساتھ کمرہ سے نکل آئے پاشا اُن کو ایک زینہ سے اوتار کر محل کی پُشت کی طرف باغ میں لے گیا اور تینوں کو ایک ایک کمرہ میں علیحدہ بند کر کے آپ رخصت ہوا۔

اب ہم پہلے خلیل کا حال بیان کرتے ہیں کہ جب کمرہ کا دروازہ پاشا بند کر چکا تو اس نے دیکھا کہ کمرہ بہت اچھا آراستہ ہے ایک میز کے اوپر طرح طرح کے تازہ پھل رکھے ہوئے ہیں اس کمرہ میں ایک طرف کو ایک دروازہ نظر آتا تھا کہ خلیل اگر یہاں سے بھاگنا چاہتا تو نکل سکتا تھا مگر نہیں خلیل خود اس محل میں کسی نہ کسی طرح سے رہنے کی کوشش کرتا تھا۔ جب اس نے اس کمرہ میں اپنے کو اکیلا پایا تو پہلے تو وہ کچھ تازہ پھل وغیرہ جو وہاں رکھے تھے کھائے پھر کچھ عرصہ تک ایک آرام کرسی پر جو وہاں پڑی ہوئی تھی لیٹ گیا اور شام کے تمام ماجروں کو سوچتا رہا پھر دفعتہً وہ اپنی کرسی سے اوٹھا اور غور سے کمرہ کے چاروں طرف دیکھا معلوم ہوا کہ اس کے اندر دو دروازوں کے سامنے دیوار میں دروازوں کی شکل کے نشان تھے جن میں سے ایک میں میز رکھی تھی جس پر پھل

وغیرہ چُنے ہوئے تھے اور دوسرے میں بستر ا لگا ہوا تھا عمدہ عمدہ مخمل کے پردے دیواروں پر لٹک رہے تھے اور ایک بیش قیمت قالین فرش پر بچھا ہوا تھا کھلتے ہوئے دروازہ وں کے دونوں طرف دو دو کھڑکیاں تھیں جن میں شیشے لگے ہوئے تھے چھت میں سے ایک نقرئی لیمپ نقرئی زنجیر میں آویزاں تھا جس کے جلنے سے ایک طرح کی خوشبو کمرہ میں پھیلتی تھی کچھ دریچے دیواروں اوپر کی طرف تھے جن کے ذریعہ سے باغ کے خوشبودار پھولوں کی مہک اندر آتی تھی خلیل نے اُن پردوں کو جو دیواروں پر لٹکتے تھے اوٹھا اوٹھا کر چاروں طرف کی دیواروں کی حالت کو غور سے دیکھا جب اس طرح سے مصروف تھا تو اُس کو ایک طرف سے کچھ گانے کی آواز آئی پہلے اُس کو شبہ ہوا لیکن غور سے سُننے پر یقین کامل ہو گیا کہ بیشک کوئی گاتا ہے اور پانچ منٹ اور غور کرنے کے بعد اُس کو بخوبی ثابت ہو گیا کہ یہ آواز میرے دوست جولین کی ہے اب اسکو خیال ہوا کہ میرے اور اس کے کمرہ میں ضرور کوئی پوشیدہ دروازہ ہے اور چونکہ وہ ایسے دروازوں کے کھولنے چھپانے سے کچھ پہلے سے واقف تھا اسلئے فوراً اُس نے اُس کے کھلنے کا بھید تلاش کیا اور اُس کو نہایت خوشی ہوئی کہ دروازہ اندر کی طرف نہایت آہستہ سے کھل گیا مگر بجائے ایک اور کمرہ پانے کے جیسا کہ اُس کا خیال تھا اُس کو ایک تین فیٹ چوڑا راستہ ملا یہ راستہ خلیل اور جولین کے کمرہ کے درمیان تھا کیونکہ اب اُسے آواز اور بھی تیز معلوم ہونے لگی معلوم ہوتا تھا کہ جولین اپنے بستر پر لیٹا ہوا کوئی اپنے ولیس کا راگ گا رہا تھا اور مُطلق خیال نہ تھا کہ کمرہ کی کیا حالت ہے اور کل کیا ہوگا خلیل نے اس راستے کو بڑے غور سے دیکھا راستہ بالکل اندھیرا تھا چنانچہ سوائے اُس حصّہ کے جس پر اُس کے کمرہ کے لیمپ کی روشنی پڑتی تھی تمام اور حصّہ بالکل تاریک تھا لہٰذا وہ اوّل نہ معلوم کر سکا کہ وہ کس قسم کا ہے اُس کے کمرہ میں بتّی نہ تھی اور چاندی کا لیمپ اسقدر بلند زنجیر میں لٹکتا تھا کہ بغیر زنجیر کو توڑے اُس کا اوتارنا محال تھا۔

خلیل جو ایک عجیب طبیعت کا آدمی تھا اور وہ اپنی راز جوئی کو بغیر دریافت کئے نہ رہ سکا چنانچہ جھٹ اُس نے ایک تجویز سوچی پھر اپنے کمرہ میں گیا اور ایک کتاب میں

دیکھتا ہے کہ ایک تنگ زینہ اوپر کو جاتا ہے اور ایسی طرح کا ایک نیچے کو۔ خلیل نیچے کی طرف کو چلا۔ مگر افسوس کہ وہ کاغذ جلکر ختم ہو گیا۔ اب تاریکی میں کیا دیکھتا ہے کہ مندی مندی روشنی غالباً کسی نیچے کے لیمپ سے آتی ہے مگر حیران تھا کہ اس اندھیرے میں کیونکر نیچے اترے کیونکہ راستہ سے ناواقف تھا مگر وہ اپنی رازجوئی کو پورا کرنے کے لیئے اپنا بایاں ہاتھ دیوار پر رکھ کر اور پیروں سے سیڑھیاں ٹٹول ٹٹول کر نیچے اترنے لگا یہ نوجوان ترک بڑا بیباک تھا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اس کے ہتیار پاشا نے چھین لیئے تھے یا یوں کہو کہ اس نے خود غلاموں کو دیدیئے تھے اس لیئے وہ بالکل نہتا تھا۔ مگر اسکا کچھ غم نہ تھا۔ یہاں تک کہ اس نے اس راز کے دریافت کرنے میں یہ بھی گوارا نہ کیا کہ پاس کے کمرہ سے جولین کو اپنے ہمراہ لیلے۔ برخلاف اس کے اس کی یہ کوشش تھی کہ قدم بہت آہستہ آہستہ رکھتا تھا کہ مبادا اسکا دوست اس کے پاؤں کی آہٹ سے پاس کے کمرہ سے چونک کر اس کی حرکت سے واقف نہو جائے حالانکہ یہ بات جولین کیلئے بالکل ناممکن تھی۔ اس راستہ میں جانے پر وہ ایک بڑی سیڑھی پر پہنچا اور اس سے اسی طرح ویسے ہی آہستہ اترنا شروع کیا۔ اب لیمپ کی روشنی صاف دکھائی دیتی تھی۔ اب خلیل نے خیال کیا کہ یہ راستہ محل کی بنیاد تک پہنچا ہوا ہے۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک لوہے کا لیمپ آہنی زنجیر میں لٹکا ہوا مندا مندا جل رہا ہے۔ اسی لیمپ کی روشنی اوپر سیڑھیوں پر پہنچتی تھی۔ خلیل کہ بڑے بڑے امیروں کے محل میں ایسے ایسے پوشیدہ رستوں دروازوں کے ہونے کے راز سے خوب واقف تھا۔ مراد یہ کہ اس قسم کے چور راستہ یا تو خزانہ کے محفوظ رکھنے کے لیئے بنائے جاتے تھے یا وقت بے وقت خطرہ کے موقع پر محل کے لوگ ان میں چھپ رہا کرتے تھے اور وہاں ان کی عصمت اور حفاظت ہر طرح قایم رہ سکتی تھی۔ اور پادشاہ ملک کا یہ آئین تھا کہ اس نے اپنی رعایا کو اپنی جان و مال کی حفاظت کے لیئے ہر طرح کے اختیار دے رکھے تھے مگر پھر بھی جو کچھ لوگ کسی حالت میں خطرہ سے محفوظ نہ تھے خواہ دشمن کی جانب سے یا بادشاہ کی۔ لہذا وہ اپنے محلوں میں ایسی جگہوں کا بنانا ذریعہ آسائش کا باعث سمجھتے تھے۔ قصہ کوتاہ چونکہ خلیل یہ تمام باتیں جانتا تھا اس لیئے اسکو کچھ زیادہ پریشانی نہ تھی۔ وہ آہستہ آہستہ آگے کو بڑھا راستہ پختہ تھا دیوار چھت اور فرش سب پکے تھے سوا اسے اس کے خاص لیمپ کے نیچے جو ایک کشادہ جگہ میں لٹکتا تھا ایک مربع چوبی چور دروازہ زمین میں تھا

جو ایک آہنی چوکھٹے میں لگا ہوا سطح زمین سے
بالکل ہموار تھا۔ کوئی لوہے کی زنجیر یا کوئی اور
ذریعہ اِس کواڑ کو اُٹھانے کے لیئے نظر نہ آتا
تھا۔ مگر خلیل کو یقین تھا کہ ضرور یہ کسی استعمال
کے لیئے بنایا ہے۔ اُس کو خیال ہوا کہ یہ خزانہ
کے پوشیدہ رکھنے کے لیئے ہے مگر فوراً اُس کو
یہ خیال پیدا ہوا کہ ضرور اگر خزانہ کے لیئے ہے
تو اِس کا کچھ اور بھی استعمال ہے شاید یہ چھُپنے
کے لیئے بنایا ہو لیکن ضرور تحقیق کرنا لازم ہے۔
خلیل نے اُس کے اُوپر لات ماری تو پولی آواز
معلوم ہوئی زور سے اور ایک لات مارنے کو تھا
کہ فوراً اُس نے سوچا کہ یہ حرکت بیجا ہے کیونکہ
ممکن ہے کہ یہاں کا کوئی پاسبان ہو اور وہ اس
آواز سے چونک کر مجھے یہاں دیکھ پائے اور مصیبت
کا سامنا ہو۔ چنانچہ وہ اُس کو ایسا ہی چھوڑ کر
اُوپر کی طرف چڑھا چند منٹ میں اُسی جگہ آگیا
جہاں اُس کا کمرہ تھا اور اب اُس کے اُوپر کی
طرف جو ویسا ہی زینہ نظر آتا تھا چڑھا اور ایک
چوڑی سیڑھی پر پہنچا جہاں سے راستہ مڑتا
تھا یہاں دیکھا کہ ایک اور لیمپ طلائی زنجیر میں
چھت میں لٹکتا تھا اور اُس کی روشنی ایک چھوٹے سے
نیچے دروازہ پر پڑتی تھی جو کچھ کھلا ہوا تھا۔
خلیل آہستہ سے اُس دروازہ میں جھانکا بڑا حیران
ہوا جب اس نے ایک بڑے موٹے تازے حبشی غلام
کو خوب زور سے غرّاٹے لیتے ہوئے بے خبر سوتے
پایا خلیل نے کچھ عرصہ تک اُسے دیکھا اور سوچتا کھڑا رہا
پھر اُس نے آہستہ سے دروازہ کھولا کیا دیکھتا ہے
کہ ایک بھدے سے تختہ پر حبشی بےخبر پڑا سوتا ہے
اور ایک شراب کی بوتل اور ایک بلوری پیالہ نیچے
زمین پر رکھا ہوا ہے۔ اب چونکہ لیمپ کی روشنی
ٹھیک اُس کے مُنہ پر پڑتی تھی اُس نے غور سے
اُسکے چہرہ اور بدن کو دیکھا واقعی میں یہ شخص ایسا قوی
ہیکل اور بھدّی شکل کا تھا کہ بہادر سے بہادر کے
ڈرانے کے لیئے کافی تھا یہ شخص تمام اپنے کپڑے
پہنے ہوئے تھا اور ایک بڑا زبردست خنجر اُس کی
اُس پیٹی میں جو اُس کی کمر میں بندھی ہوئی تھی لٹکتا
تھا۔ خلیل نے معلوم کیا کہ ضرور پاشا کا خزانہ یہاں
رہتا ہے اور اِس کی حفاظت کیلئے حبشی یہاں
مقرر ہے۔ اس نے بوتل کی شراب زمین پر گرادی
اور پھر آہستہ سے دروازہ بند کر کے آگے کو بڑھا
مگر افسوس کہ آگے جانے کا راستہ نہ تھا گو دیوار
میں ایک دروازہ نظر آتا تھا مگر وہ مستحکم بند تھا۔
خلیل نے اُس کے کھولنے کی کوشش بھی کی مگر بیفائدہ
زینہ کی اُونچائی سے اُس کو معلوم ہوتا تھا کہ یہ
محل کی دُوسری منزل ہے اور یہ دروازہ محل کے
ضرور کسی کمرہ میں کھلتا ہے دروازہ کے اندر

ایک پوشیدہ کھٹکا تھا کہ جس سے دروازہ آسانی سے کھُل سکتا تھا مگر اس نے خیال کیا کہ یہ حرکت بے سُود ہے کیونکہ شاید اس سے غلام جاگ جائے یا دروازہ کے دُوسری طرف کے لوگ جو کوئی بھی ہوں مجھے دیکھ پائیں اور پھر اپنے لینے کے دینے پڑ جائیں - لہٰذا وہ پھر نیچے کو اُترا غلام کی کوٹھری کے پاس آکر اس نے معلوم کیا کہ وہ حبشی ویسے ہی بے خبر سو رہا ہے - پس اُس نے اپنے کمرہ کا رخ کیا اور جب اُس سیڑھی پر جہاں سے اُس کے کمرے میں راستہ جاتا تھا پہنچا - بہت حیران ہوا یہ دیکھکر کہ کمرہ بالکل اندھیرا تھا مگر فوراً یہ خیال کر کے کہ شاید لیمپ میں تیل نہ ہونے کے سبب سے خود بخود گُل ہو گیا ہو - اب وہ اپنا دروازہ ٹٹولنے لگا مگر کیا دیکھتا ہے کہ دروازہ بند تھا اُس نے پوشیدہ چٹخنی کو دریافت کرنا چاہا مگر بیفائدہ تھا اُس نے سامنے کے دروازے کو کھولنے کی کوشش کی جسیں جُولین تھا - لیکن اُس کے دریافت کرنے میں بھی ناکامیاب رہا - غرضکہ آدھ گھنٹہ تک دونوں میں سے کسی دروازہ کے کھولنے کی کوشش کرتا رہا - جب اس نے دیکھا کہ وہ اپنے کمرہ میں نہ پہنچ سکا تب اُس نے جولین کے کمرہ کو دستک دیکر کھُلوانا چاہا - خیال یہ تھا کہ وہاں لیمپ ضرور جلتا ہوگا اور اُس کی روشنی سے شاید میں اپنے کمرہ کے کھولنے کا بھید آسانی سے معلوم کر سکونگا

اب اس نے دروازہ پر دستک دی مگر کوئی آواز نہ آئی جولین اپنے کمرہ میں بیخبر سوتا تھا اور خلیل کو دہشت تھی کہ زور سے دروازہ کھٹکانے سے کوئی خطرہ پیدا نہ ہو اور وہ ایک بڑی پریشانی میں تھا کہ اچانک اُسے خیال آیا کہ نیچے کے لیمپ کی روشنی سے اُن کاغذوں کو جو اسکی پاکٹ میں تھے جلائے چنانچہ اُس نے اِن کاغذوں کی ایک بتّی بنائی - اب وہ خیال کرتا تھا کہ ممکن ہے پاشا میری غیر حاضری میں کمرہ کے اندر آیا ہو اور مجھے وہاں نہ پاکر دروازہ بند کر دیا ہو - کبھی یہ خیال آتا تھا کہ دروازہ خود بند ہو گیا ہو - کبھی یہ خیال تھا کہ خیر اگر اس وقت پاشا کو میری غیر حاضری ظاہر نہ ہوئی تو کل صُبح ہو جائے گی - مگر اس کا اسے کچھ خیال نہ تھا - خیال تھا تو یہ تھا کہ موجودہ مصیبت سے کیونکر رہائی پائے کہ اچانک اس نے سوچا کہ پیچھے چلنا فضول ہے اُوپر کی طرف چلنا چاہیئے یعنی اُس جگہ جہاں کہ اُس نے حبشی کو کوٹھری میں پڑا ہوا اور ایک دروازہ کو وہاں بند پایا تھا چنانچہ اُس نے دیکھا کہ حبشی اُسی طرح پڑا سو رہا ہے اور دروازہ جسکو پیشتر اُس نے کھولنے کی کوشش کی تھی اُسی طرح بند تھا - غرض اس نے چٹخنی کو کھولا دروازہ اندر کی طرف کھُل گیا

دیکھتا ہے کہ صرف ایک کالی مخمل کا پردہ لٹکتا تھا۔ اس نے آہستہ سے اسے ایک طرف کو ہٹایا ایک روشنی دکھائی دی دیکھا کہ کمرہ نہایت آراستہ ہے اس کمرہ میں صرف ایک شخص موجود تھا وہ کون لیڈی اسمعیلڈہ جو بے خبر مخملی گدّوں پر پڑی سوتی تھی یہ حالت دیکھ کر خلیل بالکل نہ گھبرایا مگر فوراً سوچ لیا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ اس نے آہستہ سے دروازہ بند کر دیا اور پردہ کو بھی اسی طرح پھیلا دیا۔ اب وہ آہستہ سے آگے کو بڑھا اور اس پلنگ تک پہنچا اسمعیلڈہ اپنے وہ تمام کپڑے پہنے ہوئے جس لباس میں اس نے چند گھنٹہ پیشتر دیکھا تھا پڑی سوتی تھی اور چونکہ خلیل آہستہ آہستہ مخملی بستر پہ چلتا تھا اس لیئے اس کے پاؤں کی آہٹ بالکل نہ ہوتی تھی۔ اب وہ آہستہ آہستہ دوسرے کمرہ میں گیا اس کمرہ کو اس نے فوراً پہچان لیا کیونکہ وہاں وہ ابھی اسمعیلڈہ سے ملاقات کر کے گیا تھا۔ یہ کمرہ بالکل خالی تھا اس نے وہ دروازہ بھی دیکھا جس سے وہ امینہ کے ساتھ اس کمرہ میں آچکا تھا مگر افسوس کہ وہ مقفل تھا اور تالی اس کی اندر نہ تھی۔ مگر خلیل بالکل نہ گھبرایا کیونکہ یہ خیال اسے پہلے ہی سے تھا کہ وہ دروازہ بند ہوگا اور چابی نہ ہوگی اب وہ پھر اسی کمرہ میں گیا جہاں اسمعیلڈہ پڑی سوتی تھی اس کے بستر کے پاس کھڑا سوچتا

تھا اور غور سے اس کی صورت کو دیکھتا تھا اسکے چہرہ اور بدن کی حرکتوں سے اس نے فوراً معلوم کیا کہ وہ خواب دیکھتی تھی کیونکہ پہلے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ معلوم ہوئی پھر چہرہ چیں بہ جبیں ہوا پھر ہنسی اور سفید سفید دانت ہونٹوں کے اندر سے دکھائی دیتے تھے۔ اس کے چہرے پر پہلے کچھ جوش سا آیا اور پھر کچھ خوشی۔ اب اچانک اس نے اپنا ہاتھ اس خنجر پر جو اس کے پاس بستر پر رکھا ہوا تھا ڈالا۔ خلیل نے دیکھا کہ ایک خنجر جڑاؤ دستہ کا پیٹی میں لگا ہوا تھا۔ اور یہ وہی خنجر تھا جو ڈلثیبن پاشا اپنے پاس رکھتا تھا۔ اس نے جھٹ آہستہ سے اسے اٹھا لیا اور اس ہتیار کے اچانک ملجانے سے خدا کا شکریہ ادا کیا کیونکہ وہ اس حبشی غلام کو جو کوٹھڑی میں پڑا سوتا تھا نہ بھولا تھا۔ اور اس نے اپنے دل میں کہا کہ اگر اسمعیلڈہ بیدار ہونے پر میرے ساتھ کچھ اس کے برخلاف سلوک کرے جو میں سوچتا ہوں اور ان بدسلوکیوں کا عوض لینا چاہے جو اس نے کچھ عرصہ پہلے مجھ سے حاصل کی تھیں ضرور میرے پاس کوئی نہ کوئی ہتیار ہونا چاہیئے۔ یہ خیال فوراً اس کے دل میں گزرے ہی تھے کہ اسمعیلڈہ فوراً بیدار ہوگئی۔ جونہیں کہ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور خلیل کو کھڑا ہوا دیکھا اسکو خیال آیا کہ میں اُس

خواب میں ہوں مگر جب اُسے تحقیق ہو گیا کہ وہ بیدار ہے اور دراصل خلیل اُس کے سامنے کھڑا ہے اُسے بڑی حیرانی ہوئی۔ گھبرا کر اُٹھ بیٹھی اور گھبرا کر کہنے لگی اے خوبصورت نوجوان یہ تو خود آپ ہیں میرا یہ خیال کہ میں خواب دیکھتی ہوں غلط ہے۔ اے خلیل میں تمکو ہی خواب میں دیکھ رہی تھی۔ میں نے خواب دیکھا کہ تم نے مجھ سے محبت کا اقرار کیا۔ میں خوش ہو گئی۔ پھر تم نے انکار کیا میں ناراض ہوئی پھر تم نے مجھے ملامت کی میں رنجیدہ ہوئی۔ اور میری محبت نفرت میں بدل گئی میں نے پاشا کی تلوار جسکو وہ آج رخصت ہوتے وقت میرے پاس بھول گیا تھا اُٹھانا چاہا لیکن وہ نہ ملی پھر تم مسکراتے ہوئے نظر آئے۔ میری آنکھ کھل گئی۔ لیکن او ہو وہ خواب تھا کیونکہ تم تو خود موجود ہو اور تمہارے چہرہ سے معلوم ہوتا ہے۔

خلیل۔ اے نازنین میں اپنی پہلی گفتگو سے جو کچھ عرصے پہلے میرے اور آپ کے درمیان واقع ہوئی معافی کا خواستگار ہوں۔ ابتک زلیخا کی تصویر میری نظروں میں سمائی ہوئی تھی مگر اب میں نے اسکا خیال چھوڑ دیا اور اب آپکی تصویر کا خیال ہر گھڑی میرے دل میں سمایا ہوا ہے چنانچہ اُس کمرہ میں جہاں پاشا نے مجھے بند رکھا تھا نیند نہ آئی اور جان ہتھیلی پر رکھکر دل میں یہی سمایا کہ آپ سے کسیطرح ملاقات ہو اور اپنے گناہونکی معافی چاہوں۔

اسمعیلڈہ۔ خوش ہو کر جھٹ کھڑی ہو گئی۔ اور باغ باغ ہو کر خلیل سے بغلگیر ہو کر کہنے لگی اے نوجوان بس آج تیرے یہ خوش لفظ سُنکر میرا تن جامہ میں نہیں سماتا ہے۔ لیکن یہ تلوار ہاتھ میں آپ کیوں لیئے ہوئے ہیں۔

خلیل۔ صرف اس لیئے کہ یہ تلوار میرے لایق ہے اور چونکہ خوبصورت بہت ہے اس لیئے اس کے چھوڑنے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ پھر جھٹ اُس کے آگے دوزانو ہوا اور کہنے لگا کیوں صاحب میرا پہلا قصور معاف ہوا یا نہیں۔

اسمعیلڈہ۔ اپنا خوبصورت ہاتھ اُس کے گلے میں ڈالکر یہ سے ہمارے عاشق دلدادہ اسکا اب کچھ ذکر نہ کرو میں تو اب ہزار جان سے تیرے فدا ہوں

خلیل۔ (جھٹ اپنی گردن کو اُس کے ہاتھ سے نکالکر اور اُس کے پاس پلنگ پر بیٹھکر) کہنے لگا۔ میں فخریہ بیان کرتا ہوں کہ میں کوئی ایسا ویسا شخص نہیں۔ میں بھی ایک بڑا سردار ہوں اور آپکا عاشق بننے کے شایاں ہوں۔ بس اب اپنا یہی خیال ہے کہ زلیخا سے اپنی محبت کم کروں اور تم سے اُلفت بڑھاؤں۔ مگر افسوس کہ اسکا خیال مجھ کو پہلے نہ آیا۔ اے خوبصورت نازنین اب تیری ہی مُورت میرے دل کے بُت کدہ میں پرستش کے لایق ہے ...

اسمعیلڈہ (نہایت باغ باغ ہوکر) اے نوجوان بس اب اُمید کامل ہے کہ تیری صحبت میں اپنی باقی زندگی راحت اور آرام سے گزرے گی۔ اب تمھیں چاہیئے کہ زلیخا سے صاف صاف کہدو کہ وہ اپنی شادی کے لیئے کسی اور کو تلاش کرے۔

خلیل۔ جی ہاں ایک دو روز میں یہ تمام باتیں حسبِ منشا پوری ہو جاوینگی۔ مگر افسوس کہ ہم تو کل رات کو جانے والے ہیں۔

اسمعیلڈہ۔ نہیں نہیں۔ میں تمھارے ٹھیرانے کی کوشش کرونگی۔ کیونکہ اب تو اُمید کامل ہے کہ آپ کی صحبت میں راحت حاصل ہوا کرے گی

خلیل۔ بس اب اپنا بھی یہی حال ہے کہ جدائی ایک پل گوارا نہیں۔

اسمعیلڈہ نے جب یہ خیال کیا کہ خلیل بیشک اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر مجھ سے ملنے کو آیا ہے تو اُس کو اُس کی تمام باتیں سچ معلوم ہوئیں پھر اُس نے پوچھا۔ بھلا آپ یہاں کس طرح آگئے۔

خلیل۔ اجی ایک چابی اتفاق سے مجھے کمرہ میں مل گئی تھی۔ اُس سے میں دروازہ جہاں سے گزر ہوا کھول سکا اور یہ کہہ کر اپنی پاکٹ میں ہاتھ ڈالا دیکھو وہ چابی یہ رہی۔ لیکن وہ حیرانی سے کھڑا رہ گیا اور خوف کی علامت اپنے چہرہ سے ظاہر کیں۔

اسمعیلڈہ۔ اُس کی پریشانی کو دیکھکر اے عزیز خلیل حیران کیوں ہو گیا کسی کے اندر آنے کی آواز معلوم ہوتی ہے۔

خلیل۔ (ویسی ہی پریشانی کی صورت بنائے ہوئے)۔ جی نہیں یہ تو نہیں مگر افسوس کہ چابی کہیں گر پڑی

اسمعیلڈہ۔ تو پھر اتنے حیران کیوں ہوتے ہو۔ اور جھٹ اُٹھ کر اُس نے اپنا سنگاردان کھولا اور خلیل کو چابی دیکر کہا یہ لو دُوسری چابی موجود ہے۔ اِس چابی سے تمام محل کے دروازے کھل جائینگے۔ آپ اس کو لے جایئے یہ اب تمہیں کام دیگی۔ کیونکہ جب آپ کا مزاج چاہے اُسی کے ذریعہ سے آپ مجھ سے مِل سکتے ہیں۔

خلیل نے اسمعیلڈہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور چابی لیکر کہا کہ بس اب اجازت چاہتا ہوں اُس چابی سے اُس نے دروازہ کھولا جس میں یہ اینہ کے ساتھ ملاقات کرنے آیا تھا اِس سے باہر نکلکر اُس نے دیکھا کہ سامنے ایک دروازہ اور ہے وہ دروازہ اُس کمرے کا تھا جس میں پاشا کی لڑکیاں رہتی تھیں۔ اب وہ زینہ سے اُترا وہاں کا دروازہ بھی اُس نے اُس چابی سے کھولا اور باہر نکلکر پھر بند کر دیا۔ اور اب آہستہ آہستہ اپنے کمرہ کی طرف چلا۔ لمپ اب گُل ہو گیا تھا اور وہ اپنے بستر پر

جالیٹا اور نیند آگئی۔ دوسرے روز صبح ہوا۔ پاشا نے تینوں کو کمروں میں سے نکالا مگر اس نے لیوکس اور جیولین سے اپنی رات کی کچھ داستان بیان نہ کی۔ دس بجے تینوں نے ساتھ بیٹھکر چاشت تناول کیا پھر دن بھر کتابیں پڑھا کیئے شطرنج اور تاش کا شغل رہا۔ یہ سب سامان اس کمرہ میں موجود تھا۔ ان کو باہر جانے کی اجازت نہ تھی اور دن میں کوئی ان سے ملنے بھی آیا سوائے غلاموں کے جو ان پر تعینات تھے۔ شام کو کھانا کھانے کے بعد اُن کو پھر گلنار اور شرزہ کے کمرہ میں بُلایا گیا۔ جن کے شوق میں وہ تمام دن بیقرار رہے تھے۔ دیکھا کہ پاشا وہاں بیٹھا حقہ پی رہا ہے اور خلیل کے قصہ سُننے کا مشتاق۔ تینوں اپنی اپنی معشوقوں سے مل کر بغلگیر ہوئے اور پھر ہر ایک اپنی اپنی ماہ جبینوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔ کچھ عرصہ الفت و محبت کا تذکرہ رہا پھر پاشا خلیل کی کہانی سُننے کیلئے بیقرار تھا۔ اب خلیل نے دُوسری کہانی شروع کی۔

باب آٹھواں

خلیل اور اسمیعلڈہ

جب خلیل کی کہانی ختم ہوگئی پاشا اُس کے دلچسپ نتیجوں کو سوچ رہا تھا اور راش کی لڑکیاں اور اُن کے عاشق حیرانی سے خلیل کو دیکھتے تھے اور سوچتے تھے دیکھئے کہ آج خلیل اپنے ٹھیرنے کی کیا تدبیر نکالتا ہے۔ لیکن زلیخا کچھ حیران نہ تھی کیونکہ وہ سوچتی تھی کہ خلیل نے ضرور کوئی تدبیر پہلے سے سوچ لی ہوگی اور اس سے ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔ پاشا ابھی تک کہانی کے نتیجہ کو سوچ رہا تھا اور پھر خلیل کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ آپ تو بڑے ہُنرمند ہیں میری عادت نہیں ہے کہ میں کسی کی تعریف کروں لیکن تمہارے بارے میں بیشک کہہ سکتا ہوں۔ کہ پیشہ ور داستان گو بھی اس طرح بیان نہیں کرسکتے

خلیل۔ اجی آپ تو یہ کہکر شرمندہ کرتے ہیں اور جُھک کر پاشا کو سلام کیا۔

پاشا۔ چلو خیر اب وہ وقت آگیا کہ آپ رخصت ہُوجیئے۔

خلیل (پاشا کی طرف مخاطب ہوکر) خیر مگر دو داستانیں جو آپ نے ابتک سُنیں ہیں یہ اُن کے آگے کچھ چیز نہیں جو مجھے اور یاد ہیں۔

پاشا (مسکراکر) قصہ الف لیلا میں سلطانہ شہرزاد نے خلیفہ کو کہانیاں سُناکر جلاد کے خنجر سے اپنی جان بچائی ہے اسی طرح آپ مجھکو روز بروز داستانیں سُناکر محل میں مع اپنے دوستوں کے ٹھیرنا چاہتے ہیں۔

خلیل۔ جی ہاں اور آپ کے لیے بھی تو شاید نہیں کہ آپ ہم تینوں کو اس پرستان سے بغیر ہمارے ارادہ نکالتے ہیں۔ حضور خوب جانتے ہیں کہ میرے دونو دوست اور میں خود آپکی لڑکیوں اور بھانجی کے لیئے کچھ خراب خاوند نہیں۔ ہم آپکو اطلاع دیچکے ہیں کہ ہم کس خاندان اور رتبہ کے ہیں اور ہمکو اُمید قوی ہے کہ ضرور ان معشوقوں سے ہماری شادی ہوگی۔

ڈلسٹیبن پاشا کچھ عرصہ تک سوچا کیا کہ کیا کرے اور پھر کہنے لگا بیشک تمھارے خود بیان کردہ حال سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ اشراف اور خاندانی ہیں مگر یہ کیونکر یقین ہوسکتا ہے کہ آپ کا بیان سچ ہے۔

خلیل۔ حضور یہ تو بات کچھ ناممکن نہیں آپ ہمارے ملکوں میں قاصد بھیجکر تحقیق کرسکتے ہیں اور اگر آپ ہمارے بیان کو غلط پائیں تو بس اور کیا ہماری گردنیں اُس کی سزا میں آپکے روبرو حاضر ہیں۔ اس عرصہ میں ہمیں یہاں قید رکھو یا جو جی چاہے سو کرو۔

پاشا۔ خیر بالفرض تمھارا بیان بھی سچ ہے تو تم خوب سمجھتے ہو کہ دونوں لڑکیوں کی تو شادی کرنے کا مجھے اختیار ہے مگر بھانجی کی نسبت مجھے اختیار نہیں اُسکے والدین کو اُس کی شادی کا اختیار ہے

خلیل۔ خیر اسکا آپ کچھ فکر نہ کیجیے مجھکو یقین کامل ہے کہ حسن آفندی زلیخا کا باپ اُس کی میرے ساتھ شادی کرنے میں کچھ عذر نہ کریگا۔

پاشا۔ افسوس حسن آفندی آجکل ایک ایسی آفت میں ہے کہ شادی وغیرہ کا خیال اُسکے وہم سے دُور ہے۔

خلیل۔ خیر اسکا حال تو مینے پیاری زلیخا سے سن لیا ہے اس کا کچھ فکر نہیں خدا سے دعا کرنی چاہیئے کہ یہ بڑا افسر اپنی دریافت میں کامیاب ہو اور بادشاہ کے عتاب سے بچے۔

پاشا۔ پھر خاموش ہوگیا اور پھر کچھ سوچکر کہنے لگا خیر میں ایسا آدمی نہیں کہ ایسے دشوار گزار باتوں کا فی الفور جواب دیسکوں۔ میں قاصد بھیجنے کی بابت سوچونگا کیونکہ ایسا کرنے پر مجھکو لازم اور لابد آئیگا کہ تمھاری شادی ان سے کی جائے۔ بس یہی بات ہے کہ جسکی بابت کچھ سوچ بچار کی ضرورت ہے۔

خلیل۔ بہتر ہے چوبیس گھنٹہ اس بارہ میں اور سوچ لیجیے۔ بہر حال میں کل شام کو تمھیں ایک اور قصہ سُنا دوں گا۔

پاشا۔ (مسکرا کر) واہ بھئی خلیل تم عجب طرح کے آدمی ہو اپنی خواہشوں کے پورا کرنے کو زبردستی کسی شخص کو مجبور کرتے ہو خیر قبول ہے۔ چوبیس گھنٹے اور آپ میرے مہمان رہیئے۔ یہ سُنکر تینوں شخص فارغ ہوگئے اور اپنی اپنی معشوقوں سے خوشی کا اظ

اظہار کرکے پاشا کے ساتھ جو کھڑا ہوگیا تھا جانے کے لیئے آمادہ ہوگئے - پاشا اُن سب کو لیکر کمرہ کے باہر آیا - اور خلیل کو اُس کے کمرہ میں چھوڑا اور ایسے ہی اُن دونوں کو بھی علیحدہ علیحدہ کمروں میں بند کر دیا - مخفی نرہے کہ خلیل جب صبح اپنے بستر سے اٹھا تھا تو اُسنے دروازہ کے کھولنے اور بند کرنے کے بھید کو اچھی طرح تحقیق کرلیا تھا - چنانچہ اسوقت اُس نے پھرا اپنے کمرہ کا دروازہ کھول کر سُنا کہ جولین اپنی کوٹھڑی میں گا رہا تھا - مگر اُس نے اُس کو دق کرنا اور دروازوں کے بھید سے آگاہ کرنا نہ چاہا وہ اُسوقت اپنے کمرہ میں بیٹھا کچھ سوچتا تھا کہ تھوڑی دیر بعد اُس نے سُنا کہ دروازہ پر کوئی دستک دیتا ہے اور اُس نے اُس چابی سے جو اُس کے پاس تھی دروازہ کھولا - دیکھا کہ بڑھیا امینہ موجود ہے - اُس نے آہستہ سے اُس کے کان میں کہا کہ پاشا آج شام کو محل میں نہیں آئیے اور ہماری بیگم آپ کو بلاتی ہیں -

خلیل - زہے نصیب بندہ بھی منتظر ہی تھا اور ایک اشرفی بڑھیا کے ہاتھ میں دیکر چلیئے بندہ حاضر ہے -

آمینہ - دروازہ بند کرتے چلو اور چابی پاس رکھو یہ ضرورت پر کام آئے گی - یہ دونوں آہستہ سے چلے اور چند لمحہ میں اسمعیلڈہ کے کمرہ میں جا پہنچے آمینہ باہر ٹھہر گئی اور خلیل پاشا کی بیوی کی کمرہ میں داخل ہوا - دیکھا کہ اسمعیلڈہ نہایت زرق برق پوشاک پہنے ہوئے نہایت نازو انداز سے خلیل کی منتظر تھی - اُسے آتا ہوا دیکھکر باغ باغ ہوگئی - اور کہنے لگی اے خوبصورت نوجوان میں بہت خوش ہوئی کہ آج بھی آپ یہاں ٹھہرے اور آپکا دیدار نصیب ہوا -

خلیل - اپنا دل بھی بے قرار تھا کہ کسی طرح آپسے ملاقات نصیب ہو اور دل تو یہ چاہتا ہے کہ روز اسی طرح ملاقات ہوا کرے مگر افسوس کہ کل رات کو ٹھہرنے کی تدبیر ناممکن ہے اور اب آپ کی مدد درکار ہے -

اسمعیلڈہ - پاشا کی تلوار کی طرف دیکھکر جو خلیل کے پاس تھی کہنے لگی کہ اے پیارے خلیل اس کو آپ مجھے عنایت کرینگے کیونکہ پاشا اس کو یہاں نہ پاکر ناراض ہوگا -

خلیل - اپنا ہاتھ اُس کی گردن میں ڈالکر - مگر افسوس کہ آج مجھے موقع نہ ملا زلیخا سے یہ کہنے کا کہ میں اب تجھ سے محبت نہیں کرتا ہوں -

اسمعیلڈہ - ہیں افسوس ہے کہ وہ اب تک تمہاری محبت کا دم بھرتی ہے -

خلیل - میں نے اپنی حرکات اور سکنات سے تو اُس پر ظاہر کر دیا ہے کہ میں اب اسکا دلدادہ نہیں

اسمعیلڈہ۔ (پھر خوش ہوکر) تو کیا تمھاری یہ مُراد ہے کہ زبانی کہنے کا موقع نہیں ملا۔
خلیل۔ اجی آپ تو رازداں ہیں۔ بس اسیطرح سے یہ بات بھی کل ہو جائے گی۔
اسمعیلڈہ۔ بس مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے وعدہ میں پُورے اُترینگے۔ خدا جانتا ہے کہ میں زلیخا سے حسد نہیں کرتی۔ مگر آپ سوچ سکتے ہیں کہ ایک دل دو کے پھندے میں نہیں رہ سکتا۔
خلیل۔ میں بھی خوب سمجھتا ہوں کہ جو کچھ آپ نے بیان کیا اور مینے کل زلیخا سے گفتگو کی کوشش بھی کی مگر افسوس کہ موقع نہ ملا۔ کیونکہ پاشا نے اُسے اپنے پاس بٹھا رکھا تھا۔ اب بس کل شام تک ہمیں یہاں ٹھیرنے کی اجازت ہے پھر ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ آیندہ پاشا ہمیں یہاں ٹھیرنے کی اجازت دے۔ اب ہمارا یہاں ٹھیرانا آپ کے اختیار میں ہے۔
اسمعیلڈہ۔ یہ کس طرح۔ میں کسطرح اس کام کو پورا کرسکتی ہوں۔ واضح ہو کہ میرے اور لڑکیوں کے درمیان شروع ہی سے کچھ ربط و ضبط نہیں۔ میں کبھی اُن کے کمرہ میں نہیں جاتی نہ وہ کبھی میرے کمرہ میں آتی ہیں۔
خلیل۔ خیر اب تمھیں میری خاطر اپنے اس دستور کو توڑنا پڑیگا۔ ورنہ ہم کل شام کو یہاں نہیں ٹھیر سکتے اور پھر بندہ سے آپ کی ملاقات ہونی ناممکن ہے۔
اسمعیلڈہ۔ اچھا تو پھر تدبیر کیا ہے۔
خلیل۔ اجی بہت آسان کل جب میں کہانی ختم کر چکوں تم وہاں چلی آؤ اور پاشا کو مجبور کرو کہ وہ ہمیں تمھارے کہانی سُننے کے لیئے ایک روز اور ٹھیرائے اور بس پھر آگے تم اسی طرح سے ہکو پھر روک سکتی ہو۔
اسمعیلڈہ۔ اجی واہ تدبیر تو اچھی نکالی۔ بس اب تمھارے یہاں ٹھیرنے میں کوئی شبہ نہیں۔
خلیل۔ لیکن اے پیاری اسمعیلڈہ۔ میرا جی بالکل تمھارا نہیں تاوقتیکہ میں زلیخا سے اپنا فیصلہ نہ کرلوں۔ کل صبح میں ایک رقعہ لکھونگا اور اگر کل بھی گفتگو کا موقعہ نہ ملا تو وہ رقعہ اُسکو دیدونگا۔ بس پھر سب مدعا حاصل ہو جائیگا۔ اور پھر اُدھر سے بیفکر ہوکر تمھاری اُلفت کا دم بھروں گا۔
اسمعیلڈہ۔ بہت ٹھیک۔ بس پھر تم اور ہم۔ اور عیش و عشرت۔
یہ کہکر اُس نے خلیل کے گلے میں ہاتھ ڈالا مگر خلیل نے فوراً اُس کے مطلب کو سمجھکر اُس کا ہاتھ ہٹا دیا اور کہنے لگا بس اب اجازت چاہتا ہوں۔ کیونکہ ابھی مینے الفت کا اقرار زلیخا سے کرکا

ہے اور تا وقتیکہ اسکا فیصلہ نہو جائے دُوسرے کے ساتھ اُلفت کرنا کسرِ شان سمجھتا ہوں۔

اسمعیلڈہ۔ (ایک آہ سرد بھر کر) تو کیا آج مجھے اپنے ارادہ میں کامیابی ممکن نہیں۔ خیر میں بھی آپکو مجبور نہیں کرنا چاہتی۔

خلیل۔ خیر آپ بڑی عقلمند ہیں اور شاید آپ میرے اس خیال پر ناراض نہ ہونگی۔ کیونکہ آپ خوب سمجھ سکتی ہیں کہ جب کوئی دل ایک کسی فکر میں گرفتار ہے تو اُس کو پرستان میں بھی آرام نہیں۔ اور فکر میں راحت کیسی وہ تو اس سے کوسوں دُور رہتی ہے۔

اسمعیلڈہ۔ خیر میں دوبارہ آپکے ارادہ کی تائید کرتی ہوں اور اُمید کامل رکھتی ہوں کہ کل شام کو ضرور وصل حاصل ہوگا۔ اور یہ کہہ کر اُس نے فوراً اُس کو اپنی چھاتی سے لگا لیا۔

اُسی وقت امینہ گھبرائی ہوئی اندر آئی اور کہنے لگی بس غضب ہو گیا پاشا آتا ہے۔ خلیل اور اسمعیلڈہ گھبرا کر جھبٹ کھڑے ہو گئے امینہ اسمعیلڈہ کیطرف مخاطب ہو کر بولی۔ لو اب جلدی کرو اور اس مردوے کو کسی طرح نکالو۔

اسمعیلڈہ۔ ہاں ہاں۔ کس راستہ سے۔ اور یہ کہکر وہ بہت کچھ گھبرائی۔

امینہ۔ راستہ کونسا۔ بس یہی پردہ کے پیچھے کا۔

اسمعیلڈہ۔ نہیں نہیں۔ ہمکو اسے کہیں چھپا دینا چاہیئے۔

امینہ۔ (بڑی گھبرائی ہوئی صورت سے) چھپانا بالکل ناممکن ہے۔ نکالو نکالو۔ بس یہی رستہ ہے۔

اسمعیلڈہ۔ ہیں اِدھر کو اور اسکا چہرہ بالکل سفید ہو گیا۔

امینہ۔ اے پیاری بس سوچ بچار کا موقع نہیں ہے تھوڑی دیر کے تامل میں ہم تینوں کی قبر دریائے باسفرس میں بنے گی۔

اسمعیلڈہ۔ بہت گھبرا کر اچھا پھر جیسے تم کہتے ہو ویسا ہی ہوگا۔ لیکن اے امینہ تم تو برائے خدا باہر کے کمرہ میں جاؤ اور تم پاشا کو تھوڑی دیر باتوں میں روکنا اور میں اس عرصے میں اپنے تمام کام پورے کر لونگی۔ امینہ جھبٹ باہر چلی گئی اور اپنے جو اس درست کر کے پاشا کے آنے کی منتظر رہی اور پھر اسمعیلڈہ گھبرا کر خلیل سے کہنے لگی اے پیارے خلیل بس یہی راستہ ہے اور پردہ کو ایک طرف اُٹھا کر دروازہ کھولا۔ خلیل اُدھر کو چلا لیکن اُسنے تلوار لیجاتے ہوئے دیکھکر گھبرا کر کہا کہ یہ تو چھوڑ جاؤ ورنہ بڑی آفت کا سامنا ہوگا۔

خلیل۔ میں یہ نہیں چھوڑ سکتا تم اس کا کوئی بہانہ کر دینا۔ یہ کہہ کر وہ جھبٹ اندر چلا گیا دروازہ بند ہو گیا۔ اسمعیلڈہ نے پردہ پھیلا دیا اور

اپنی پریشانی ٹھیک کر کے وہ کرسی پر بیٹھی ہی تھی
کہ پاشا آ پہنچا۔ اسمعیلہ نے فوراً اُسکی صورت
دیکھی اور معلوم کیا کہ اُسکو کچھ شبہ نہیں تھا +

باب نواں

حبشی غلام

واضح ہو کہ خلیل اس راستہ کے راز سے
خوب واقف تھا کیونکہ پہلی رات کو دو دفع اس کا
وہاں گزر ہو چکا تھا۔ مگر اب چونکہ ہتیار سے مسلح
تھا۔ اس لیئے شیر کی طرح بہادر تھا۔ راستہ میں جیسے
کہ پہلے بیان کیا گیا ہے لیمپ روشن تھا دروازہ
بند ہوتے ہی کچھ ہی آگے کو چلا ہو گا کہ اُس کو
ایک شخص کے قدم کی آواز سُنائی دی اور
جھٹ ایک قوی ہیکل حبشی غلام سے جو ایک بڑا
بھاری خنجر ہاتھ میں لیئے ہوئے تھا دو چار ہوا۔
خلیل بڑے رعب و دبدبے سے اُس کی طرف دیکھ کر
میں خیال کرتا ہوں کہ تم ادھر سے مجھے آتا ہوا دیکھ
کر حیران نہ ہو گے۔

غلام۔ کچھ رعب میں آن کر اور اپنے خنجر کو نیچے
ڈال کر کچھ عرصہ سوچا مگر فوراً اپنی صورت کو بدلکر
کہنے لگا حضور میں تو غلام ہوں۔ آپ جیسے جلیل القدر
لوگوں کے بھید سے کیا واقف۔

خلیل۔ خیر تم ٹھیک کہتے ہو مگر اونے سے ادنے
لوگوں کو بھی نیک و بد کی تمیز ہوتی ہے۔

غلام۔ جی آپ بجا فرماتے ہیں۔ بیشک ہم لوگ سوچ
سکتے ہیں۔ مگر زبان کو کھنے کی مجال نہیں ہوتی۔

خلیل۔ اے میاں حبشی گو تم غلام ہو مگر چونکہ طبیعت
اچھی رکھتے ہو اس لیئے تم سے ملکر دل بہت خوش ہوا

غلام نے خلیل کو سر سے پاؤں تک بڑی حیرانی
سے دیکھا اور متعجب تھا کہ معلوم نہیں اس شخص کا
کیا مدعا ہے۔

خلیل۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جگہ کچھ دہشت کی ہے
جو تم یہاں پہرہ کے لیئے مقرر کیئے گیئے ہو۔

غلام۔ اے نوجوان کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ میں
تم جیسے اجنبی کو اپنا پوشیدہ راز بتا دوں۔

خلیل۔ نہیں بالکل ایک اجنبی نہیں جیسا کہ تو
خیال کرتا ہے بلکہ تیرے آقا ولیٹین پاشا کا مہمان ہوں

غلام۔ خیر صاحب مہمان ہو یا نہیں اس سے تو
مجھے کچھ مطلب نہیں۔ لیکن آپ آیئے معلوم ہوتا
ہے کہ اس جگہ سے نکلنے کے لیئے راستہ تلاش کرتے ہیں

خلیل۔ اچھا آگے چل میں تیرے پیچھے پیچھے چلتا ہوں

غلام۔ گستاخی معاف میں آپ جیسے جلیل القدر شخص
کے آگے نہیں چل سکتا۔ آگے آپ چلیئے میں پیچھے
چل کر آپ کو راستہ بتا دونگا۔

خلیل۔ بھئی خوب ہوشیار ہو مجھے اپنے کمرہ میں
جانے کی کوئی جلدی تھوڑی ہے۔ بھلا بتاؤ تو سہی

کیا یہاں کوئی خزانہ ہے جسکا تم پہرہ دیتے ہو یا صرف اُن لوگوں کے راستہ بتانے کے لیئے مقرر گئے ہو جو میری طرح لیڈی اسمعیلڈہ کے کمرہ سے ادھر کو آتے ہیں

اب غلام نے پھر اوپر سے نیچے تک خلیل کو بڑے غور سے دیکھا۔ اور کہنے لگا اگر میں یہاں پاشا کے خزانہ کی حفاظت کے لیئے مقرر کیا گیا ہوں تو کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں آپ کو بتا دونگا۔ کہ وہ کہاں ہے۔

خلیل۔ ذرا ڈانٹ کر ابے او شیطان کے بھائی کیا تو دیکھتا ہے کہ میں کوئی فقیر کنگال ہوں کہ پاشا کا خزانہ لوٹنے آیا ہوں۔

غلام۔ جی حضور یہ تو میں نہیں کہہ سکتا۔ برخلاف اس کے اگر آپ لیڈی اسمعیلڈہ کے کسی خاص کام کے لیئے آپ مجھے یہاں خیال کرتے ہیں تو آپ اپنے دل میں تو خیال کیجئے کہ آپ کے لیئے کونسی شان کی بات ہے کہ آپ بھی تو اُدھر ہی سے آرہے ہیں

خلیل۔ اس میں کوئی بیعزتی نہیں کوئی شرم نہیں کیونکہ تو بھی اچھی طرح خیال کر سکتا ہے کہ اسمعیلڈہ اپنے شوہر سے محبت نہیں کرتی۔

غلام۔ اچھا فرض کیجئے کہ میں یہاں دو مطلب کے واسطے ہوں۔ ایک تو پاشا کے خزانہ کی حفاظت کرتا ہوں کچھ مضائقہ نہیں وہ کسی جگہ ہے اور کبھی کبھی لیڈی اسمعیلڈہ کے حکموں کو بجالاتا ہوں۔ لیکن آپ ضرور خیال کر لیجئے کہ میری نوکری بڑی سخت ہے۔ کیونکہ پاشا کا جب مزاج چاہتا ہے مجھے دیکھنے کے لیئے آجاتا ہے اور میں رات کو قطعی اپنی جگہ پر نہیں سو سکتا۔

خلیل۔ تو کیا تم تمام رات جاگتے ہو۔

غلام۔ جی ہاں اگر میں کسی وقت سوتا ہوا پا جاؤں تو ضرور ڈانت کا پھندا اور بوریا میرے لیئے تیار ہو۔

خلیل۔ کیا تمھاری یہ مُراد ہے کہ سوتے ہوئے پائے جاؤ تو مار دیئے جاؤ۔ اچھا گردن جھکاؤ لاؤ میں تمھیں ہلاک کروں کیونکہ کل رات کو میں نے تمھیں یہاں سوتے ہوئے پایا۔

غلام۔ جھٹ حواس قائم کر کے اور غصہ کے مارے اپنے دانت پیس کر بالکل غلط۔

خلیل۔ (اپنی تلوار ہاتھ میں اُٹھا کر اور اُس کی طرف بڑے رعب سے دیکھ کر) اسے ناہنجار نابکار کیا بکتا ہے کیا تو کل رات کو شراب پی کر یہاں نہیں سوتا تھا دروازہ کھُلا ہوا تھا۔ تیرا سر دیوار کی طرف اور پاؤں دروازہ کی طرف تھے اور شراب کی بوتل زمین پر رکھی ہوئی تھی تو ایسا بے خبر تھا کہ میں نے دروازہ کھولا اور تجھے غور سے دیکھا اور چلتے وقت تیری شراب بھی کھنڈا گیا مگر افسوس کہ تجھے خبر تک بھی نہ ہوئی۔

غلام۔ بہت ہی حیران ہو کر ایک لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے لیکن آپکا یہاں کیونکر گذر ہوا

خلیل۔ اِس سے تجھے کیا مطلب۔ لیکن بتا یہ بات صحیح ہے یا نہیں۔

غلام۔ نہایت عاجزی سے معاف کیجئے بس اب بہتر ہے کہ جلدی سے آپ یہاں سے سدھاریے ایسا نہو کہ پاشا یہاں آجائے اور پھر دقت پیدا ہو آپ خود عقلمند ہیں اور اُمید ہے کہ آپ مجھے اور اپنے کو خطرہ میں نہ ڈالیئے گا۔ لیجئے آگے چلیئے اور میں پیچھے پیچھے چلتا ہوں۔ تھوڑی دیر میں آپ اِس جگہ سے باہر ہو جائینگے۔

خلیل۔ ابے رہبر کا کام آگے چلنا ہے تو آگے چل اور میں تیرے پیچھے چلتا ہوں۔

غلام نے خلیل کو پھر سر سے پاؤں تک دیکھا اور نہایت حیرانی کے ساتھ مرے قدموں سے آگے آگے ہولیا۔ وہ آہستہ آہستہ سیڑھی سے نیچے اُترتا تھا اور چونکہ لیمپ کی روشنی پیچھے سے پڑتی تھی لہذا خلیل کی پرچھائیں کو بڑے غور سے دیکھتا جاتا تھا۔ مگر خلیل بھی بڑی ہوشیاری سے اُس کے پیچھے چلتا تھا اور داہنا ہاتھ تلوار کی مٹھ پہ رکھا ہوا تھا۔ مگر ساتھ ہی خیال تھا کہ اگر آسانی سے کام نکلے تو سختی کی ضرورت نہیں۔ تمام زینہ کا رستہ طے ہوا اور اب وہ اُس کاٹ کے تختہ پر پہنچے جو زمین میں ڈھکا ہوا تھا۔ جسکا حال ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں۔ یہاں غلام کا کچھ ارادہ بد پاکر خلیل جھٹ اُسپر شیر کی طرح جھپٹا اور غلام ایسے رخ سے گرا کہ خنجر اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور خلیل فوراً اُس کی چھاتی پہ دونوں پاؤں رکھ کر کھڑا ہوگیا۔ اب غلام کی وہ حالت تھی جیسا کہ کوئی چڑیا ایک باز کے چنگل میں ہوتی ہے۔ غلام باوجود ایک قوی ہیکل ہونے کے خلیل جیسے کمزور آدمی کے قبضہ میں آسانی سے آجانے پر بہت شرمندہ تھا مگر ہمت باندھکر وہ خلیل سے کچھ کہنا چاہتا تھا۔ کہ خلیل نے جھٹ اپنی تلوار نکالکر اُس کے حلقوم پر رکھدی۔ اب غلام نہایت ہی عاجز تھا اور گھبرا کر کہنے لگا کیوں صاحب آپ مجھے ہلاک کرینگے۔

خلیل۔ نہیں مگر تو سچ سچ بتا کہ ....

خلیل یہ کہنے پایا تھا کہ اتنے میں اُوپر کے دروازہ کے کھلنے کی آواز آئی۔ غلام گھبرا کر لیجئے پاشا آتا ہے

خلیل۔ اُس کی چھاتی پر سے ہٹ کر اور جھٹ اُسکے خنجر کو اپنے پاؤں سے دبا کر اچھا اُٹھ کھڑا ہو لیکن خبردار رحم میرے ہاتھ لگا یا ہی۔ اور ساتھ ہی میں یہ بھی احتیاط رہے کہ پاشا یا اسمعیلڈہ سے آجکے ماجرہ کا کچھ ذکر نہ کرنا ورنہ خوب سمجھ لو کہ میں کل رات کے سو جانے کا حال تمھارا پاشا سے کہدونگا۔ بس اب انجام سے تم واقف ہی ہو۔ یہ گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ اسمعیلڈہ کے کمرہ کی طرف سے کسی شخص کے آنے کی آواز سُنائی دی۔ خلیل جھٹ ایک ہرن کی طرح وہاں سے اُڑا

اور اپنے کمرہ کا دروازہ کھول کر اسمیں جا داخل ہوا کمرہ میں جاکر وہ اپنے بستر پر لیٹ گیا اور کچھ عرصہ آج تمام دن کے ماجرہ کے سوچنے کے بعد اُسے نیند آگئی۔ صبح جب آنکھ کھلی تب اُس کو خیال ہوا کہ غلام نے رات کی سرگزشت پاشا سے نہ بیان کردی ہو۔ مگر پھر یہ بھی خیال آیا کہ اگر ایسا ہوتا تو رات ہی کو نکالے جاتے۔ فوراً دروازہ کا کمرہ کھلا اور پاشا نے اِن تینوں کو حسب معمول اپنے اپنے کمرہ سے نکالا اور سلام کرکے رخصت ہوا۔ تینوں دوست اکٹھے دوسرے کمرہ میں کھانا کھانے کے لیئے بیٹھے۔ دیکھا کہ ایک بڑھیا عورت اپنی مالکہ کیلئے ایک ٹوکرے میں کچھ تازہ پھل لیئے جاتی ہے اُس نے جو خلیل کو دیکھا تو ایسی گھبرائی کہ پھلوں کی ٹوکری ہاتھ سے گر پڑی اور یہ تمام پھل زمین پر بکھر گئے غلام جوان تینوں شخصوں پر تعینات تھا اس بات کو دیکھ کر بہت ہنسا اور بڑھیا سے کہنے لگا اے شیطان کی خالہ آج کیا خیال ہے۔ کیا رات کو کچھ زیادہ شراب پی گئی ہو جو ابتک خمار باقی ہے۔ بڑھیا نے بڑبڑاتے ہوئے جلدی جلدی وہ پھل ٹوکری میں رکھے اور جھٹ سے چلدی۔

خلیل نے گو یہ تمام باتیں دیکھیں۔ مگر اُس کو کچھ وہم و گمان نہ ہوا۔ دن تمام کھیل وکود اور بات چیت میں بسر ہوگیا۔ شام کو پھر کھانا کھایا اور پھر پاشا کے بلانے پر یہ تینوں دوست لڑکیوں کے کمرہ میں پہنچے۔ پاشا وہاں بیٹھا ہوا حقہ پی رہا تھا یہ تینوں جاکر اپنی اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھے اور کچھ ہی عرصہ بات کرنے پائے تھے کہ پاشا نے خلیل کی طرف مخاطب ہوکر کہا لو صاحب کہانی شروع کیجیے۔ خلیل نے اپنی تیسری کہانی کہنی شروع کی

دسواں باب

خلیل اور جولین

تیسری کہانی جب ختم ہوچکی تو پاشا کچھ عرصہ تک اُس کے نتیجوں کو سوچتا رہا اور باقی تینوں عورتیں اور دونوں مرد باری باری سے خلیل کی تعریف کرتے تھے۔ اور سوچتے تھے کہ دیکھیے آج خلیل کیا بہانہ اپنے محل میں ٹھیرنے کا ڈھونڈتا ہے۔ چند ہی منٹ میں باہر کا دروازہ کھلا اور زلیخا جھٹ خلیل کے پاس سے علیحدہ ہوکر دُور جا بیٹھی۔

دروازہ کے کھلنے کی آواز آتے ہی سوائے زلیخا اور خلیل کے سب کی آنکھیں اُدھر لگی ہوئی تھیں۔ خیر دروازہ کھلا اور اسمعیلڈہ زرق برق پوشاک پہنے ہوئے مُنہ پر نقاب ڈالے اپنے کو ساتھ لیئے ہوئے اندر آئی۔ نقاب کے اندر سے خلیل اور زلیخا کو علیحدہ علیحدہ بیٹھے ہوئے دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ سوائے پاشا کے سب اُسکی

تعظیم کے لیئے کھڑے ہو گیئے۔ کیونکہ اسکی زرق برق پوشاک اور آئینہ کو اُس کے ساتھ دیکھ کر جولین اور لیوکس سمجھ گیئے کہ یہ پاشا کی لیڈی ہے۔

اسمعیلڈہ - پاشا کی طرف مخاطب ہو کر کیوں حبیب کیا مجھے آنے کی اجازت ہے۔ پاشا کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ وہ اپنا نازک ہاتھ پاشا کے کندھے پر رکھ کر کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی یہ کہانیاں آپ ہی آپ سُنتے ہو اور مجھکو اطلاع بھی نہ دارد۔

پاشا - تشریف رکھیئے۔ دیکھیے یہ وہ تینوں نوجوان ہیں جنکا میں نے آپ سے ذکر کیا تھا۔ یہ تین رات داستانیں بیان کر چکے ہیں اور بس آج رخصت ہونے والے ہیں۔

اسمعیلڈہ نے پہلے اِن تینوں کو غور سے دیکھا خاصکر جولین اور لیوکس کو جو اُس کی نگاہ میں بالکل اجنبی تھے۔ پھر کچھ سوچی اور کہنے لگی تو کیا میری دعا قبول نہ ہوگی کہ میں بھی داستان سُننے کی خوشی حاصل کروں۔

پاشا - نہیں اب میں اِن کو زیادہ یہاں نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ محل پر حرف آتا ہے۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ تمہارے اس طرح بے حجاب غیر مردوں کے سامنے آ جانے کی کیا دلیل ہے۔

اسمعیلڈہ - واہ صاحب خوب ڈانٹتے ہو۔ پہلے یہ تو بتاؤ کہ یہ تینوں لڑکیاں کیوں اِس طرح اِن کے سامنے موجود ہیں۔ حالانکہ میں نقاب ڈالے ہوئے ہوں۔ پاشا کو کچھ جواب بن آیا اور خاموش ہو رہا۔

اسمعیلڈہ - خلیل کی طرف مخاطب ہو کر اے نوجوان وجیہ شخص کیا میری التجا ہوگی یا نہیں۔

خلیل - ادب سے کھڑا ہو کر۔ جی وہ کیا۔

اسمعیلڈہ - پاشا کی طرف مخاطب ہو کر۔ کیوں حضور ذرا انہیں سمجھاتے نہیں۔

پاشا - خلیل کی طرف دیکھ کر۔ اے صاحبزادے مجھے اُمید ہے کہ آپ ملکہ کی درخواست کو قبول کرینگے اور ایک اور ایسا ہی قصہ کہہ سنائینگے۔ اُمید ہے کہ قصہ صبح تک ختم ہو جائیگا سو ہی تم روانہ ہو جانا

خلیل - حضور ملکہ کی درخواست کے پورا کرنے میں تو کوئی عذر نہیں مگر جائے غور ہے کہ میں کسطرح سے ایک اور ایسا ہی طویل قصہ جو ابھی بیان کر چکا ہوں دوبارہ بیان کر سکتا ہوں۔ بس اگر ملکہ کو سُننا ہے تو آج ہمیں یہاں پر ٹھہرنے کی اجازت دیجیئے ورنہ خیر۔

اسمعیلڈہ - خلیل کی طرف مخاطب ہو کر اچھا جناب پاشا کو آپکے ٹھہرانے میں کیا عذر ہے۔

خلیل - گو پاشا کو عذر ہو یا نہیں مگر از روے شرع تین دن سے زیادہ کسی کے یہاں مہمان رہنا منع ہے اور چونکہ ہم کل پاشا سے اقرار کر چکے ہیں

کرآج چلے جائینگے اُس لئے اب رخصت مانگتے ہیں اور جھٹ کھڑا ہوا اپنے دوستوں سے کہنے لگا لو بھئی چلو۔

اسمعیلڈہ ۔گھبرا کر جھٹ پاشا کی گردن میں ہاتھ ڈال کر کہنے لگی میں تو کہانی ضرور سنونگی اور مجھے اُمید کامل ہے کہ آپ اِن لوگوں کو آج نہ جانے دینگے۔

پاشا ۔خلیل کی طرف مخاطب ہوکر اور التجا کی صورت بنا کر نہیں ہمیں اُمید ہے کہ تینوں صاحب ایک روز اور ہمارے محل میں ٹھیر کر ہمیں ممنون کرینگے۔

خلیل ۔ اپنے دوستوں سے مخاطب ہوکر خیر طبیعت تو قبول نہیں کرتی مگر پاشا کو ناراض کرنا بھی ہمت تقاضہ نہیں کرتی لہذا ایک رات اور ٹھیر جاؤ۔

پاشا ۔میاں خلیل کل میں تم تینوں کے حال دریافت کرنے کے لئے قاصد بھیجنے کی تجویز بھی سوچ رکھونگا یہ کہکر پاشا جھٹ اُٹھ کھڑا ہو گیا اور اِن تینوں سے کہا کہ میرے ساتھ لیوکس اور جیولین نے گلنار اور شرزہ سے کچھ باتیں کیں مگر خلیل نے زلیخا سے جو دور بیٹھی تھی صرف ایک بے پروائی سے سلام کیا اسمعیلڈہ نے بھی یہ بات دیکھی اور اس کا دل باغ باغ ہو گیا۔خیر اسمعیلڈہ اور آمینہ اپنے کمرے کی طرف چلیں۔خلیل نے چپکے سے لیوکس اور جیولین سے کہا کہ آج اپنے کمرے بدل لینا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پاشا اُن کو اسی طرح علیحدہ علیحدہ کمرہ میں بند کر کے چلا گیا۔خلیل نے جب اپنے کو کمرے میں تنہا پایا جھٹ چور دروازہ کھولا اور پھر اپنے کمرہ کا دروازہ بند کر جیولین کے کمرہ کا دروازہ کھولا جیولین جو اس وقت اپنے بستر پر پڑا تھا اچانک دروازہ کھُلتا ہوا اور خلیل کو کمرہ میں آتا ہوا دیکھکر جس کو وہ ایک دم سے پہچان نہ سکا تھا چلا پڑا مگر جب اُسکو معلوم ہوا کہ خلیل ہے تو باغ باغ ہو گیا جیولین کہو بھئی یہ کیا بھید ہے

خلیل ۔لو ذرا غور سے سنو اور ایک مہم کے لئے تیار ہو جاؤ تم تو میرے کمرے میں چلے جاؤ اور میں تمہارے کمرے میں رہتا ہوں مگر دیکھنا لمپ گل کر دینا آمینہ تمہیں لینے کے لئے آئیگی تم فوراً اُس کے ساتھ چلے جانا مگر خبردار بولنا نہیں اور اگر موقع پڑے تو اس طرح سے بولنا کہ آواز نہ پہچانی جائے کیونکہ وہ تمہیں میرے خیال سے لے جائیگی وہ اسمعیلڈہ کے کمرہ میں لے جائیگی اسمعیلڈہ

حیران ہوگی لیکن اب تمہارا کام ہے کہ اُس کو
کس طرح خوش کرتے ہو اور اگر دریافت کرے
کہ تم کیوں کر آج چلے آئے تو تم یہی کہدینا
کہ پاشا نے مجھے بھولے سے خلیل کے کمرہ
میں بند کردیا معلوم نہیں خلیل کس کمرہ میں ہے
جیولین - اے عزیز خلیل ایسا کرنا گویا
نزہت کے حق میں ایک طرح کی بیوفائی ہے
خلیل - واہ بھئی بے وفائی کا کیا ذکر
ہے ہم جو کئی دفعہ ہو آئے ہیں تو کیا ہم نے زلیخا
کے حق میں کچھ بے وفائی کی بس طرز یہ ہے
کہ اقرار بہت کچھ کرنا مگر پورا کرنے کا ارادہ
نہ کرنا جال بہت سا پھیلانا مگر اُس کے
پھندوں میں خود نہ پھنسنا اب تامل کرنیکا موقع
نہیں بس اتنا ہی کافی ہے کہ اگر میری تمام ہدایتوں پر عمل کئے جاؤ گے
تو تم اُس وقت تک محل میں ٹھیر سکتے
ہو جب تک کہ تمہارے ارادے پورے نہ ہو جائیں
جیولین - اے مہربان بس اب بندہ
کو کچھ بھی غذر نہ ہوگا اور بے چون چرا آپ
کا فرمان بجا لائے گا۔
خلیل - بس تو اس وقت اپنی کچھ ناراضگی
بھی ظاہر نہ کرو اور فوراً میرے کمرہ میں چلے جاؤ
جیولین بہت ٹھیک نواب میں اندھا
ہوکر تمہارے فرمان کو بجا لاتا ہوں۔

خلیل - ایک بات اور سن لو اگر اثنائے
ملاقات میں پاشا آجائے اور اسمعیل شہ وہ
تمہیں کسی راستے سے نکالنا چاہے تو نہ بے
تامل ادھر کو چلے آنا وہاں اگر تمہیں کوئی
قوی ہیکل حبشی غلام ایک بھاری خنجر ہاتھ
میں لئے ہوئے ملے اور تم سے آگے چلنے
کو کہے تو ہرگز آگے نہ ہونا بلکہ اس کو آگے
چلنے کو مجبور کرنا۔
جیولین نے ان تمام باتوں کے پورا کرنیکا اقرار کیا
خلیل - بھئی ایک بات اور رہے جاتے
وقت میرے تکیہ کے نیچے سے تلوار لیتے جانا
مگر دیکھو اُسے کسی کو دینا نہیں یہ کہکر خلیل
نے جھٹ اُسے اپنے کمرہ میں بند کیا اور آپ
اُس کے کمرے میں بند ہوگیا۔
اس نے اپنے تمام ارادہ پہلے ہی سے سوچ
لئے تھے۔ خلیل اب بھی بیٹھا کچھ سوچتا تھا
مگر اب ہم جیولین کا حال بیان کرتے ہیں
اس نے کمرہ میں پہنچتے ہی تلوار خلیل کے
بستر سے نکال لی اور لمپ گل کر کے تیار
بیٹھا تھا۔ بہت عرصہ نہ گذرا تھا کہ دروازہ
کھلا آمنہ آہستہ سے اندر آئی اور کہنے
لگی لیجئے چلئے ہماری مالکہ نے آپ کو بلایا
ہے۔ جیولین کچھ نہ بولا اور ایک اشرفی

چپکے سے آسے دیدی آمینہ اُسے بغیر دیکھے اسمعیلڈہ کے کمرے تک لے گئی اور روشنی میں کیا دیکھتی ہے کہ وہ خلیل نہ تھا بلکہ جیولین ہے بہت حیران ہوئی مگر جیولین نے جھٹ اُس کی تسلی کی اور کہا کہ میں خوب جانتا ہوں جس مطلب کے لئے تو مجھے یہاں لائی ہے آمینہ نے بھی یہاں زیادہ تامل اور گفتگو کرنا مصلحت نہ سمجھا۔ لہذا دروازہ کھولکر جیولین کو اندر جانے کی اجازت دی اور پھر خود داخل ہوئی آمینہ آہستہ سے پوچھنے لگی آج تم اس کمرہ میں کسطرح سے پہنچے

جیولین - میں کیا بتاؤں آج پاشا نے مجھے اس کمرے میں بند کر دیا۔

آمینہ - جراؤ تلوار اُس کے پاس دیکھ کر یہ تمہارے پاس کہاں سے آئی۔

جیولین - یہ میں نے بستر کے نیچے پائی اور تمہارے ساتھ آتے وقت میں نے خیال کیا کہ اسے بھی لے چلوں شاید کوئی کام دے آمینہ کے تمام خطرہ یہ بات سُنکر دور ہوگئی آخرکار وہ کہنے لگی شاید تم جانتے ہوگے کہ میں تمہیں کہاں لائی ہوں

آمینہ پہلے کچھ سوچی اور پھر جھٹ اپنا خیال ٹھیک کرکے کہنے لگی کہ چند منٹ یہاں ٹھیرو لیکن دیکھو میں تمہیں کہیں چھپا دوں ایسا نہ ہو کہ پاشا آجائے۔ یہ لو اس پردہ کے پیچھے چھپ جاؤ اور دیکھو اگر کسی آدمی کو آتے ہوئے سنو تو بس ایک پتھر کی مورت کی طرح کھڑے رہنا جیولین نے بلا تامل بڑھیا عورت کی ہدایت پر عمل کیا اور ایک کھڑکی کے پردہ کے پیچھے چھپ رہا بڑھیا اندر کے کمرے میں داخل ہوئی

اسمعیلڈہ - تیسرے یعنی سب سے آخر کے کمرے میں آرام سے کرسی پر بیٹھی ہوئی یہ سوچ رہی تھی کہ بس اب خلیل سے ہم آغوش ہونگی اور مُراد بر آئے گی۔ کہ آمینہ کو خالی آتے ہوئے دیکھکر بہت گھبرائی آمینہ نے چند لفظوں میں اپنی داستان کہہ سُنائی اور یہ بھی کہا کہ آج میں اُس کے کمرے میں سے غلطی سے جیولین کو لائی ہوں

اسمعیلڈہ - افسوس یہاں تو خلیل کے خیال میں دل بیقرار ہے مگر قسمت عجیب جلوہ دکھاتی ہے۔ اے آمینہ تو اسے واپس لیجا اور خلیل کو ڈھونڈ کر لا۔

آمینہ اے بی بی یہ تو سوچو کہ بار بار آنے جانے میں کس قدر خطرہ ہے۔

اسمعیلڈہ - اے بوا کچھ دہشت نہ کرو اپنا دل تو بس خلیل ہی کی طرف مائل ہے اور

اُمید قوی ہے کہ وہ بھی ملاقات کے لئے بیقرار
ہوگا آہستہ سے کیوں کہ اُس نے زلیخا سے بھی
محبت کرنا چھوڑ دیا ہے) اسے بڑھیا جا اور
یہ خلیل کو لے آ۔

آمینہ - خفا ہوکر اب یہ تو خیال کر دکہ اُس جوان
آدمی کی آنکھوں میں حقیر تو آپ ہوچکیں کیوں
کہ یہ جانتا ہے کہ وہ کہاں اور کس مطلب کے
لئے یہاں لایا گیا ہے۔

اسمعیلڈہ مسکرا کر خیر یہ وہی خوبصورت
نوجوان ہے جو تنزہ کا عاشق زار ہے اچھا تو آج یہی سہی

آمینہ - اجی یہ بھی کچھ خلیل سے کم خوبصورت
نہیں ہے ذرا اُسے دیکھو تو سہی کیسا وجیہ و شکیل
نوجوان ہے۔

واضح ہو کہ اسمعیلڈہ کی خلیل سے کچھ پُرجوش محبت
نہ تھی صرف اپنا مطلب نکالنا چاہتی تھی گو وہ
اُس کا تصور کر رہی تھی مگر اس وقت اپنے ارادہ
میں ناکامیاب ہوکر اپنی کاربراری کے لئے اُسی
کو مبارک سمجھا اور جھٹ ارادہ کر لیا اور آمینہ سے
کہنے لگی اچھا تو پھر اُسے ہی لا لیکن جلدی۔

آمینہ - اے بی بی آپ نے حبشی سے کچھ رات کا ماجرا
دریافت کیا

اسمعیلڈہ - بے قرار ہوکر ارے ہاں لیکن اس وقت
اُس کا کیا موقع ہے اب تو جلدی جا اور اُسے اندر لے آ

آمینہ جھٹ باہر گئی اور پردہ کے پاس پہنچی ہی تھی جس
کے پیچھے جیولین چھپا ہوا تھا کہ کمرہ کا صدر دروازہ
کھلا اور ڈلٹین پاشا اندر داخل ہوا آمینہ چونکہ ان کاموں
کی عادی تھی کچھ نہ گھبرائی اور خدا کا شکر بجا لائی کہ اس
وقت میری دور اندیشی نے کام دیا اور ایک بڑی اطمینان
کی شکل سے پاشا سے باتیں کرنے لگی۔

پاشا - کیوں آمینہ تو نے میری تلوار کا کچھ پتا لگایا دو ایک
روز ہوئے کہ میں اُس کو تیری مالکہ کے کمرہ میں چھوڑ گیا تھا
میں نہیں خیال کرتا کہ اس کا کیا ہوا لیڈی اسمعیلڈہ بیان
کرتی ہے کہ میں نے اُسے نہیں دیکھا۔

آمینہ - حضور میں نے بھی اُسے اُن کمروں میں نہیں دیکھا

ڈلٹین پاشا - تو ممکن ہے کہ میرے کسی غلام نے اُسے
بیش بہا سمجھکر چرا لیا ہو۔

آمینہ - جی آپ کا خیال درست ہے میں اُس کا سراغ
لگانے میں کوشش کرونگی

پاشا - ہاں ضرور انعام بھی تم کو خوب ملیگا۔ لیکن یہ تو
بتاؤ آج اتنی تو گرمی ہے اور کھڑکیوں میں پردے ڈال رکھے
ہیں تم اُن کو اُتار دینا چاہئے یہ کہکر جھٹ پاشا اس پردہ
کی طرف چلا جس کے پیچھے جیولین چھپا ہوا تھا اور اُسے
سیٹنے ہی کو تھا کہ آمینہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے
لگی حضور معاف کیجئے آج مالکہ کو ایسا سخت زکام ہے
کہ ذرا سی باغ کی سرد ہوا اُس کی طبیعت کو خراب کر دیگی

پاشا - آہا یہ بات ہے اچھا تو رہنے دو لیکن ابھی

تو عجب وہ لڑکیوں کے کمرہ میں تھی اچھی طرح تھی۔
آمینہ۔ ابھی وہ تکلیف کو ذرا کم گردانتی ہیں لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ یہ سرد ہوا مضر ہوگی۔
پاشا۔ اچھا تو میں اب اس کے پاس جاتا ہوں تو غلاموں کو ادھر بلا اور دریافت کر کہ ان میں کس نے میری تلوار چرائی ہے اسی وقت اندر کا دروازہ کھلا اور اسمعیلڈہ باہر آئی اس نے یہ تمام باتیں دروازہ کے پیچھے کھڑے ہوکر سن لی تھیں آمینہ نے اس سے کہدیا تھا کہ جیولین باہر کے کمرے میں کھڑکی کے پردہ کے پیچھے چھپا ہوا ہے اس لئے اُسے خیال تھا ایسا نہ ہو کہ راز کھل جائے اور یہ اور اس کا دوست دریائے باسفرس میں ڈبوئے جائیں اسے خیال تھا کہ آج کی حالت بڑی نازک ہے اس غرض سے وہ کواڑ کے پیچھے کھڑی تمام باتیں سنتی تھی اور اب وہ گفتگو ختم ہونے کے بعد خود پاشا سے ملنے کے لئے باہر آئی۔

باب گیارہواں

اسمعیلڈہ اور جیولین کی ملاقات

آمینہ پاشا کا حکم پاکر غلاموں کو جمع کرنے کے لئے گئی ہوئی تھی ان بیچاروں کو تلوار کا حال کچھ معلوم تھا ہی نہیں مگر آمینہ کے منہ سے اس کے کھوئے جانے کا ذکر سن کر اور پاشا کے غصے سے خوف کھا کر فوراً کمرے کے دروازے کے باہر جمع ہونے لگے

اسی عرصہ میں اسمعیلڈہ اپنے خاوند سے باتیں کرتی رہی اور بہت غمگین صورت بناکر کہنے لگی افسوس کہ میں ہر روز تم کو ایک نہ ایک غم میں ڈالتی ہوں
پاشا۔ اے پیاری اس کا کچھ خیال نہ کرو تلوار تو جلدی دستیاب ہو جائیگی یہ تو بتاؤ تمہارے مزاج کس طرح ہیں۔
اسمعیلڈہ۔ بڑی اداس ہوکر ابھی کیا کہوں جونہی میں آپ کے پاس سے اپنے کمرہ میں آئی مجھے کچھ سردی معلوم ہوئی اور جھٹ سر میں درد ہونے لگا چنانچہ اب تک سردی معلوم ہوتی ہے یہی سبب ہے کہ میں نے آج لڑکیوں کے پردے چھڑوا رکھے ہیں اور یہ کہکر پاشا کے سامنے کھڑی ہوئی کانپنے لگی۔
پاشا۔ تو آؤ میں تمہیں تمہارے کمرے میں لے چلوں چنانچہ وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اندر کے کمرہ میں لے گیا اسے ایک کرسی پر بٹھا دیا اور برابر آپ بیٹھا اور باتوں میں مشغول ہوکر غلاموں کے اکٹھا ہونے کی بابت جو اس نے حکم دیا تھا اسے بالکل بھول گیا اس مکار عورت نے دونوں ہاتھ پاشا کے گلے میں ڈال رکھے تھے اور ناز و انداز سے باتیں کر رہی تھی۔ پاشا اسی آرام کرسی پر اس کے زانوں پر سر رکھ کر لیٹا اور اس حالت میں اسے نیند آگئی جیولین کو پردہ کے پیچھے چھپا

ہوئے ایک گھنٹہ ہو چکا تھا اس نے تمام باتیں جو پہلے آمنہ اور پاشا اور پھر پاشا اور اسمعیلڈہ کے درمیان گذری تھیں خوب سُنی تھیں مگر دہشت کے مارے ہواس خطا تھے۔ آمنہ غلاموں کو جمع کئے ہوئے باہر کمرے کے موجود تھی مگر اندر آنے کی جرأت نہ رکھتی تھی کہ بغیر بلائے اندر جائے کیوں کہ پاشا کے سلیپر دروازہ کے باہر اوترے ہوئے تھے کمرے کے باہر غلام اور آمنہ سب خاموش کھڑے تھے جب پاشا کو عرصہ ہو گیا آمنہ گھبرائی ایسا نہ ہو کہ سب سو گئے ہوں اور جیولین بے چارہ پردہ کے پیچھے چھپا رہے اور بس خواہش یہی تھی کہ پاشا بجائے اور سب کی بندی غلام ہو پاشا اس کی زانوں پر سر رکھے سوتا تھا اسمعیلڈہ نے دیکھا یہ بے خبر سو رہا ہے تو اُسنے آہستہ آہستہ اُس کا سر اپنے زانو سے سرکانا شروع کیا اور تکیہ اُس کے سرہانے لگا کر آپ اوٹھ بیٹھی کچھ دیر دیکھتی رہی مگر جب یقین کامل ہو کہ وہ نہیں جاگا تو اپنی سلیپر اوتار ننگے پاؤں کمرے سے باہر آئی دروازہ کھولا اور آہستہ سے جھانکنے لگی دیکھ کہ آمنہ اور غلام سب باہر موجود تھے پھر اس نے دروازہ بند کر لیا اور کچھ عرصہ کھڑی سوچا کی مگر خیال یہ کہ منجملہ اور غلاموں کے دو غلام اس میں بالکل ہی اجنبی تھے اور وہ آمنہ اور اس کی حرکتوں سے ناواقف اس نئے جیولین کو اُن کے سامنے سے نکالنا گوارہ نہ کرکے خاموش ہو گئی کبھی خیال کرتی تھی کہ غلاموں کو رخصت کر دے مگر یہ بھی ناممکن تھا کیونکہ پاشا کا حکم محل میں ناطق سمجھا جاتا تھا اور اُس کے برخلاف اُس کو بھی کوئی کام کرنے کی جرأت نہ تھی فرض کرو اگر پاشا تمام رات سوتا رہتا تو غلام بھی وہیں کھڑے رہتے مگر اب وہ بہت بے قرار تھی کہ کسی نہ کسی ذریعہ سے جیولین کو یہاں سے نکالے مگر اُس نے جھٹ اپنا ارادہ سوچ لیا اور پردے کو ہٹا کر آہستہ سے جیولین سے کہنے لگی کہ خاموش میرے ساتھ ساتھ چلے آؤ جیولین جو یہاں کھڑا کھڑا بالکل عاجز آ گیا تھا جھٹ پردے کے پیچھے سے نکلا مگر خوف سے مانند بید لرزاں اُس کے حکم کی پابندی اختیار کی اسمعیلڈہ دل میں سوچتی تھی کہ اس وقت تو جیولین خلیل سے بھی خوبصورت نظر آتا ہے مگر افسوس پاشا کے جاگ اُٹھنے کا خطرہ ہر وقت دل پر سوار تھا اسمعیلڈہ نے جب وہ جڑاؤ پستول اور جیولین کے پاس دیکھی آہستہ سے کہنے لگی یہ تو دیتے جاؤ اس کی بابت پاشا بڑا بے قرار ہے۔

جیولین۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ اس سے مجھے معاف فرمائیں گی خواہ جان جاتی رہے مگر یہ ممکن نہیں اور آپ بھی خوب سمجھ سکتی ہیں کہ اس خطرہ اور دہشت کی جگہ میں میری صرف ایک یہی تو رہبر ہے۔

اسمعیلڈہ۔ ابھی اس خطرہ سے تو میں آپ کو

رہا (بتائے) دیتی ہوں پھر تمہیں تلوار کی کیا ضرورت پڑیگی

جیولین۔ خیر میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کہاں تک آپ کا خیال درست ہے مگر قطع کلام یہ ہے کہ تلوار ہرگز نہیں دونگا میں اس کو وہیں لے جا کر رکھ دونگا جہاں سے میں لایا ہوں۔

اسمعیلڈہ۔ اُسے لئے ہوئے کمرہ کے اندر چلی پہلے کچھ دیر ٹھیری جیسے کوئی شخص اپنے شبہ کو پورا کرنے کے لئے تامل کرتا ہے پھر جیولین سے کہنے لگی لو اب جوتے ہاتھ میں لے لو اور بس آہستہ آہستہ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ دیکھنا پاؤں کی آہٹ نہ ہو ورنہ خوب یاد رکھو کہ راز کھلا اور ہم دونوں کی قبر یا سفر بس ہیں بنا لی گئی

جیولین۔ اے پیاری تم بزدلی یا بے احتیاطی کا میری طرف سے کچھ گمان نہ کرو تم آگے آگے چلو میں تمہارے پیچھے پیچھے ہوں۔

اسمعیلڈہ اُسے ساتھ لئے ہوئے آہستہ آہستہ کمرے کے اندر چلی جاتی تھی اب اُس کمرے میں پہنچے جہاں پاشا سوتا تھا پہلے اسمعیلڈہ نے جھانک کر کمرے کے اندر دیکھا۔ اور معلوم کیا کہ پاشا اُسی طرح بے خبر سو رہا ہے پھر جیولین سے کہنے لگی میرے ساتھ ساتھ چلے آؤ لیکن یہاں بڑی ہوشیاری کا کام ہے جیولین اپنی تلوار کے مُوٹھ پر ہاتھ رکھے ہوئے اُس کے پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا دونوں کی خطرناک نگاہیں پاشا کی طرف لگی ہوئیں تھیں یہاں تک کہ وہ کمرے کے آخر میں پہنچے اسمعیلڈہ نے پردہ آہستہ سے ہٹایا جس کے پیچھے ایک دروازہ نظر پڑا وہ آہستہ سے کھولا گیا اور اسمعیلڈہ نے جیولین سے کہا اِدھر سے چلے جاؤ جیولین کو خلیل کی تمام ہدایتیں معلوم تھیں اُس نے فوراً خیال کیا کہ یہ شاید وہی جگہ ہے جہاں حبشی غلام موجود ہوگا۔ وہ دروازہ سے باہر نکلا ہی تھا کہ اسمعیلڈہ نے جھٹ اُسے بند کر دیا اُس نے دیکھا کہ راستہ میں لیمپ کی روشنی ہے وہ احتیاطاً اپنی تلوار کے مُوٹھ پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا دو چار ہی قدم آگے بڑھا ہوگا کہ اُس کو وہی قوی ہیکل حبشی غلام اپنا بھاری خنجر ہاتھ میں لئے ہوئے ٹہلتا ہوا نظر آیا جیولین بھی ہوشیار تھا اُس نے اپنی تلوار میان سے نکال لی اور ہمت باندھ کر غلام کے مقابلہ کو تیار تھا اگر وہ اُس کے ساتھ کچھ بے وفائی کرے۔ غلام اُس کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر دُور سے اپنے خنجر کو نیچے ڈال کر بڑی مسکین صورت سے کہنے لگا حضور مجھے اُمید ہے کہ آپ مجھے اس حالت پر معاف کرینگے کیوں کہ میں یہاں پاشا کے خزانہ کا پہرا دیتا ہوں اگر آپ کو راستہ کی تلاش ہے تو آگے آگے چلیئے میں راستہ بتا دونگا

جیولین۔ چونکہ میں پاشا کے اس محل میں بالکل اجنبی ہوں اور تو اس وقت میری رہبری کرتا ہے لہذا تیرے لئے آگے چلنا واجب ہے۔

غلام۔ حضور میں تو ایک کمینہ غلام ہوں آپ

جیسے جلیل القدر لوگوں کے آگے چلنے کی شایاں
نہیں دیکھئے راستہ سیدھا ہے میں آپ کو پیچھے سے
بتاتا جاؤنگا اور دروازہ بند کرکے واپس چلا آؤنگا۔

جیولین۔ ذرا سختی کے ساتھ ارے تو ابھی میرے
غلام کو نہیں سمجھا بس میری خوشی یہی ہے کہ تو آگے چل
اور مجھے بلا تامل ایسا کرنا ہوگا

غلام۔ کانپتے ہوئے اچھا حضور بندہ حاضر ہے
لیکن آپ یہ تو بتائے کہ آپ نے اپنی تلوار برہنہ کیوں
کر رکھی ہے کیا میری طرف سے کچھ دغابازی کا شبہ ہے

جیولین۔ ارے نادان تو نہیں سمجھتا کہ اجنبی سے
اجنبی کو ضرور خطرہ ہوتا ہے گو کہ میں اُس کا کچھ خوف
نہیں کرتا تو اپنی خنجر کوٹھڑی میں رکھ چل لے اپنی تلوار
بند کیئے لیتا ہوں۔

غلام نے کچھ جواب نہیں دیا لیکن آگے آگے ہولیا۔
جیولین بڑے غور سے اُسے دیکھتا ہوا پیچھے چلتا تھا
یہاں تک کہ وہ اُس چوبی دروازہ پر جو سطح کے برابر تھا
پہنچے جیولین خوب ہوشیار تھا مگر اُسنے دیکھا کہ غلام کا
ارادہ اُس وقت کچھ بد تھا اور اُس کے حواس بھی کچھ
خطا ہونے لگے کہ اتنے ہی میں ایک اور صورت اُسے
نظر پڑی اور جھٹ ایک تیسرا شخص آناً فاناً میں اُن
کے پاس پہنچا یہ خلیل تھا جیولین نے اُسے دیکھا اُس
کی ہمت اور بڑھ گئی مگر غلام بہت ہی حیران ہوا اور
ایک بڑے افسوس کی آواز اُس کے منہ سے نکلی کہ خلیل
اس وقت پہنچتا تھا مگر وہاں پہنچتے ہی ایسے زور سے
للکارا کہ غلام حواس باختہ ہوکر گرتے گرتے بچا۔

خلیل۔ غلام کی طرف مخاطب ہوکر اور ایک بڑی
رعب کی صورت بناکر اے میاں حبشی اس بات سے
میں بہت خوش ہوں کہ کل رات کا راز تم نے پاشا
پر ظاہر نہ کیا اور اُمید ہے کہ آئندہ بھی ایسا ہی کرتے
رہوگے خواہ وہ میری جانب سے ہو یا میرے دونوں
دوستوں کی جانب سے برخلاف کیا اور تم جانتے ہو
کہ تمہاری موت میرے ہاتھ میں ہے۔

حبشی خلیل کی طرف حیرانی سے دیکھتا تھا خلیل
نے جیولین سے اشارہ کیا کہ چلدے پھر غلام کو اشارہ
کیا کہ تو بھی جا۔ غلام اشارہ پاتے ہی سیدھا اپنی کوٹھڑی
کی طرف روانہ ہوا مگر نہایت ہی حیران تھا اور مڑ مڑ کر
اُن دونوں کو دیکھتا تھا۔ خلیل اور جیولین دونو اپنے
کمروں کی طرف چلے جیولین نے خلیل کا کمرہ کھولا
دیکھا کہ لیمپ ابھی جل رہا تھا۔

خلیل۔ کہو یار کیا گذری۔

جیولین نے تمام اپنا ماجرہ کہہ سنایا اور کہنے لگا
کہ میں ان تمام باتوں کو دیکھکر جو گذری ہیں نہایت
حیران ہوں حبشی کے یہاں رہنے کا کیا مطلب ہے
اور اُس وقت یہاں جو آپ اچانک آگئے اور میں
نے دیکھا کہ حبشی آپ سے بہت گھبرایا اس کا کیا
سبب ہے +

خلیل۔ اے جیولین رازجوئی کا موقع نہیں ہے بس یہی کافی ہے کہ خود اپنی عقل سے صلاح لو لیکن دیکھو لیوکس سے کچھ نہ کہنا میں تم سے اقرار کرچکا ہوں کہ اگر تم میرے کہنے کے بموجب کئے جاؤ گے تو بس آخر میں شزرہ سے شادی اور عیش و عشرت کا سامان نصیب ہوگا۔

جیولین اگرچہ بے قرار تھا کہ ان تمام باتوں کا پتہ لگائے مگر خلیل کی اس گفتگو پر اُسے خاموش ہونا پڑا خلیل نے اپنی تلوار لی اور ہاتھ ملائے اُس کے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا صبح کو پاشا نے تینوں کو کمروں سے نکالا اور حسب معمول یہ تینوں ایک غلام کے ساتھ کھانے کے کمرے میں گئے خلیل نے دیکھا کہ بڑھیا وہاں ٹہل رہی ہے اور فوراً معلوم کرلیا کہ اُس کے یہاں ٹہلنے کا کیا باعث ہے مگر اُس نے اس کی طرف کچھ غور نہ کیا اور تینوں کو کمروں میں سے نکلتا ہوا دیکھ کر فوراً غائب ہوگئی دن تمام کھیل کود میں گذرا جیولین نے رات کی سرگذشت کا خلیل سے کچھ ذکر نہ کیا اور نہ لیوکس کو اپنا کچھ بھید دیا شام کا کھانا کھانے کے بعد پھر تینوں کو لڑکیوں کے کمرے میں بلایا گیا پاشا وہاں موجود تھا اور اسمعیلڈہ بھی نقاب ڈالے ہوئے پاشا کے برابر ایک کرسی پر بیٹھی تھی۔ لیوکس گلنار کے پاس جیولین شزرہ کے پاس بیٹھ گئے لیکن خلیل بے اعتنائی سے زلیخا کو سلام کرکے دُور بیٹھا کچھ دیر بعد پاشا نے قصہ کہلانا شروع کیا

باب بارہواں

خلیل کی چوتھی کہانی ختم ہوئی مگر کہانی تاہم ختم ہونے نہ پائی تھی کہ یکایک کمرے کا دروازہ کھلا اور آمینہ گھبرائی ہوئی اندر آئی اور کہنے لگی اے حضور جان نثاری جان نثاری۔

پاشا۔ جھٹ گھبرا کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا ہیں کیا ان بدمعاشوں نے پھر بغاوت اختیار کرلی۔

آمینہ۔ جی حضور ابھی وزیر اعظم نے ایک قاصد بھیجا ہے اور حضور کو شہر میں بلایا ہے قاصد کو چونکہ اور لوگوں کو بھی اطلاع دینی تھی اس سبب سے زیادہ نہیں ٹھہر سکا

پاشا۔ آہا بادشاہ کو بھی میرے بہادروں پر بھروسہ ہے لیکن افسوس کہ اس وقت میرا کوئی افسر پاس نہیں جو میرے ساتھ چلے۔

خلیل۔ حضور کیوں گھبراتے ہیں لیجئے میں آپ کے ہمراہ ہوں مجھے میری تلوار دلا دیجئے جو پہلی شب مجھ سے چھین لی گئی تھی۔

لیوکس اور جیولین نے بھی اسی طرح سے کہا اور پھر تینوں ایک زبان ہوکر کہنے لگے بس اب آپ یقین کرلیجئے کہ پہلے کوئی ہمارا سر کاٹ دیگا جب آپ پر آنچ آنے دینگے پاشا کچھ سوچا چاروں عورتوں کو جاں نثاریوں کی بغاوت کا حال سن کر غش آگئے تھے پاشا نے کچھ سوچنے کے بعد فوراً اُن تینوں کو ہمراہ

دیکھ کر اُن کے ہتیار اُنہیں دلا دئیے تینوں لڑکیوں
نے اپنے تینوں عاشقوں کی طرف بڑی حیرت ناک
نگاہوں سے دیکھا اسمعیلڈہ کا حال بہت خراب
تھا اب بڑھیا اُس کو تینوں لڑکیوں کی مدد سے کمرہ
میں لے گئی خلیل نے زلیخا سے ہاتھ ملایا اور بڑی
محبت سے اُس کی تسلّی کر کے پاشا کے ساتھ روانہ ہوا
پاشا نے اِن تینوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے نوجوانو
خوب یاد رکھنا اگر تمہاری خدمتیں اچھی ظہور میں آئیں
تو میں بھی ہرگز تمہارے احسان کو فراموش نہ کرونگا

زلیخا۔ اپنے ماموں کی طرف مخاطب ہو کر اے
ماموں جان مجھے بھی اپنے ہمراہ شہر میں لے چلئے
اس آفت کی حالت میں میرا اپنے والدین کے پاس
ہونا بہتر ہے۔

پاشا۔ اے بیٹی تیرے اچھے خیال ہیں اور ہم تجھے
اپنے ساتھ لے چلینگے

گلنار اور شہزرہ نے زلیخا کو راستہ کے خطرہ سے ڈر دیا
مگر وہ مستعد تھی اور چونکہ خلیل کی بھی یہی رائے تھی
اس لئے اُس نے ایک نہ مانی خلیل کو چونکہ اس وقت
اسمعیلڈہ کا کچھ خوف نہ تھا وہ زلیخا سے خوب دل کھول
کر باتیں کرتا رہا پاشا پھر کچھ دیر کے لئے اپنے غلاموں
کو ہدایت کرنے کے لئے اُن سے جدا ہوا۔ لیوکس اور
جیولین اپنی اپنی معشوقوں سے گلے ملتے تھے یہ
دونوں لڑکیاں اُن سے بلکہ بے قاعدہ سے رو رہی

تھیں اور خدا اور پیغمبر سے دعا مانگ رہی تھیں کہ
پھر صحیح و سالم واپس آئیں۔ کہ اتنے ہی میں پاشا آموجود
ہوا اور کہنے لگا کہ بس اب دیر کا موقع نہیں ہے ہمیں
فوراً روانہ ہو جانا چاہیئے۔ غرضیکہ سب کے سب مع
زلیخا یہاں سے روانہ ہوئے دریا کے کنارے پہنچ
کر کشتی پر سوار ہوئے چھ غلام کشتی کو کھے رہے تھے
گرمی کا موسم تھا رات کے کوئی ساڑھے دس بجے
ہونگے دریا کا سماں بہت اچھا تھا۔ جب بیچ منجدھار
میں پہنچے لیوکس کو فوراً یاد آیا کہ ایک وہ رات تھی
کہ میں قید کی حالت میں یہاں لایا گیا تھا مگر شکر
ہے اُس پاک پروردگار کا کہ خلیل کی انگوٹھی
کے اثر سے جان کی سلامتی پائی۔ خلیل اور زلیخا
کشتی کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے زلیخا کا ایک ہاتھ
خلیل کے ہاتھ میں تھا اور الفت اور محبت کی باتیں
ہر ایک کی زبان پر تھیں کہ یکایک خلیل کو خیال
آیا کہ میری انگوٹھی تو ابھی پاشا کے پاس ہے
اُس نے مجھے ابھی واپس نہیں دی مگر حیران تھا
کہ کس طرح اُس سے مانگے پھر جھٹ کچھ سوچ کر اور اُس
سے مخاطب ہو کر کہنے لگا حضور بہتر معلوم ہوتا ہے کہ
آپ میری انگوٹھی مجھے عنایت فرمائیں۔

پاشا۔ فوراً یہ لفظ سنتے ہی اُس انگوٹھی کے ایک
عجیب اثر پیدا کرنے پر حیران تھا۔

پاشا۔ آہستہ سے تم نے اِس کا قصہ مجھے نہیں بتایا

ہے کہ یہ کیوں کر تمہارے پاس آگئی کیا در حقیقت مجھ کو یقین کرنا چاہیے کہ آپ بے —

خلیل۔ ان فضول خیالوں کو جانے دیجئے میں اپنا قصہ آپ کو سنا چکا ہوں۔

پاشا۔ ارے بھئی تم عجیب طرح کے آدمی ہو۔

اور پھر اُس نے انگوٹھی اپنی انگلی سے اوتار کر خلیل کے حوالہ کر دی خلیل نے انگوٹھی کو انگلی میں نہ پہنا بلکہ رومال میں لپیٹ کر حفاظت سے جیب میں ڈال لی پاشا کو یہ دیکھ کر اور بھی تعجب ہوا اُسی انتہائے میں کشتی کنارے پر پہنچی غلاموں نے لنگر ڈالا کنارے پر محل شاہی تھا مگر چونکہ جاں نثاریوں کا قلعہ یہاں سے دور تھا۔ اس لئے سوائے مکان کے دروازہ اور بازار کی دوکانوں کے مستحکم بند ہونے کے اور کوئی اثر بغاوت کا شہر میں نظر نہیں آتا تھا حسن آفندی کا مکان بھی نزدیک تھا۔ محل کی دیوار کے نزدیک یہ سب گروہ ٹھیرا۔

خلیل۔ پاشا کی طرف مخاطب ہو کر اگر حضور لیوکس اور جیولین کو لے کر وزیر اعظم کے مکان پر چلیں یا پہلے اپنے مکان پر جانا چاہیں تو میں زلیخا کو اُس کے مکان پر چھوڑ آؤں لیکن مجھ کو بتا دیجئے کہ میں آپ سے کہاں آکر ملوں۔

پاشا۔ میں پہلے اپنے مکان پر جاؤنگا اور وہاں سے گھوڑے لے کر پھر وزیر اعظم سے ملاقات کرونگا لہذا اگر آپ مجھ کو میرے مکان پر نہ پائیں تو پس وزیر کے مکان پر تلاش کر لینا۔ لیکن دیکھئے دیر نہ ہو کیوں کہ موقع نازک ہے۔

خلیل۔ آپ مجھکو اپنے اقرار میں کبھی جھوٹا نہ پائینگے اور اب وہ زلیخا کو لے کر ایک طرف چلا گیا یہ دونو کچھ ہی دور گئے ہونگے کہ ایک دروازہ پر جا کر ٹھیر گئے اُس نے کچھ لفظ زلیخا کے کان میں کہے اور پھر اپنے رومال سے انگوٹھی کھول کر زلیخا کے ہاتھ میں پہنا دی اس لڑکی نے اپنا نقاب اوٹھا کر تہ دل سے خلیل کا شکریہ ادا کیا خلیل نے پیار سے اُس کا ایک بوسہ لیا اور چلا گیا لیکن نا ڈیین پاشا کے محل کی طرف گیا اور نہ وزیر کے مکان کو اُس کے جانے کی جگہ کوئی اور ہی تھی اب سُنئے ڈیین پاشا لیوکس۔ اور جیولین کو لے کر پہلے اپنے محل کو گیا وہاں پہنچتے ہی اُس نے فوراً اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ تم سب مسلح رہو اگرچہ اُن میں سے بہت سے پہلے ہی سے ہتیار بند تھے گھوڑے تیار ہو سکے اور پاشا لیوکس اور جیولین کے ساتھ اُن پر سوار ہو کر وزیر کے محل کی طرف روانہ ہوا پاشا نے محل سے رخصت ہوتے وقت اپنے ملازموں کو سخت ہدایت کی کہ تم اپنے اپنے پہرے چوکی پر مستعد رہنا اور اگر جاں نثاری یہاں حملہ آور ہوں تو خوب مستعدی کے ساتھ اُن کا مقابلہ کرنا

اب ہم پہلے یہ بیان کرتے ہیں کہ جاں نثار کون تھے اور اُن کی بغاوت کرنے کا کیا سبب تھا یہ ایک بڑی خوفناک فوج تھی جس میں چالیس ہزار آدمی شامل تھے یہ لوگ بادشاہ کی وفادار فوج شمار کئے جاتے تھے اور اُس کے دشمنوں سے بچانے کے لئے ہمیشہ اپنی جان کو ناچیز سمجھتے تھے مگر بادشاہ سے وقتاً فوقتاً غیر معمولی روپیہ لینے کی خاطر کسی حیلہ بہانہ سے بغاوت اختیار کر لیا کرتے تھے جب کوئی نیا بادشاہ تخت پر بیٹھتا تھا تو اُن کو بہت کچھ انعام ملتا تھا اس لئے ہمیشہ اُسی فکر میں رہتے تھے کہ کسی بہانہ سے حکمران بادشاہ کو تخت سے اوتار کر کسی نئے بادشاہ کو بٹھائیں چنانچہ جب کوئی سلطان لڑائی میں ناکامیاب رہتا تھا یا سلطنت کے کسی خاص انتظام میں قاصر یا زیادہ بڈھا یا بیمار ہو جاتا تھا تو وہ ہمیشہ اُس کو ناقابل قرار دیکر تخت سے اوتارنے کی کوشش کیا کرتے تھے اب سلطنت کے حق داروں میں جو شخص اُن کو زیادہ روپیہ دینا قبول کرتا تھا اور اُن کے سردار کو اپنے قابو میں لاتا تھا بس وہی بادشاہ بنایا جاتا تھا بعض دفع ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ وزیر سلطنت کو ناقابل قرار دیتے تھے اور سلطان سے اُس کے بدلوانے کے واسطے بغاوت اختیار کرتے تھے۔ چنانچہ جب کبھی اُن کو غیر معمولی روپیہ لینا ہوتا تھا تو وہ بغاوت کے لئے کوئی نہ کوئی حیلہ ڈھونڈ لیا کرتے تھے۔

ہم جاں نثاریوں کی اُس بغاوت کا حال بیان کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ ایک بڑا وسیع قلعہ تھا اُس میں یہ کثیر انبوہ بارگوں کے اندر رہتا تھا جب کبھی ان لوگوں کو بغاوت کرنی منظور ہوتی تھی تو یہ اپنی کم قیمت چیزیں مثلاً چاہ پینے کے پیالے اور چمچہ اور چھوٹے موٹے برتن وغیرہ اپنی بارگ کی کھڑکیوں سے میدان میں پھینک دیتے تھے ان علامتوں کو خود اُن کے ہی افسر بتایا اور بادشاہ اُن کی بغاوت کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ افسر گو اُن کو ہر ایک طرح سے قابو میں رکھنے کی قدرت رکھتے تھے مگر وہ بھی بعض اوقات اُن کے باغی ہو جانے پر اُن کو نہ روکتے تھے اس غرض سے کہ وہ اُن کے ہاتھ سے خود نہ مارے جائیں۔ ان لوگوں کا کمانڈر نچیف آغا نام ایک سردار تھا وہ ایک اچھی طبیعت کا انسان تھا اور بڑا بہادر مگر ایسے موقعوں پر ہمیشہ ان ہی کی طرف داری کرتا تھا قصہ کوتاہ اُس رات کو جاں نثاریوں نے اپنے پیالے اور چمچے بارگ سے باہر پھینک دئے اور قلعہ کا دروازہ بند کر کے شراب خواری اور عیش عشرت میں مشغول ہوئے کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ قلعہ سے

باہر ہو کر لوٹ مار کرتے تھے اور یہی خیال تھا کہ آمینہ
اور اسمعیلہ کو اس بغاوت کا حال سن کر غش آگیا تھا ایسا
نہ ہو کہ وہ باہر نکل پڑی ہوں اور پاشا کے محل کو لوٹ
لیا ہو مگر اس رات کو جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے وہ
باہر نہ نکلے تھے اور اس خیال سے قلعہ بند تھے کہ صبح ہونے
پر جب ہماری بغاوت کا سبب دریافت کیا جائے گا
تو ضرور پاشا ہماری فریاد سنے گا اور اگر کچھ نتیجہ نہ پیدا
ہوا تو اس وقت ہم قلعہ سے نکل کر لوٹ مار کرینگے
چنانچہ رات بھر تمام شہر قسطنطنیہ کی رعایا اور بادشاہی
فوج میں بڑی کھلبلی اور دہشت رہی راستوں کی
آمدرفت بند رہی خزانے بیش قیمت زیور لوگ باگوں
نے اپنے اپنے مکانوں میں زمینوں کے اندر دبا دیئے
دروازے بند کر لئے بندوقیں بھر لیں بیکار پڑے
ہوئے ہتیاروں کو درست کیا غرض کہ ایک خیالی آفت
سے بچنے کے لئے ہر ایک نے تیاری کی اب سنئے
کہ ڈلٹین پاشا لیوکس اور جیولین کے ساتھ سنسان
گلیوں اور بازاروں میں گھوڑوں پر سوار چلے جاتے
تھے اور حیران تھے کہ خدا معلوم خلیل کہاں رہا اسی
اثنائے میں وہ وزیر اعظم کے مکان پر پہنچے باہر کا
بڑا دروازہ بند تھا آواز دینے پر ایک سنتری نے
کھڑکی سے منہ نکالا اور دریافت کیا کہ کون دروازہ
کھلواتا ہے۔ ڈلٹین پاشا کا نام سنتے ہی اس نے فوراً
دروازہ کھول کر تینوں کو اندر جانے دیا اور پھر دروازہ
بند کر لیا کیا دیکھتے ہیں کہ سینکڑوں گھوڑے اس بڑے
محل کے صحن میں وزیر اعظم کے ملازم تھامے کھڑے
تھے اس بات سے اُن کو ظاہر ہو گیا کہ یہاں بہت
سے افسر ہم سے پہلے آموجود ہوئے ہیں چنانچہ ان
تینوں کے گھوڑے بھی وزیر کے ملازموں نے تھام
لئے۔ لیوکس اور جیولین کو باہر کے کمرے میں ٹھیرا
دیا گیا وہاں کچھ اور بھی لوگ ٹھیرے ہوئے تھے جو
اور افسروں کے ساتھ گئے تھے ڈلٹین پاشا اندر
کے کمرے میں گیا کیا دیکھتا ہے کہ وزیر اعظم بیچ
میں بیٹھا ہوا تھا اور چالیس پچاس اور افسر وہاں
موجود تھے۔ انہوں نے فوراً ڈلٹین پاشا سے ان
اُن لوگوں کے اکٹھا ہونے کا سبب بیان کیا۔ اور
یہ بیان کیا کہ اُن لوگوں نے اپنے قلعہ پر ایک جھنڈا
لگا لیا ہے اور اس پر یہ لکھا ہے ہم بادشاہ سلیم کو
تخت سے اوتارین گے اور مصطفےٰ کو تخت پر بٹھاینگے
وزیر اعظم کو موقوف کریں گے اور حسن آفندی کو مار ڈالیں گے
اور اُن کی بغاوت کا اصلی مدعا یہی دریا میں تحقیق
آتا مگر اصلی خاص مدعا یہ ہے کہ نئے بادشاہ کو تخت پر
بٹھائیں تاکہ انعام و اکرام سے مالا مال ہوں۔

وزیر ڈلٹین پاشا کی طرف مخاطب ہو کر اب آپ
سمجھ گئے کہ آپ اور اُن سب صاحبوں کے تکلیف
دینے کا کیا سبب ہے۔

پاشا جی حضور بس یہی کہ ہم اس آفت ناگہانی سے

بچنے کی صلاح کریں۔

ایک بڑا سردار۔ کھڑا ہوا اور کہنے لگا بیشک ان لوگوں کی بغاوت ٹھیک ہے ہزارہا خلق خدا کا ناحق خون ہوچکا ہے افسوس حُسن آفندی اب تک اس معاملہ کو دریافت نہ کر سکا۔ اب چونکہ وہ لوگ اُس کے مارنے پر آمادہ ہیں اور پاشا بھی اُس کو مار جانے کا حُکم دے چکا ہے اگر آٹھ روز میں وہ اس کا بھید بتا سکے جس میں وہ اب تک قاصر ہے لہذا میری رائے میں حُسن آفندی کو اُن لوگوں کے حوالہ کر دینا چاہیئے کہ وہ جو چاہے سو اُسکا کریں

پاشا۔ غصے سے لال ہو کر آپ کو معلوم نہیں کہ حُسن آفندی میرا ایک قریب رشتہ دار ہے۔

افسر۔ جی سب کچھ معلوم ہے لیکن اگر وہ میرا بھائی بھی ہوتا تب بھی میں اُس کے لئے یہ رائے دئے بغیر باز نہ رہتا۔

پاشا۔ بادشاہ سلامت نے اُس کو آٹھ روز کی یہ بھید دریافت کرنے کے لئے مُہلت دی ہے آج ابھی صرف چار روز گذرے ہیں پھر وزیر اعظم کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا اگر میرا خیال غلط نہیں ہے پچاس ہزار آدمی سوائے جاں نثاریوں کے ہماری فوج میں ہیں لہذا مجھ کو حُکم دیجئے کہ میں اُن کو اکٹھا کر کے اُن سے مقابلہ کروں۔

وزیر اعظم۔ میں آپ کی اس بہادری کی تعریف کرتا ہوں مگر چونکہ ابھی میرا قاصد جو آپ کے محل میں پہنچا ہوگا۔ اور سب سرداروں اور فوج وغیرہ کے افسروں کے پاس بھی ہو کر آیا ہے ربیان کرتا ہے کہ وہ تمام لوگ جاں نثاریوں کی اس بغاوت کو راست مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حُسن آفندی کی ضرور غفلت ہے کہ اُس نے اس بات کے دریافت کرنے میں تاخیر کی وہ بیشک موت کا سزاوار ہے اور ضرور مارا جانا چاہیئے۔

ایک اور افسر وزیر اعظم سے مخاطب ہو کر کہنے لگا حضور سچ فرماتے ہیں بیشک حُسن آفندی مارا جانا چاہیئے اور پھر ہمارے پاشا فوج کو اکٹھا کر کے جاں نثاریوں سے مقابلہ کریں مگر پہلے حُسن آفندی کو اُن لوگوں کے حوالہ کر دیں بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ بادشاہی جلاد حُسن آفندی کا سر اوتارے اور اُس کے مکان پر لٹکا دیا جائے اُمید ہے کہ ایسا کرنے سے جاں نثاری یہ خیال کرینگے کہ بادشاہ کے حُکم سے یہ شخص مارا گیا ہے اور پھر تمام کام ٹھیک ہو جائے گا۔

تمام حاضرین نے سوائے پاشا کے اُس افسر کی رائے پسند کی لاچار پاشا کو بھی اُن کی رائے سے اتفاق کرنا پڑا وزیر نے فوراً ایک قاصد بھیج کر شاہی جلاد کو بلایا وہ فوراً اپنے دو ماتحتوں کو ساتھ لے کر حاضر ہوا۔ یہاں سے وزیر کی ہدایت حاصل کر کے فوراً حُسن آفندی کے مکان پر اوس کا سر اوتارنے کو

روانہ ہوا اُس کے مکان پر پہنچ کر اُس نے حسن آفندی سے ملاقات کرنے کی درخواست کی وہ فوراً ایک کمرے میں لے جائے گئے جہاں کہ وہ بڑا افسر اپنے ماتحتوں کی روزمرہ کی رپوٹیں دیکھ رہا تھا جونہی کہ دروازہ کھلا حسن آفندی فوراً پادشاہی جلاد کو دیکھ کر گھبرا گیا۔

جلاد۔ بہت ادب کے ساتھ اُس کے سامنے کھڑا ہو کر حضور میں مجبور ہوں اور یہاں آنے کا اپنا مدعا بیان کرنے میں قاصر۔

حسن آفندی۔ رنجیدہ ہو کر میں اپنی قسمت پر راضی ہوں خدا کے حکم کو کوئی نہیں پھیر سکتا جو میری قسمت میں ہے میں اُس پر راضی ہوں اے دوست تو کیوں شرماتا ہے میں یہاں آنے کا تیرا مطلب خوب سمجھتا ہوں۔ صرف ایک عنایت چاہتا ہوں کہ مجھے اپنی بیوی اور لڑکی سے مل لینے دیا جائے۔

جلاد۔ حضور مجھے سخت حکم ہے کہ میں آتے ہی فوراً آپ کا کام تمام کردوں اور آپ سے جدا نہ ہوں جب تک کہ مار نہ لوں خیر آپ اپنے کنبے سے مل لیجئے مگر یہاں بُلا کر۔

حسن آفندی۔ اچھا مہربان بس اتنی ہی عنایت کافی ہے۔

چنانچہ اُس نے ایک غلام کو آواز دی اور اپنی بیوی اور لڑکی کو ملاقات کے لئے بُلایا۔ زلیخا یہ معلوم نہ کر کے وہ شخص جو اُس کے سامنے کھڑا تھا پادشاہی جلاد ہے جھٹ اپنے باپ سے بغلگیر ہوئی مگر حسن آفندی کو رنجیدہ دیکھ کر گھبرائی اور تھوڑی دیر میں اصلی ماجرہ معلوم ہو گیا بیوی زار زار روتی تھی اور جلاد سے التجا کرتی تھی کہ کسی طرح تو میرے خاوند کو نہ مار ہم پادشاہ کے پاس جاتے ہیں اور اُس سے اپنا قصور معاف کراتے ہیں۔

حسن آفندی۔ اے پیاری بیوی یہ تمام باتیں بے سود ہیں بس اب صبر کرو میری موت آگئی۔

زلیخا۔ نے پہلے اپنی ماں کی تسلّی کی پھر اپنے باپ کے رنجیدہ چہرے کو دیکھ کر شاہی جلاد سے پوچھنے لگی اے تو کس کے حکم سے یہاں آیا ہے جلد بتا۔

جلاد۔ وزیر اعظم کے حکم سے۔

حسن آفندی۔ اپنی لڑکی کی طرف مخاطب ہو کر اے بیٹی بس صبر کرو یہ دلیلیں بیفائدہ ہیں۔

جلاد۔ حضور سچ کہتے ہیں اور یہ کہکر اُس نے اپنے ماتحتوں سے کہا بس اب اپنا کام کرو۔

حسن آفندی پہلے اپنی بیوی سے مخاطب ہوا پھر اپنی پیاری لڑکی سے بغلگیر ہوا۔ اور جلاد اُس کی گردن مارنے کے لئے تیار تھا کہ اتنے میں زلیخا جھٹ ان دونو کے بیچ میں آکھڑی ہوئی اور جلاد کی طرف مخاطب ہو کر اور ایک انگوٹھی اپنی

انگلی سے دکھا کر کہنے لگی دیکھ میں اس کے ذریعہ سے تجھے وزیر کے حکم کے پورا کرنے سے باز رہنے کا حکم دیتی ہوں۔ جلاد نے بڑی حیرت سے انگوٹھی کو دیکھا اور پھر اپنے کام سے قاصر رہ کر حیرانی کے ساتھ زلیخا کو دیکھتا رہا۔

زلیخا۔ جلاد اور اس کے ماتحتوں کی طرف مخاطب ہو کر بس اب بہتر ہے کہ تم فوراً کمرے سے باہر چلے جاؤ اور پھر یہاں ہرگز آنے کا ارادہ نہ کرنا۔

جلاد اپنے دونوں ماتحتوں کے ساتھ حیران اور پریشان کمرے سے باہر ہوا اور زلیخا فوراً دروازہ بند کر کے اپنے ماں اور باپ کے پاس جو اس حجرہ سے نہایت حیران تھی جا کھڑی ہوئی۔

باب تیرہواں
تین جھنڈے

اودھر تو جلاد حسن آفندی کا سر کاٹنے کے واسطے اس کے مکان پر گیا اور وزیر اور امیر اپنی اپنی تدبیروں میں مشغول تھے اب جاں نثاریوں کا حال سنئے کہ وہ اپنے قلعہ کی ناکہ بندی کئے ہوئے صبح شہر کو لوٹنے کا ارادہ پختہ رکھتے تھے دروازئے قلعہ پر انہوں نے ایک کپڑا جس پر اپنی بغاوت کی تینوں شرطیں لکھ کر لگا رکھا تھا اور اس کے پیچھے ایک روشنی رکھی تھی تاکہ ہر ایک شخص اسے اچھی طرح پڑھ سکے اسی اثنائے میں ایک شخص مسلح دلیری کے ساتھ قلعہ کے دروازے پر پہنچا اس کپڑے کو جس پر شرطیں لکھی ہوئی تھیں اول اس نے پھاڑنے کا ارادہ کیا۔ مگر پھر کچھ سمجھ کر اپنی اس حرکت سے باز رہا قلعہ کا دروازہ بند تھا اس کے آگے ایک جاں نثاری ننگی تلوار سے پہرہ دیتا تھا۔ جب یہ شخص اس کے پاس پہنچا اس نے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو اس نے جواب دیا میرا نام خلیل ہے مجھ کو آغا سے کچھ کام ہے مجھے اس کے سامنے لے چل۔

سپاہی۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم لوگوں نے آج بغاوت اختیار کر لی ہے۔ لہذا اس رات کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔

خلیل۔ غصہ ہو کر اے بیہودہ اس بات کو تو تمام قسطنطنیہ جانتی ہے اس لئے تیری یہ اطلاع فضول ہے بس زیادہ گفتگو بیکار ہے اگر تو مجھے خوشی سے نہیں جانے دیگا تو میں فوراً تجھے مار کر اندر چلا جاؤنگا اور یہ کہکر جھٹ اس نے تلوار میان سے نکالی۔ گو کہ سپاہی بھی سب ہتیاروں سے آراستہ اور دلیر بھی تھا مگر وہ اس رستم ثانی کی دلیری پر حیران تھا۔ لہذا رعب میں آکر اس نے اس کو جانے دیا۔ اور کہنے لگا دیکھئے وہ سامنے آغا کا کمرہ ہے۔ جہاں لیمپ لٹکتا ہے۔

خلیل - سپاہی سے مخاطب ہوکر اگر تم مجھے روکتے تو جان سے محروم ہوتے مگر چونکہ اب تم نے مجھے اجازت دیدی ہے میں تمہیں انعام دیتا ہوں لو یہ بٹوا اشرفیوں سے بھرا ہوا ہے یہ سب تمہارا حصہ ہے - سپاہی نے جھٹ بٹوا لے لیا اور حیرانی سے خلیل کی طرف دیکھا اور دل میں سوچتا تھا کہ یہ ایسا بہادر اور فیاض شخص کون ہے مگر خلیل اب سیدھا آغا کے کمرہ کی طرف روانہ ہوا راستہ میں ایک اور سپاہی ملا جو اندر کے دروازہ میں پہرا دیتا تھا مگر اس نے یہ خیال کرکے کہ جب پہلے پہرے دار نے اس کو نہ روکا تو ضرور یہ یہاں کوئی خاص کام رکھتا ہوگا - لہذا اُس نے بھی خلیل کے اندر جانے میں مزاحمت نہ کی خلیل قلعہ کے صحن میں سے گذرتا ہوا بارگوں کی طرف پہنچا وہاں تین جنگی غلام پہرا دیتے تھے وہ اس شکیل جوان کو دیکھ کر حیران ہوئے اور جب خلیل نے ان سے دریافت کیا کہ آغا کہاں ہے تو انہوں نے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کیا خلیل اندر داخل ہوا کیا دیکھتا ہے کہ کمرہ بہت وسیع اور آراستہ ہے اور وہاں جان نثاریوں کا سردار بڑے زرق برق کپڑے پہنے ہوئے ایک مسند پر بیٹھا ہوا ہے اس شخص کی عمر قریب پچاس سال کے تھی اور اُس کی صورت سے رعب اور دبدبہ کے نشان عیاں تھے - اُس کے ارد گرد قریب بیس افسروں کے اور جمع تھے - جو سب اُس فوج کے سردار اور عہدہ دار تھے سب کے سب حقہ پیتے تھے اور اور ہر ایک کے آگے چاہ کے پیالہ اور رکابیاں رکھی ہوئی تھیں اس کے وہاں پہنچتے ہی وہ سب حیران ہوئے اور خیال کرتے تھے کہ اس اجنبی کے یہاں اس وقت آنے کا کیا سبب ہے - خلیل نے کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ ایک دروازہ جو کھلا ہوا تھا بند کر دیا اور آغا کے قریب جا بیٹھا آغا بہت حیران ہوا کہ یہ بیباک شخص کون ہے -

خلیل - کیا یہ بات سچ ہے کہ آپ نے ان باغی جان نثاریوں کی اس حالت میں سرداری قبول کی ہے

آغا - جی ہاں یہ بغاوت کچھ ناجائز نہیں شاید آپ کو معلوم ہوگا کہ ہماری بغاوت کے سبب کیا ہیں -

خلیل - جی ہاں میں جانتا ہوں کہ وہ سب لغو اور فضول ہیں

آغا - آپ مہربانی کرکے بتائیے کہ آپ کون ہیں اور آپ کے یہاں آنے کا کیا مدعا ہے -

خلیل - جی یہ تو میں کچھ بھی نہ بتاؤں گا مگر آپ سے ضرور دریافت کرتا ہوں کہ آپ جیسے بڑے سردار کا دل ان بیہودہ سپاہیوں کے غلط خیالات پر کیوں کر راغب ہوا کہ بغاوت کر بیٹھے پھر یہ تو خیال کیجئے کہ آپ کا یہ کام اس بادشاہ کے حق میں جس کا آپ نمک کھاتے ہیں ٹھیک ہے

خلیل کی یہ بات سن کر تمام سردار مع آغا کے حیران

ہوکر خلیل کی طرف دیکھنے لگے اور ان سب کی صورتوں
سے خجالت کے آثار عیاں تھے۔

خلیل۔ فوراً یہ بات تاڑ گیا اور اس موقع سے
فائدہ اُٹھانے کی غرض سے فوراً اس طرح اُن سے مخاطب
ہوا آپ سب صاحب ضرور اپنے درجے اور رتبے
کا فخر رکھتے ہیں۔ اے آغا اگر کل تم مجھے بازار میں
ملو اور میں نفرت سے تمہاری طرف انگشت نما ہوں
اور یہ کہوں کہ یہ شخص چالیس ہزار سپاہیوں کا سردار
نہیں بلکہ چالیس ہزار آقاؤں کا غلام ہے تو شاید
تم ناراض ہوکر فوراً میرے مارنے کی کوشش کروگے
مگر جائے غور ہے کہ جو شخص اپنے ماتحتوں کے کسی
ناجائز کام کے کرنے پر اُن کو بجائے اُن کی لغو حرکت سے
باز رکھنے کے خود اُن کے ہی خیال جیسا ہوجائے
اور اندھا ہوکر اُن کے کام میں شریک ہو تو وہ اُن
کا غلام ہے یا سردار۔ اے آغا مجھ کو کامل یقین ہے
کہ اگر تم اپنے سچے دل سے سوچو کہ تمہارا ان لوگوں
کے لغو خیال میں شامل ہونا بجا ہے یا غلط تو بیشک
تمہارا دل گواہی دیگا کہ تم اُن کے سردار کہلانے کے
مستحق نہیں اور یہی تمام دلیلیں میری ان شخصوں کے
لئے ہیں جو یہاں تشریف رکھتے ہیں۔

خلیل کی ان باتوں کو سُن کر اور اس کے چہرہ میں
ایک شان و شوکت کے آثار پاکر یہ سب کے سب
بہت حیران و پریشان اور نادم تھے۔ لہذا کوئی جواب
اُن کو معقول بن نہ آیا۔ آغا حیران بیٹھا تھا کہ کیا جواب
دے کہ اتنے ہی میں ایک بڈھے سردار نے کہا کہ اے
نوجوان لڑکے بیشک تمہاری گفتگو درست اور بجا
ہے اور ہم اپنی حرکت سے شرمندہ ہیں دوسرے
سردار نے بھی اس کی تائید کی تیسرا کہنے لگا کہ واقعی
میں سچ تو یوں ہی ہے اور اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا

آغا۔ آخرکار اس طرح گویا ہوا کہ کیا آپ نہیں سمجھتے
کہ شہر قسطنطنیہ عرصہ دراز سے ایک نہایت ہی پریشان
آفت کا شکار ہے۔

خلیل۔ اس سے تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا مگر
آپ تو بتائیے کہ آپ نے اپنے چالیس ہزار جوانوں
سے اس بھید کے دریافت کرنے میں کیا کوشش
کی اور بادشاہ کے لئے کونسی وفاداری کی۔

آغا۔ ابھی یہ فرض پولیس کے کپتان کا ہے۔

خلیل۔ پھر بادشاہ کا کیا قصور ہے کہ تم اوسے
تخت سے اوتارنا چاہتے ہو۔

آغا۔ اس لئے کہ سب کا سردار ہے اور سب کی ناجائز
حرکت کا ذمہ دار۔

خلیل۔ پھر کیا آپ کو یہ یقین کامل ہے کہ وہ اپنے
فرائض کے ادا کرنے سے غافل ہے۔ اے آغا خوب
سمجھ لو کہ سلطان پر ان باتوں کا الزام لگانا بے فائدہ
ہے اُس کو سلطنت کے بہت سے کام ہیں اور
علیحدہ علیحدہ محکموں کے سردار اپنے اپنے کاموں

فرائض کے ذمہ دار ہیں۔ لہذا آپکا بھی تو کچھ فرض ہے کہ بادشاہ کے ساتھ ادا کر کے اُس کے نمک کا حق پورا کرو۔

آغا۔ بجا ہے اچھا اب حسن آفندی کی بابت وہ تو ضرور اس جُرم کا مُرتکب ہے۔

خلیل۔ ٹھیک ہے اب آپ اصلی مدعا پر آئے سُنئے یہ آپ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس کی جستجو نہیں کر رہا ہے بیشک وہ اس کا ذمہ وار ہے کیونکہ قانون یہ بات چاہتا ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے آٹھ روز کی اُسے مہلت دی ہے کہ اگر وہ اس عرصہ میں بھید نہ لگا سکے تو جان سے مارا جائے مگر آج چوتھا ہی روز ہے۔ آپ کیسے یقین کر سکتے ہیں کہ وہ بیشک اب بھی پہلے کی طرح سے ناکامیاب رہیگا اور جان سے ہی مارا جائے گا۔ اللہ ہر ایک کا مددگار ہے۔ مگر ہاں اگر آپ اور آپکے ماتحتوں کی اس بیہودہ حرکت سے اگر فوراً اُس کا سر کاٹ لیا جائے تو بیشک یہ بھید شاید حشر تک نہ معلوم ہو اس لئے ہم کو انجام تک دیکھنا چاہیئے کہ وہ اپنی دریافت میں پورا اُترتا ہے یا نہیں۔ القصہ میری مُراد یہ ہے کہ تم اپنے سپاہیوں کو اپنی سرداری کے زور سے مجبور کر دو کہ وہ بغاوت سے باز رہیں اور یقین کرو کہ یہ خوفناک بھید اٹھو تیں۔ ورنہ شاید معلوم ہو جائے۔

یہ سُن کر آغا اور اُس کے سردار اُس نوجوان کی تحسین اور آفرین کرنے لگے مگر دل میں سوچتے تھے کہ کہ ہماری بغاوت تو صرف اس غرض سے ہے کہ نئے بادشاہ کو تخت پر بٹھا کر روپیہ حاصل کریں اور حال کی آفت کا تو صرف ایک بہانہ ہے خلیل فوراً تاڑ گیا جو کچھ کہ اُن لوگوں کے اس موقعہ پر خیالات تھے اور کہنے لگا کہ تم لوگوں کے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگوں کو طمع غالب ہے اور سب بہانہ ہے لہذا سُنو تم جانتے ہو کہ ہمارا بادشاہ بڑا رحم دل ہے اور بیشک ناشکرہ بھی نہیں میں اس کا ایک ثبوت تمہیں دیتا ہوں۔ لیکن پہلے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پاس کا ایک حکمران ہماری سلطنت کے عروج سے مانند بید لرزان کے خائف ہے اور خزانہ بہت کچھ رکھتا ہے لہذا ہمارا بادشاہ وہاں حملہ آور ہوگا۔ اور فتح کرنے کے بعد بیشک تم کو شہر کے لوٹنے کا حکم دیگا بس اُس وقت تم میں سے ہر ایک وہاں کے خزانہ سے مالا مال ہو سکتا ہے۔ برخلاف اِس کے اگر تم بغاوت ہی پر آمادہ رہے تو خوب سمجھنا کہ قلعہ سے ایک بھی باہر نہیں نکل سکو گے کیونکہ تمہارے قلعہ میں دُہرا ایک سرنگ بنی ہوئی ہے جس کا راستہ محل میں نکلتا ہے اور وہ سرنگ اب بارود سے بھر دی گئی ہے۔ بس آگ لگانے کی دیر ہے کہ تم

سب لوگ نہ خاک ہو جاؤ گے یہ سُن کر وہ سب لوگ
حیران خلیل کی طرف دیکھتے رہے اور اُس کے
لفظوں میں ایک بھاری اثر پاکر اُس کو ٹھیک
اور راست سمجھتے تھے۔ کچھ عرصہ تک وہ خاموش
رہے پھر آغا کہنے لگا آپ نے یہ نہیں بتایا کہ آپ
کون ہیں ہم حیران ہیں کہ آپ بادشاہی بھیدوں سے
اس طرح کیونکر واقف ہیں۔

خلیل۔ آغا کی طرف اشارہ کرکے اچھا کان
میں کچھ سنئے پھر آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ میں صحیح
کہتا ہوں یا غلط اس کے بعد اُس نے اس کے کان
میں کچھ کہا اور پھر بے پروائی سے اُوٹھ کر کمرے میں
اِدھر اُودھر ٹہلنے لگا۔ آغا بھی حیران ہو کر کھڑا ہو گیا
اور کہنے لگا بس اب آپ یقین کر لیجئے کہ میں ان
باغیوں کی تسلی کرتا ہوں اور اگر وہ اپنی طمع سے
باز نہ آئینگے تو اپنا سارا خزانہ اُن کو دیدونگا لیکن
بغاوت نہ کرنے دونگا۔ اے مہربان اب آپ
بے فکر تشریف لے جائیے اُمید ہے کہ آپ قلعہ
سے تھوڑی دُور پہنچیں گے کہ تین جھنڈے قلعہ
پر لگا دئے جائینگے جس سے سب لوگوں کو معلوم
ہو جائیگا کہ جاں نثاریوں نے بغاوت چھوڑ دی۔

خلیل۔ بہت درست بس یہی کام سرداری کا
ہے اور جھٹ اپنے کپڑوں میں سے ایک چھوٹا سا صندوقچہ
نکالا جو جواہرات سے بھرا ہوا تھا اور اُسے کھولکر

آغا کے حوالہ کیا اور کہنے لگا یہ تو تمہاری صداقت
کا انعام ہے یہ اتنا بیش بہا خزانہ ہے جو تم نے کبھی نہ
کو تخت پر بیٹھا کر نہیں حاصل کر سکتے اور قلعہ سے روانہ ہوا
اب ہم وزیر کے محل کا حال بیان کرتے ہیں یہ لوگ
جلاد کو حسن آفندی کے مکان پر بھیج چکے تھے اور
ڈلیٹین پاشا اب سلطان کی فوج کو لیکر قلعہ جاں نثار یہ
پر حملہ کرنے کو تھا۔ وزیر اعظم نے حکم جاری کر دیا تھا
کہ حسن آفندی مارا جائے اور پاشا فوج کے ساتھ
قلعہ پر حملہ کرے شاہی محل میں بادشاہ کو اطلاع
کرا دی گئی تھی کہ وزیر اعظم نے اس ناگہانی موقع
سے بچنے کے لئے فلاں فلاں تدبیریں کی ہیں۔
پاشا لیوکس اور جیولین کے ساتھ وزیر اعظم کے
محل سے روانہ ہوا مگر حیران تھے کہ خلیل اُن سے
اُس وقت تک نہ ملا تھا۔ لیوکس نے کہا معلوم
نہیں کہ خلیل کو دیر کیوں لگی۔ اور کیوں وہ اپنا وا
پورا نہ کر سکا۔ جیولین بھی حیران تھا۔ غرضکہ اُن کو
اُس وقت بھی خیال تھا کہ کوئی غیر معمولی حادثہ
ہوا جس سے اُسے اتنی دیر لگی۔ مگر اب اس بارہ
میں زیادہ گفتگو کرنے کا موقع نہیں پاشا کے ہم
رکاب لیوکس جیولین اور وزیر اعظم کے باڈی گارڈ
کے کچھ سپاہی تھے۔ اس طرح سے یہ گروہ شاہی فوج
کے قلعہ کی طرف چلا جاتا تھا وہاں فوج کے کچھ اور
آدمی جو قریب دس ہزار کے ہوتے جمع تھے

تھے وہ سب لوگ بھی عمدہ گھوڑوں پر سوار تھے اور خوب مسلح یہ سب لوگ اسی تھوڑے سے عرصہ میں شاہی فوج میں سے چن چن کر اس کام کے لئے منتخب کئے گئے تھے۔

پاشا بھی اپنے گروہ کے ساتھ جا ملا ان سب نے اس کو سلام کیا ماتحت افسر اپنے اور ماتحت سرداروں کے ساتھ اس سے ملنے آیا اور حکم احکام جاری کرنے کی درخواست کی۔ ڈلبٹین پاشا نے ایک لفافہ مہر کیا ہوا اس کو دیا اور کہا کہ اس میں لڑائی کی تمام تدبیریں درج ہیں تھوڑے عرصے میں یہ حکم تمام فوج میں سنا دئے گئے اور بگل کے ہوتے ہی تمام فوج جنگی قواعد میں قلعہ سے باہر نکلی رات چاندنی تھی اور اس فوج کی تلواریں اور نیزے زمین پر اس طرح چمکتے تھے جیسے آسمان میں ستارے فوج کو چونکہ یہ خبر ہو گئی تھی کہ وزیر اعظم نے جلاد کو حسن آفندی کا سر اوتارنے کے لئے بھیجدیا ہے اور ایک نیا افسر بہت معتبر اس کی جگہ مقرر کیا جائیگا۔ یہ سن کر ان سب کی تسلی ہو گئی تھی اور سب کے سب لوگ اس بات پر آمادہ تھے کہ ابھی اب جاں نثاریوں کی بغاوت کو دور کریں مگر یہ انتظار ضرور تھا کہ حسن آفندی کے مارے جانے کی صحیح خبر ہے یا نہیں اگر غلط ہے تو ہم ہرگز جاں نثاریوں سے نہیں لڑینگے۔ پاشا نے جب فوج کے دل میں یہ خیالات معلوم کئے حیران ہوا اور اس طرح سے مخاطب ہوا کہ وزیر اعظم میرے سامنے حسن آفندی کو مارنے کا حکم دے چکا تم اس بات میں میرا یقین کرو حسن آفندی اب بچنے والا نہیں اور اگر تمہیں یقین نہیں ہے تو تم میں سے کچھ شخص میرے ساتھ چوک تک چلو میں وہاں تم کو اس کا سر لٹکا ہوا دکھا سکتا ہوں اور اگر وہ نہیں ہوا تو اس کے عیوض اپنا سر دینے کو تیار ہوں۔

کرنل۔ بس میری تسلی ہے آپ چلئے۔

پاشا۔ ٹھیر جاؤ انہیں لفظوں سے میں فوج کی بھی تسلی کرتا چلوں۔

چنانچہ اس نے سپاہیوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے جوانوں میں اپنی جان کی ضمانت دیتا ہوں اگر میرے لفظ غلط نکلے۔ اب ہم کو چاہیے کہ جاں نثاریوں کے قلعہ پر حملہ آور ہوں راستہ میں جب ہم چوک پر پہنچیں گے مجھے امید ہے کہ میں تمہیں حسن آفندی کا سر لٹکا ہوا دکھاؤنگا اگر نہ ہوا تو میں اپنا سر دونگا غرضکہ ساری فوج اس کے ہمرکاب ہو گئی اور سب کے سب اس کی افسری میں جاں نثاریوں کے قلعہ کی طرف چلے۔ رات کا ایک بجا ہوگا کہ تمام فوج معہ توپخانہ سوار اور پیدل فوج کے قسطنطنیہ کے بازاروں میں گذرتی ہوئی بیچ میں پاشا کو لئے ہوئے چلے جاتے تھے قریب آدھ گھنٹے کے گذرنے پر تمام فوج چوک میں پہنچی پاشا جھٹ قلب فوج میں سے نکل کر آگے

ہولیا اور اُمید رکھتا تھا کہ اب حسن آفندی کا سر ایک نیزے پر لٹکا ہوا ملیگا۔ جب وہاں کوئی سر نظر نہ آیا تو بہت حیران ہوا اور آنکھیں مل مل کر چوک میں دیکھتا تھا لیکن وہاں نہ کوئی نیزہ تھا نہ کوئی سر وہ اس عمارت کے اوپر پاس کو گیا مگر افسوس کہ وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ گھبراکر وہ جولین سے کہنے لگا دیکھنا بھئی تمہیں بھی کچھ نظر آتا ہے کہ جلاد نے سر لٹکایا ہے

لیوکس۔ حضور کہیں نہیں۔

جولین۔ نہیں صاحب مجھے بھی کچھ نظر نہیں آتا

ڈلٹین پاشا۔ غصہ میں بھرکر ارے تم کیا کہتے ہو ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔

لیوکس۔ حضور یہاں تو حسن آفندی کا سر نہیں ہے

پاشا۔ گھبراکر اور گھوڑے کو ایڑ لگاکر بس تو اب اپنا کام تمام ہے

پاشا کی اس گھبراہٹ سے شدہ شدہ تمام فوج میں کھلبلی پڑی پاشا اگرچہ بڑا بہادر تھا اور بہت سی لڑائیاں جیت چکا تھا مگر اس وقت بالکل اوسان خطا تھا۔ کرنل پاشا کی گھبراہٹ دیکھ کر بہت حیران ہوا اور فوراً تاڑ گیا کہ ضرور کچھ دال میں کالا ہے۔

کرنل۔ پاشا کی طرف مخاطب ہوکر حضور بڑا بھاری دھوکہ ہوا اب اندیشہ ہے کہ فوج آپ سے بگڑ جائے گی

لیوکس اور جیولین بھی کرنل کے یہ لفظ سن کر حیران ہوئے اور موت کا سماں ان کی آنکھوں میں سماگیا

پاشا۔ آخرکار کچھ سوچکر کہنے لگا میں نہیں خیال کرتا کہ کیا ماجرہ ہے وزیر اعظم نے میرے سامنے حسن آفندی کا سر اوتارنے کے لئے جلاد کو روانہ کیا تھا۔

کرنل۔ پاشا کی طرف مخاطب ہوکر دیکھئے فوج کے لوگ دغابازی کا گمان کرتے ہیں۔

کہ اتنے ہی میں جھٹ سے سوار پیچھے سے چلائے کہ ہم حسن آفندی کا یا پاشا کا سر مانگتے ہیں اور فوج کی قطاروں کو چھوڑ چھوڑکر آگے نکل جھٹ پاشا کو گھیر لیا پاشا کا دم بخود ہوا کیونکہ پیچھے سے برابر یہی آوازیں آرہی تھیں یہ دغاباز ہے فوراً اس کا سر اوتار لو پاشا اوّل سوچا کہ سپاہیوں سے علانیہ کہدے کہ تم جاؤ اور حسن آفندی کا سر کاٹ لاؤ اور مجھ کو بیگناہ نہ مارو لیکن پھر بہادری مانع ہوئی اور ان لوگوں سے اس طرح مخاطب ہوا اے بہادروں بیشک میں نے تم سے اقرار کیا ہے کہ حسن آفندی کا سر وہاں نہ ہوگا تو اپنا سر تمہیں دونگا میں تمہارے آگے حاضر ہوں تم میرا سر کاٹ لو اور لے جاؤ

جیولین۔ جھٹ اپنی تلوار کھینچ سامنے آن کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ ہرگز یہ نہیں ہوسکتا کہ پاشا ہمارے سامنے مارا جائے۔

اور لیوکس نے بھی تلوار میان سے نکال اسی کی حرکت کی پیروی کی اب تو تمام سپاہی ایک دم سے نعرہ لگا اٹھے۔ یہ سب دغاباز ہیں ان کو بھی مار دینا چاہئے اور ہر طرف سے یہی آوازیں آنے

نکلیں بہت سے سپاہیوں نے اپنی تلواریں میان
سے کھینچ کر اُن کو آن گھیرا اتنے میں کیا دیکھتے ہیں
کہ سامنے سے ایک سوار شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے ہوئے
رعد کی طرح کڑکتا ہوا چلا آتا ہے اور بس یہی صدا
زبان پر ہے کہ ٹھیرو اور آناً فاناً میں اُس موقع پر پہنچ
کر اُس نے سپاہیوں سے دریافت کیا ارے یہ کیا
حرکت ہے۔ آگے کا سپاہی غصّے میں لال ہو کر کہنے
لگا یہ دغاباز ہیں ہم ان کو ہلاک کرینگے اور پھر جان نثاریوں
کو ماریں گے۔

خلیل ۔ (کیوں یہ سوار سوائے اُس کے اور کوئی نہ تھا)
زور سے گرج کر خاموش جان نثاریوں نے بغاوت
چھوڑ دی اور پھر پادشاہ کے مطیع اور فرماں بردار
سپاہی بن گئے۔

(بہت سے سپاہی ایک دم سے چلّا اُٹھے) یہ ایک
دوسرا دغاباز ہے یہ بھی انہیں کے ساتھ اپنی جان
دینا چاہتا ہے۔

خلیل ۔ اے بیہودوں تم جان نثاریوں کی بغاوت
سے باز آنے کی علامتیں اُن کے قلعہ پر تین جھنڈے
دیکھ کر معلوم کر سکتے ہو

یہ سُنتے ہی کچھ سپاہی آگے کو بڑھے اور قلعہ کی طرف
جا کر دیکھا کہ تین جھنڈے واقعی وہاں استادہ
ہیں جو کافی ثبوت تھا کہ جان نثاریوں نے بغاوت
چھوڑ دی وہ فوراً واپس آئے اور یہ خوشنودی
تمام فوج کو سُنائی اب سب لوگ حیران تھے کہ
یہ اجنبی کون ہے اور غور سے سب کی نگاہیں اُس
پر پڑ رہیں تھیں اتنے میں اُن میں سے ایک نے
دریافت کیا اے خوبصورت وجیہ شخص آپ کون ہیں۔

خلیل ۔ اپنی آواز کو بلند کر کے میں بھی پادشاہ
کی ایک رعایا ہوں اور اِس وقت تم کو یہاں یہ
خوشنودی سُنانے کے واسطے قاصد بن کر آیا ہوں
دوسری خبر یہ بھی سُناتا ہوں کہ تم جو اس وقت
جوش خروش کے ساتھ اپنے قلعہ سے جان نثاریوں
سے مقابلہ کے لئے نکلے ہو اور پادشاہ کے ساتھ
وفاداری کرنے کو تیار ہو تمہارا یہ نیک ارادہ
بےعوض نہیں رہے گا۔ بس تم اب اپنے قلعہ
کو واپس جاؤ وہاں تم کو پہنچتے ہی انعام و اکرام
سے مالا مال کیا جائیگا یہ خبر بھی میں تمہیں سُنانے
آیا ہوں یہ سُن کر سب کے سب خوش ہوئے اور
پھر حیران ہو کر پوچھنے لگے لیکن حسن آفندی مارا گیا یا نہیں

خلیل ۔ چونکہ حسن آفندی کا کچھ قصور نہیں تھا
اِس لئے وہ نہیں مارا گیا وہ اپنا فرض ادا کر رہا ہے
اور خوب یقین کر لو کہ جیسا اب وہ تمہاری نظروں
میں حقیر معلوم ہوتا ہے ویسا ہی کچھ عرصہ بعد وہ
اچھا نظر آنے لگے گا۔ بس اب زیادہ بحث
اس بارہ میں فضول ہے تم اپنے قلعہ کو چلے جاؤ
اس کے کلام سے اُن لوگوں پر کچھ ایسا اثر ہوا

کہ وہ سیدھے اپنے قلعہ کو ہولئے۔ پاشا۔ خلیل
یوکس جیولین اور اپنے بوڈی گارڈ کے ساتھ
آگے کو بڑھا۔

پاشا۔ خلیل کی طرف مخاطب ہوکر اے عزیز نوجوان
میں تیری اس عنایت کا کیوں کر شکریہ ادا کر سکتا ہوں
لیکن یہ تو بتاؤ کہ یہ تمام بھید کیا ہیں۔

خلیل۔ بھید کیسے۔

پاشا۔ اوّل تو یہ کہ حسن آفندی ابھی تک کیونکر زندہ ہے

خلیل۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید جلّاد کو
اس کے مارنے کی ہمت نہیں پڑی۔

پاشا۔ جاں نثاریوں نے بغاوت کیوں چھوڑ دی

خلیل۔ اجی کوئی دو چار لفظ ہیں جو میں نے آغا کو
سمجھائے اور وہ اس کی سمجھ میں بھی آگئے وہ صرف
یہ بات ہے کہ میں نے ان کو یہ ظاہر کر دیا کہ ان کے
قلعہ کے نیچے ایک سرنگ لگی ہوئی ہے۔

پاشا۔ اے عجیب نوجوان تم بڑے بے کلیجے اور
عقلمند آدمی ہو۔

خلیل۔ بس معاف کیجئے زیادہ تعریف بیکار
ہے بندہ ایسے لفظوں سے خوش نہیں ہوتا۔

پاشا۔ اب تم نے فوج کو کیوں کر سمجھایا۔

خلیل۔ یہاں بھی کچھ ایسا ویسا ہی بیان کر دیا۔

پاشا۔ تم نے ان سے انعام کا کیسے اقرار کیا ہے
کیا یہ بھی کوئی ایک ایسا ہی تمسخر تھا اگر ایسا ہی
ہے تو اب ادھر سے بغاوت کی امید ہے۔

خلیل۔ بھلا آپ کا کہاں خیال ہے ہمارا پادشاہ
ناشکرہ نہیں جوان لوگوں کی اس جاں نثاری کی
حرکت پر انہیں انعام نہ دے۔

پاشا۔ اے مہربان تمہاری تمام باتیں عجیب
ہیں اور ان میں عقل کام نہیں کرتی بھلا میرے
لائق کچھ کام فرمائیے

خلیل۔ اجی آپ بزرگ ہیں بچّوں کا فرض ہے کہ
بزرگوں کی خدمت کریں مجھکو قوی امید ہے کہ جو
کچھ میں آپ سے عرض کرونگا اس میں کامیابی پاؤنگا

پاشا۔ بھلا وہ کیا کام ہے جلد ہی بیان کرو تاکہ
میں اس کو فوراً بجا لاؤں

خلیل۔ ہم خوب سمجھتے ہیں کہ اس نازک وقت
میں آپ ہم تینوں کو پھر اپنے محل میں پناہ دینگے
اور قاصد بھیجنے کا جو آپ نے اقرار کیا تھا اس کو
پورا کریں گے۔

پاشا۔ قبول۔ میں کسی طرح سے آپ کی عنایت
کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ لیکن محل میں چلنے سے
پہلے میں وزیر اعظم سے ملونگا کہ اس کو بھی ان
تمام ماجروں سے اطلاع دوں۔

خلیل۔ وزیر اعظم کو معلوم ہے کہ جاں نثاریوں
نے بغاوت چھوڑ دی کیوں کہ جب میں ادھر
سے آتا تھا میں نے وزیر اعظم کو چند اور سرداروں

سے تنہا تھے خوشی خوشی یہ تذکرہ کرتے اور پاشا کے مکان جاتے ہوئے دیکھا تھا بس اب آپکا وہاں جانا فضول ہے آپ اب اپنے مکان کو تشریف لے چلیے

پاشا۔ اچھا مکان کو چلو کیوں کہ مجھ کو تمہارے حکم سے انکار نہیں

یہ کہکر پاشا نے وزیر اعظم کے سواروں کو واپس کیا اور پھر اپنے شہر کے محل میں داخل ہوا وہاں گھوڑے اسطبل میں چھوڑے۔ خلیل راستے ہی میں سے اُن سے یہ کہکر جدا ہو گیا تھا کہ میں بھی اپنے دوست کا گھوڑا اُسے دے آؤں۔ اور دریا پر تم سے آن ملونگا۔ مگر اب کے مجھے اتنی دیر نہ لگے گی جتنی پہلے موقع پر لگی تھی خلیل ایک تنگ گلی میں کو گیا وہاں گھوڑے سے اوترا ایک عمدہ کپڑے پہنے ہوئے سائیس نے گھوڑا تھام لیا۔

خلیل (ملازم سے مخاطب ہوکر جو کچھ کہنا چاہتا تھا) خاموش صادق سوال کا موقع نہیں ہے اور مجھے اُمید ہے کہ تم اُن ہدایتوں کو سمجھ گئے ہوگے جو میں نے تم سے کہیں ہیں۔

ملازم۔ جی حضور خوب اچھی طرح۔

خلیل۔ دیکھو اس جگہ پر جو میں نے تم کو بتائی ہے خوب ہوشیار رہنا اور میرے اشارہ پر جو میں نے تمہیں سمجھایا ہے خوب خیال رکھنا اب لاؤ وہ چیز کہاں ہے جو میں نے تم سے منگائی تھی۔

ملازم ایک چھوٹا سا چوکھونٹہ بنڈل خلیل کو دے کر حضور یہ لیجئے وہ یہ ہے۔

خلیل۔ بہت خوب لو بس اب جاؤ

اور آپ واپس چلدیا ملازم گھوڑے پر سوار ہوا اور دوسری طرف چلدیا۔ خلیل فوراً حسن آفندی کے مکان پر پہنچا۔ غلام نے دروازہ کھولا خلیل نے فوراً اس کو ایک چٹھی دی اور واپس چلا آیا اور دریا پر پہنچا دیکھا کہ پاشا اور لیوکس وجیولین کشتی پر بیٹھے ہوئے اُس کے آنے کے منتظر ہیں بغیر کچھ کہے یہ بھی اُن کے ساتھ سوار ہوا ملاحوں نے کشتی کا لنگر کھول دیا۔

پاشا خلیل کی طرف مخاطب ہوکر کیوں صاحب آج رات کے ماجرے تو بڑے عجیب غریب ظہور میں آئے مگر فتح تمہارے ہی نام ہے۔

خلیل۔ بس اب اس کا ذکر بے فائدہ ہے جو ہونا تھا سو ہو لیا۔ اب تو محل کی رات کا ذکر کیجئے۔

پاشا۔ آج میں تم تینوں کا اتنا ممنون ہوا ہوں کہ اب تمہاری شادی سے انکار نہیں کر سکتا۔

خلیل۔ بس اب آپ کی بڑی مہربانی اور عین بندہ نوازی ہے میں بھی زلیخا کے والدین سے شادی کی اجازت لے لوں گا۔

پاشا۔ جی ہاں کیوں کہ آپ دیکھتے ہیں کہ اُن دونو لڑکیوں کی شادی تو میرے اختیار میں ہے لیکن

اس کی بابت میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اے لیوکس اور جیولین تم کل اپنی اپنی والدین کو خط لکھو اور اس میں اپنی شادی کا حال تحریر کرو کیوں کہ میں کل قاصدوں کو روانہ کردونگا۔

(لیوکس اور جیولین نے پاشا کا شکریہ ادا کیا اور خط لکھنے کا اقرار کیا۔

پاشا۔ اب میں تمہیں اپنے محل میں اجازت دیتا ہوں کہ جی چاہے جہاں پھرو

خلیل۔ اجی یہ آپ کی عنایت ہے آپ ہمارے ساتھ اسی طرح سے برتاؤ رکھئے جیسے پہلے ہم کو کوئی انکار نہیں ہے اور نہ ہم ناراض ہونگے۔ کیوں کہ ہم نہیں چاہتے کہ ہمیں آزادی دینے سے آپ کی ننگ وناموس پر کوئی حرف آئے اور یہ بات اس وقت تک لازم ہے۔ کہ جب تک ہماری شادی نہ ہوجائے

پاشا۔ یہ آپ کا نیک خیال ہے و۔ نہ مجھے کسی طرح انکار نہیں۔

خلیل۔ اُمید ہے کہ کل زلیخا بھی پھر آپ کے محل میں آجائینگی۔

پاشا۔ بہت خوب اگر ایسا نہ ہوتا تو مجھے خود اُسے بُلانا پڑتا کیوں کہ وہ آپ کی دل لگی ہے۔ اے عزیز خلیل اب میں خوشی سے تم سب لوگوں کی تعریف اسمیلڈہ سے کرونگا کیوں کہ تم نے میری جان بچائی ہے مگر تمام ماجرہ اُس کے سامنے بیان کرنے بیفائدہ ہیں۔

خلیل۔ حضور لیڈی اسمیلڈہ بڑی خوبی کی عورت ہے۔

اس کلام کی لیوکس اور جیولین نے بھی تائید کی اور پاشا یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ اسی اثنائے میں کشتی کنارے پر پہنچی یہ سب کشتی سے اُترے اور محل میں داخل ہوئے پاشا نے ہر ایک سے ہاتھ ملاکر انہیں اُن کے کمروں میں بند کیا چونکہ رات کے اب چار بج چکے تھے اس لئے خلیل پڑتے ہی سو رہا۔ ڈٹیبس پاشا نے اپنی فتح کی خوشخبری کی اپنی لڑکیوں کو اطلاع دی اور پھر اسمیلڈہ کے کمرے میں چلا گیا۔ لڑکیوں کو پہلے ہی معلوم ہوگیا تھا۔ کہ پاشا مع اُن کے عاشق صادقوں کے محل میں واپس آگیا ہے۔ چنانچہ وہ باغ باغ ہوئیں اور رات کو آرام سے سوئیں۔ صبح کو سب حسب معمول بیدار ہوکر کہانے کے کمرے میں پہنچے کھانا کھاکر حسب معمول کھیل کود میں مشغول ہوئے دن کے بارہ بجے کے وقت وزیر اعظم کا ایک معزز سردار فتح کی خوش خبری میں خلعت اور تحفہ تحایف مع شکرگذاری کے ایک چٹھی کے پاشا کے محل میں لیکر آیا۔ پاشا بہت باغ باغ ہوا اور اُن سب چیزوں کو بڑی خوشی سے قبول کیا لیوکس اور جیولین نے اپنی اپنی چٹھیاں تیار کیں اور پاشا نے یہ چٹھیاں دیکر قاصد اُن کے شہر کو روانہ کئے۔ سہ پہر کو زلیخا بھی محل میں آگئی اور اپنی بہنوں کے کمرے میں داخل ہوئی۔

باب چودھواں

بڑی دعوت اور پھولوں کی آرائش

اسی روز شام کو پاشا کے محل میں اس لقب اور انعام کی خوشی میں جو آج پاشا کو جان نثاریوں کی بغاوت کے فرو کرنے میں عطا ہوئے تھے۔ ایک بڑی بھاری جلسہ کی دھوم دھام تھی اور مختلف لوگوں کو جو دعوت میں شامل ہونے والے تھے قاصد بھیجے جا رہے تھے محل کے ایک کمرے میں تینوں لڑکیاں خوشی میں محو اپنی اپنی سجیلی پوشاکیں پہننے میں مشغول ادھر اسمعیلڈہ اپنے اچھے اچھے کپڑے نکال کر آئینہ سے صلاح لیتی تھی کہ اس موقع کے لئے تیری دانست میں کونسی پوشاک درست ہے۔ ادھر لیوکس اور جیولین خوشی خوشی آپس میں بات چیت کرتے تھے کہ آج پاشا نے قاصد ہمارے ملک کو روانہ کر دئے ہیں بس اب شادی ہوگی اور عیش کے سامان۔ ادھر خلیل باغ کے ایک کونے میں ٹہلتا ہوا کچھ تدبیریں سوچتا تھا۔ پاشا دعوت کے سامانوں میں مشغول تھا۔ محل کے سامنے ایک بڑا خیمہ لگایا گیا یہ پاشا کے مہمانوں کے نشست کی جگہ تھی۔ ایک دوسرا ڈیرہ جو پشت محل پر تھا وہ دعوت کا سامان رکھنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اور محل کے باغوں اور روشنوں پر روشنی اور سامان تزک کا تو ذکر کیا ہے۔ شام کو دریا پر مختلف گروہوں کی کشتیاں آتی ہوئی نظر پڑیں۔ مہمانوں کے محل میں داخل ہونے کا وقت شام کے چھ بجے تھا۔ ڈیرہ نہایت شاہانہ لال مخمل اور ساٹن کا بنا ہوا تھا جن پر استادہ تھا چاندی اور سونے کے تھے۔ کہ جن کے اوپر پھولوں کے گجرے نہایت خوشنمائی سے لپٹے گئے تھے۔ ڈیرے کی رسیاں کلابتونی اور ریشمی کام کی تھیں اور اس کے اندر ہزارہا پھولوں کی بندنہاریں جن کے بیچ بیچ میں روشنی کی ہانڈیاں لٹکتی تھیں ایسی خوبصورتی سے لگائی ہوئی تھیں کہ اس کی خوشنمائی اور بھی دوبالا ہوگئی تھی ڈیرے کے اندر زمین پر سبز مخمل کا فرش تھا جس کے اوپر کارچوبی کام کی کرسیاں قرینے سے رکھی تھیں پاشا نے پہلے ہی سے انتظام کر لیا تھا کہ زلیخا نزرہ گلنار اور اسمعیلڈہ مہمانوں کے استقبال کے لئے تیار رہیں۔ مگر لڑکیوں کو ہدایت تھی کہ وہ جلسہ کے اندر اپنے عاشقوں پر کوئی خاص طرح کا ارادہ ظاہر نہ کریں۔ ایسے ہی لیوکس جیولین اور خلیل کو بھی ہدایت تھی کہ وہ باغ کے ایک حصے میں ٹہلتے رہیں اور جس وقت مہمان کشتی سے اتر کر محل میں داخل ہوں وہ ان کے ہمراہ یہاں آنے کا قصد کریں تاکہ ان کے محل میں رہنے کا احتمال نہ ہو۔ لہذا جونہی چھ بجے کا وقت

قریب آیا اور مہمانوں کی کشتیاں دریا پر نظر آنے لگیں
یہ چاروں عورتیں نہایت پاکیزہ اور بھڑکیلے لباس پہنے
اور پھولوں کے گجرے قرینے سے بدن پر زیب تن
کئے ہاتھ میں پھولوں کے چھوٹے چھوٹے گلدستہ لئے
محل کے دروازے پر جا موجود ہوئیں اُدھر وہ تینوں
نوجوان باغ کے حصے میں جو محل کے باہر تھا خراماں
خراماں پھرتے اور اپنی اپنی معشوقوں سے نظارہ
بازی کرتے نظر آتے تھے ۔ ڈلٹین پاشا کچھ غلاموں
کے ساتھ کنارے دریا کے لوگوں کو کشتی میں سے
اوتار کر محل میں لانے کے لئے منتظر کھڑا تھا غرضکہ
تمام مرد اور عورت مالک اور غلام سب اس جلسہ
کی خوشی میں محو تھے مگر خلیل اس وقت بھی اپنی
تدبیروں سے خالی نہ تھا مہمانوں نے کشتیوں سے
اوتر کر پاشا کے ساتھ محل کا رُخ کیا ہر ایک بچہ بڑا
عورت مرد سب پاشا کو مبارک بادیں دیتے
اور تعریف کرتاں محل میں داخل ہوئے یہاں اِن
چاروں ماہیروں نے ان کا استقبال کیا اور ہر ایک
سے نہایت تپاک کے ساتھ مصافحہ کرکے قرینے سے
ڈیرے کے اندر بٹھلایا ۔ مہمان کل تعداد میں قریب ڈیڑھ سو
کے تھے عورتیں سب ایک طرف بیٹھیں اور مرد کل
دوسری جانب ۔ پاشا اپنے ہمسر افسروں کی قطار
میں بیٹھا ہوا اپنی بہادری کی تعریفیں سن سن کر پھولا
نہ سماتا تھا ۔ خلیل لیوکس جولین علیحدہ اپنی گفتگو
میں مشغول تھے ۔ مگر خلیل صرف اُن کی بات کا
جواب دیتا تھا ۔ ورنہ کچھ اس جلسہ میں ایسا زیادہ
دلی شوق نہ رکھتا تھا ۔ کرسیوں کے پیچھے خود پاشا
کے اور اُن لوگوں کے ملازم جو یہاں آئے تھے زرق
برق پوشاکیں پہنے قرینہ سے کھڑے تھے کچھ عرصہ
اِدھر اُدھر کی گفتگو کے بعد شراب کا دور شروع
ہوا پھر کھانے کا سامان تیار ہوا ۔ ادھر لوگ ڈیرے
میں کھانا تناول کرتے تھے اودھر ڈیرے کے باہر
فوج کا باجا میٹھے میٹھے سروں میں فرحت کے راگ
گاتا لوگوں کے دلوں کو لبھا رہا تھا ۔ اندھیرا ہوتے
ہی تمام ڈیرے اور ڈیرے کے باہر کے لیمپ پاشا
کے ملازموں نے آناً فاناً میں روشن کر دئے روشنی
ہوتے ہی جلسہ کی رونق اور بھی زیادہ ہو گئی کھانا
ختم ہونے کے بعد مہمان کچھ تو رخصت ہوئے اور کچھ
پاشا کے ساتھ گفتگو کرتے رہے یہ دیکھ کر لیوکس
جولین اور خلیل ڈیرے کے باہر نکل باغ میں ٹہلنے
لگے ۔ گلنار شنزہ اور زلیخا بھی فوراً باہر آئیں چنانچہ
اب اِن تینوں شخصوں کو اپنی اپنی معشوقوں سے باز
کرنے کا موقع ملا ۔ چنانچہ لیوکس گلنار اور جولین شنزہ
علیحدہ علیحدہ باغ کے حصہ میں پھرتے نظر آنے لگے
زلیخا خلیل کو اکیلا دیکھ کر جھٹ اس کے پاس پہنچی
خلیل اُسے اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر اپنے دوستوں
سے ذرا دور ہونے کی خاطر ایک طرف کو چلا ۔

زلیخا۔ حضور میں آپ کی عنایتوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔

خلیل۔ اے پیاری شکر کی کچھ ضرورت نہیں میں اپنے کو اس تعریف کے لائق نہیں پاتا۔ مگر دیکھو زیادہ گفتگو کا موقع نہیں شاید اسمعیلڈہ ہماری حرکات کو دیکھتی ہو مکر یہ کہ شکر کی کیا جگہ ہے میں نے تو تمہاری الفت ہی میں سب کچھ پالیا اور یقین رکھو کہ خوشی کا موقع بہت جلد آنے والا ہے بس اب تم اپنی مہمان عورتوں میں جا شامل ہو اور میں اسمعیلڈہ سے بچنے کی کوشش کرتا ہوں یہ کہکر اس نے زلیخا کا ایک بوسہ لیا اور پھر ایک طرف کو چلدیا کیا دیکھتا ہے کہ سامنے روشنی میں اسمعیلڈہ پریشان نظر سے ہکابکا ادھر ادھر دیکھتی ہوئی ٹہل رہی ہے یہ فوراً تاڑ گیا کہ بس یہ میری ہی تلاش میں پریشان و سرگردان ہے۔ بس راستہ سے کترا کر وہ محل کی طرف جو تاریکی میں تھا۔ چلا اور دل میں خیال تھا کہ اگر اس وقت اس نے دیکھ لیا تو اپنی بے اعتنائی سے شاید اس کے خیالات کچھ پریشان ہونگے اور دوبارہ ملاقات پر کچھ لعنت ملامت بھی کریگی پھر خدا کی درگاہ میں دعا مانگی کہ وہ موقع ہرگز نہ آئے اسی خیال میں وہ محل کے پچھلے حصے میں پہنچا۔ اور آہستہ آہستہ ٹہل رہا تھا کہ اس نے ایک دروازے کے کھلنے کی آواز سنی۔ حیران ہوا کہ یہاں دروازہ کیسا اور اس وقت یہاں سے کون دروازہ کھول کر نکلتا ہے مگر مصلحت یہی سمجھی کہ چھپ کر دیکھنا چاہئے کہ کیا ماجرہ ہے چنانچہ جھٹ ایک درخت کے پیچھے چھپ رہا کیا دیکھتا ہے کہ ایک دروازہ کھلا اور وہی حبشی آہستہ سے وہاں سے نکلا دروازہ سے باہر آکر اس نے چاروں طرف غور سے دیکھا دروازے کو آہستہ سے بند کرکے محل کے آگے کے حصے کی طرف روانہ ہوا خلیل کو چونکہ پہلے اس دروازے کا کچھ حال معلوم نہ تھا۔ لہذا فوراً یہ اسے کھول کر اندر داخل ہوا۔ کیا دیکھتا ہے کہ یہ وہی جگہ تھی جہاں ٹریپ ڈور بنا ہوا تھا۔ اور ایک دفعہ خود اس سے اور دوبارہ جیولین کے ساتھ اس حبشی سے اس کا مقابلہ ہو چکا تھا۔ اب چونکہ اس کو یہ خیال تھا۔ کہ اس وقت اس حبشی کے یہاں سے نکلنے کا کیا باعث ہے اس لئے اسنے دروازے کو پھر اسی طرح بھیڑ دیا اور آپ اس کے اندر کی طرف مستعد کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ پھر کھلا اور حبشی دو شراب کی بوتلیں اور کچھ مٹھائی اور تازہ پھل لے کر آیا۔ بوتلوں کو زمین پر رکھکر اس نے دروازہ بند کیا اور لمبی چابی سے جو اس کے پاس تھی مقفل کرنے ہی کو تھا کہ اس کی نظر خلیل پہ پڑی فی الفور اوسان جاتے رہے اور چابی ہاتھ سے چھوٹ پڑی مگر اوسان قایم کرکے اس نے فوراً

اپنا خنجر میان سے نکالا چنانچہ خلیل نے بھی اپنی تلوار چشم زدن میں نیام سے نکال کر ہاتھ میں لی اور کہنے لگا کہ بس بولا اور مارا گیا کہ اتنے ہی میں باہر سے غل اور شور کی آواز آئی خلیل کو یہ خیال کر کے معلوم نہیں کیا معاملہ پیش آیا اس وقت اپنے موقع کو ہاتھ سے چھوڑ کر باہر آنا پڑا اس کے باہر آتے ہی۔ حبشی نے موقع غنیمت سمجھ کر دروازہ بند کر لیا۔ خلیل جھٹ خیمہ کی طرف پہنچا مگر دیکھا کہ مہمان سب رخصت ہو کر دریا کے کنارے پر پہنچ گئے تھے پاشا بھی اُن کے ساتھ تھا۔ مگر چونکہ شراب بہت پی گیا تھا اس لئے بالکل بے اوسان تھا۔ مہمان سب کشتیوں میں سوار ہوئے پاشا اُن سے ملاتے وقت پاؤں پھسل کر دریا کے کنارے پانی میں گر پڑا اس پر تمام لوگوں نے ایک دم سے قہقہہ لگایا اب اس کے غلاموں نے اس کی ٹانگیں پکڑ کر باہر نکالا چنانچہ وہ شور و غل بھی تھا مہمان سب رخصت ہو گئے۔ اب سب لوگ محل میں پھر جمع ہوئے اور چونکہ ابھی سات ہی بجے تھے پاشا نے اپنے گیلے کپڑے بدل کر پھر کچھ شراب پی اور خلیل کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا آج تم یہیں یعنی اسی ڈیرے میں اپنی داستان شروع کرو۔

باب پندرہواں

رات کی سرگذشت

خلیل کی کہانی بارہ بجے رات کو ختم ہوئی کچھ عرصہ تک اس مضمون پر آپس میں بحث رہی اسمعیلڈہ کو خلیل آج جیسا کبھی خوبصورت نظر نہیں آیا تھا۔ لیوکس اپنی بحث کو بڑھانا چاہتا تھا۔ مگر خلیل نے اس کی طرف ایک ایسی نظر سے دیکھا جس سے اوسے معلوم ہوا کہ وہ اس طرح وقت ضائع کرنے سے ناراض ہے زلیخا فوراً اس نگاہ کو تاڑ گئی اور پاشا کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ رات بہت آ گئی ہے اب ہم کو آرام کرنا چاہئے یہ سب یہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے آگے آگے لیوکس جیولین اور خلیل تھے پیچھے تینوں لڑکیاں اور سب سے پیچھے پاشا اور اسمعیلڈہ۔ خلیل نے آہستہ سے لیوکس سے کہا کہ آج تم جیولین سے اپنا کمرہ بدل لینا لیکن یہ نہ پوچھو کہ کیوں اس کا حال ابھی معلوم ہو جائیگا۔ لیوکس اے دوست میں بغیر اپنی رائے شامل کئے تیری ہدایت پر چلنے کو تیار ہوں۔ بس یقین رکھ کہ ایسا ہی ہوگا جیولین بھی جھٹ راضی ہو گیا غرضکہ محل قریب آیا پاشا نے پہلے خلیل کا کمرہ کھولا اور خلیل کو اندر بند کر کے پھر قفل لگا دیا پھر لیوکس کا کمرہ کھولا۔ جیولین جھٹ اس کے اندر گھس گیا۔ پاشا نے کمرہ بند کر دیا۔ اور جیولین کے کمرے کی طرف چلا لیوکس اس کے پیچھے پیچھے چلتا تھا پاشا نے جو کمرہ کھولا تو وہ جھٹ اس کے اندر چلا گیا جب خلیل نے

سے جا کر پاشا تینوں کمرے بند کر کے چلدیا۔ تب
اُس نے اپنا پوشیدہ دروازہ کھولا اور لیوکس کے کمرے
میں داخل ہوا۔ لیوکس پہلے بہت کچھ حیران ہوا جب
کہ اُس نے خلیل کو دیوار میں سے نکلتے دیکھا مگر خلیل
نے کہا کہ خاموش سوال کا کوئی موقع نہیں ہے مجھ کو
اُمید ہے کہ آپ فوراً اس کام کو بجالائینگے جو میں آپ
کو ہدایت کرتا ہوں۔

لیوکس۔ اے عزیز مہربان میں تم سے کہہ چکا ہوں
کہ میں اندھا ہو کر تمہارا حکم بجالاؤنگا۔

خلیل۔ اے دوست بس تم اب میرے کمرے میں
آجاؤ آمینہ ابھی آتی ہوگی تمہیں وہ وہاں پاکر بیشک
حیران ہوگی مگر تم کہہ دینا کہ پاشا نشہ کی حالت میں مجھے
آج یہاں بند کر گیا تم اُس کے ساتھ جانے کی کوشش
کرنا اور دیکھیں کس طرح سے تم اپنی لیاقت کو کام میں لاتے ہو۔

لیوکس۔ تو کیا مجھ کو گلنار کے حق میں بےوفائی
اختیار کرنی ہوگی۔

خلیل۔ بےوفائی کا کیا ذکر ہے۔ تم دل سے تو یہ
بات نہیں قبول کرتے پھر بےوفائی کیسی اگر زبانی
گفتگو میں کامیابی حاصل نہ ہو تو پیسے سے کام نکالنا
تمہارے پاس نقدی ہے نا۔

لیوکس۔ جی ہاں بہت۔

خلیل۔ بہت خوب بس تم یہی کوشش کرنا کہ آمینہ
تم کو اسمعیلڈہ کے کمرے میں لے جائے اب اُس کا دل
بہلانا تمہارے اختیار ہے اور اگر کسی پریشانی کی
حالت میں اسمعیلڈہ تم کو دوسرے راستے سے نکالے
تو وہاں ایک حبشی غلام کو دیکھ کر جو پہرہ دیتا ہوگا۔
نہ گھبرانا برخلاف اُس کی دغابازی کا ہر وقت خیال
رکھنا۔ اور اُس کو اپنے آگے چلانا آپ اُس کے آگے
نہ ہونا اور نتیجہ کا کچھ خوف نہ کرنا۔

لیوکس۔ بجا ہے ایسا ہی ہوگا۔

خلیل۔ بس تو اب آپ میرے کمرے میں آجائیے
مگر دیکھو ہتیار بھی اپنے چھوڑ کر نہ آنا۔

لیوکس جھٹ خلیل کے کمرے میں آگیا۔ اور وہ
اُسے یہاں بند کر کے آپ اُس کے کمرے میں بند ہوگیا
لیوکس اس کمرے میں داخل ہی ہوا تھا کہ اُس نے
باہر کا دروازہ کھلتے سُنا اور آمینہ کو اندر آتے دیکھا
جب اُس نے خلیل کو نہ پایا بہت حیران ہوئی اور
لیمپ کی روشنی میں آج اُس نے لیوکس کو دیکھا

آمینہ۔ اے جوان معاف کرنا بڑی غلطی ہوئی۔

لیوکس۔ جھٹ اُس کا ہاتھ پکڑ کر غلطی کیسی میں
تمہارا بھید سب سمجھتا ہوں اور فوراً پانچ اشرفیاں
اُس کے ہاتھ میں دیکر پھر اچھا آج خلیل کی جگہ ہمیں
ہی سمجھو۔

آمینہ۔ بہت حیران ہو کر اور اشرفیاں ہاتھ میں
لیکر اُس سے تمہاری کیا مُراد ہے۔

لیوکس۔ کیا تم بھول گئیں یا مت استبکے لیے پکا قصہ

آمینہ یہ بات سن کر تاڑ گئی کہ یہ بھید سے ناواقف نہیں اب بغیر لیوکس کے رے جائے تو اشرفیاں ہضم نہ ہو سکیں گی۔ اور اگر لے جاتی ہوں تو اپنی جان پر آفت آتی ہے۔

لیوکس۔ فوراً اُس کے خیالوں کو تاڑ گیا اور کہا یہ تو صرف اس انعام کا ایک بہت قلیل حصہ ہے جو میں تجھے اس کام کے انجام پر دینا چاہتا ہوں۔ بس آج میرا دل اسمعیلڈہ پر آیا ہوا ہے اور یقین کامل رکھ کہ تجھ پر کسی طرح سے اُس کی ناراضگی کا حرف نہ آئے گا۔

آمینہ۔ مگر آپ تو گلنار کا دم بھرتے ہیں۔

لیوکس۔ ابھی اُس سے تو الفت صرف شادی کے لئے ہے۔ مگر یہ الفت کسی دوسرے سے محبت کرنے کے لئے مانع نہیں ہو سکتی

آمینہ۔ لیکن مجھ کو یہ خیال ہے کہ اسمعیلڈہ مجھ پر بہت ناراض ہوگی۔ مگر خیر تم اپنا عذر آپ کر لینا اور مجھ کو بھی اُس کے عتاب سے بچانا۔

لیوکس۔ بس چلو اب دیر نہ کرو۔

اور وہ فوراً اُس کو لے کر کمرے سے باہر نکلی اسمعیلڈہ کے کمرے میں پہنچ کر اُس نے کمرہ کھولا اور لیوکس کو اندر داخل کر کے دروازہ بند کر دیا۔ لیوکس کمرہ میں داخل ہوا۔ دیکھا کہ اسمعیلڈہ ایک آرام کرسی پر سہارے سے بیٹھی ہوئی خلیل کے دیکھنے کی منتظر تھی مگر لیوکس کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر بہت حیران ہوئی۔

لیوکس۔ اسمعیلڈہ کی طرف مخاطب ہو کر کیوں صاحب کیا خیال ہے۔ آج پھر ہمیں بھی آپ دیکھتی ہیں کہ میں خلیل سے کچھ کم خوبصورت نہیں مگر امر مجبوری ہے آج پاشا کچھ ایسا مخمور تھا کہ باوجود خلیل کے یہ کہنے کے یہ کمرہ میرا ہے۔ اُس نے زبردستی مجھے اُس کے کمرے میں بند کر دیا اب آمینہ جو اُسے لینے گئی تو کمرے میں اندھیرا ہونے کے سبب مجھے نہ پہچان سکی۔ یہاں آنے پر جب اُس نے معلوم کیا کہ دھوکہ ہوا تو اُس نے مجھ سے ہر چند کہا کہ واپس چلا جا مگر میں نہیں گیا اور کمرے میں زبردستی چلا آیا۔ کیونکہ میں آج شام سے تمہاری خوبصورتی کا شیدا ہو چکا ہوں۔ اسمعیلڈہ اُس کی اُن تمام باتوں کو غور سے سن کر اور یہ خیال کر کے کہ بیشک خلیل کی غلطی نہیں ہے وہ مجھ سے الفت کرتا ہے۔ مگر پاشا مجبوری ایسا ہوا اور یہ شخص بھی کچھ کم خوبصورت نہیں ہے۔ اُس سے کہنے لگی اچھا تشریف رکھئے۔ مگر آپ تو گلنار سے الفت کرتے ہیں۔

لیوکس۔ جھٹ بیٹھ کر اور اُس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر ابھی گلنار سے میری الفت صرف آج شام تک تھی۔ مگر آج تمہارے جمال نے

مجھ کو مجنون و دیوانہ بنا دیا ہے اس بات کا اسمعیلڈہ پر بڑا اثر ہوا اور لیوکس نے فوراً اُس کے بشرہ سے معلوم کر کے جھک کر اُس کا ایک بوسہ لے لیا۔

اسمعیلڈہ اس کی بیباکی پر بہت گھبرائی اور اُس کی گرفت میں سے ہٹنا چاہتی تھی۔ مگر اُس نے دونوں ہاتھ اُس کی کمر میں ڈال دئے اور محبت کی باتوں میں مشغول ہوے۔

لیوکس۔ کیوں صاحب کیا میں خلیل سے کچھ کم خوبصورت ہوں

اسمعیلڈہ۔ شرم سے نیچی نظر کر کے جی نہیں یہ کون کہتا ہے مگر یہ تو بتائیے کہ خلیل نے آپ سے کچھ میرا ذکر کیا تھا۔

لیوکس۔ ذکر کیسا اور کا ہے کا خلیل صرف یہ کہتے تھے کہ اسمعیلڈہ بہت خوبصورت ہیں اور میں اُن سے پوشیدہ ملنے کی خواہش رکھتا ہوں۔

اسمعیلڈہ۔ اور جیولین نے کچھ کہا۔

لیوکس۔ بس ایسے ہی خیال اُس کے ہیں کیونکہ آپ ایک ایسی خوبصورت اور ماہ جبیں ہیں کہ فرشتہ بھی آپ سے ملنے کی خواہش کرتے ہیں مگر یہ تو بتائیے کہ آمینہ کا قصور معاف ہوا یا نہیں

اسمعیلڈہ۔ کیسا قصور۔

لیوکس۔ قصور یہی کہ وہ آج مجھ بدبخت کو یہاں لے آئی حالانکہ میری تو آج دلی منشا پوری ہوئی کہ آپ سے نیاز حاصل ہوا۔

اسمعیلڈہ۔ میں نے تمہاری خاطر اُسے معاف کیا اور آپ کی اس اُلفت کی بڑی ممنون ہوں

لیوکس۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ کوئی خطرے کا تو موقع نہیں ہے

اسمعیلڈہ۔ خطرہ کچھ نہیں کبھی کبھی پاشا آجاتا ہے مگر کچھ خوف نہ کرو میں نے تمہارے بچاؤ کا ایک ذریعہ سوچ رکھا ہے

لیوکس۔ بھلا وہ کیا۔

اسمعیلڈہ۔ یہ سامنے کالا پردہ ہے بس اس کے پیچھے کا دروازہ۔

اب لیوکس اپنی بیباکی میں کچھ ترقی کرنے کو تھا کہ اتنے ہی میں آمینہ جھٹ اندر داخل ہوئی اور گھبرا کر کہنے لگی کہ پاشا آگیا۔ اسمعیلڈہ پریشان ہو کر لیوکس کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھ کھڑی ہوئی اس پردہ کی طرف چلی اور دروازہ کھول کر کہنے لگی افسوس یہ جدائی کا وقت گوارہ نہیں مگر راحت کا موقع پھر نصیب ہوگا۔ لیوکس سلام کر کے دروازہ سے باہر ہوا اور فوراً اُس کو حبشی اور خنجر کا خیال آیا۔

باب سولہواں

چابی کا حال

جوں ہی لیوکس دروازے سے نکلا اُس نے دیکھا کہ لیمپ جل رہا تھا وہ زینہ میں آگے کو بڑھا زینے کی ایک جانب کوٹھڑی کا دروازہ کچھ کھلا ہوا نظر پڑا فوراً خیال ہوا کہ حبشی کے رہنے کی یہی جگہ ہے مگر اس وقت حبشی نظر نہ آیا تھا۔ لیوکس جب اُس دروازہ

کے پاس آیا تو معلوم ہوا کہ حبشی اندر پڑا ہوا سوتا ہے وہ دروازہ کھول کر اندر جھانکا کیا دیکھتا ہے کہ حبشی پڑا ہوا غراٹے لے رہا ہے اور ایک کونہ میں شراب کی بوتلیں اور کچھ پھل وغیرہ رکھے ہوئے ہیں۔ لیوکس آہستہ سے پھر دروازہ اسی طرح بند کر زینے میں نیچے کو اترا مگر فوراً ایک شخص کو نیچے سے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا پیشتر اس کے کہ اُس پر کچھ ہراس یا پریشانی غالب ہو اس شخص نے فوراً لیوکس سے کہا کہ دہشت کا موقع نہیں میں تمہارا دوست خلیل ہوں۔ جب خلیل لیوکس کے برابر آگیا تو اُس نے آہستہ سے کہا کہ حبشی پڑا سو رہا ہے

خلیل ۔بس تو اب ہمارا کام بہت آسانی سے بنیگا۔

یہ کہکر وہ دونوں حبشی کی کوٹھڑی میں داخل ہوئے۔

خلیل ۔جھٹ اپنی تلوار میان سے نکال حبشی کے سرہانے کھڑا ہوا اور زور سے اس کے مونڈھے پر ایک لات ماری حبشی نے گھبرا کر آنکھیں کھولدیں مگر پھر تلوار لئے ایک شخص کو سرہانے کھڑا دیکھ کر گھبرا گیا اور جب اُس نے یہ دیکھا کہ خلیل ہے تو اور بھی گھبرایا

خلیل ۔اے بدبخت غلام اب تو میرے قبضے میں ہے۔ اور اب وہ موقع آگیا ہے کہ تجھ کو ہر ایک بات کا صاف صاف اظہار کرنا ہوگا۔

غلام ۔آپ کون ہیں افسوس کہ میں اس کم بخت جوان کی دہشت میں کچھ ایسا پھنسا ہوں کہ عقل کام نہیں کرتی۔

خلیل ۔ذرا ڈانٹ کر اے ملعون تجھ کو ہر ایک بیان صاف صاف کہنا ہوگا۔ تو خیال رکھ کہ میں رحم کرنے کو بھی ہر وقت آمادہ ہوں۔

غلام ۔کانپتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر حضور ارشاد وہ کیا خدمت ہے

خلیل ۔اب میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ تو اپنا خنجر یہیں چھوڑ دے اور بلا تامل اور شکایت میرے ساتھ نیچے چل

غلام نے دہشت زدہ آنکھوں سے خلیل کو سر سے پاؤں تک دیکھا پھر لیوکس کی طرف۔

خلیل ۔پھر دھمکا کر اور زینے کی طرف اشارہ کرکے ابے کیا گھورتا ہے اوٹھ اور ہمارے ساتھ چل۔

غلام فوراً چپ چاپ اُن کے ساتھ زینہ سے نیچے اُترنے لگا۔ یہاں تک کہ ڈیوڑھی پر پہنچے مخفی نہ رہے کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ یہاں سے ایک دروازہ باغ میں کھلتا تھا۔ مگر یہ دروازہ دیوار میں اس طرح بنا ہوا تھا کہ دیوار میں اس کا کچھ نشان نظر نہ آتا تھا۔

اب چونکہ اس کا حال معلوم ہوگیا۔ خلیل اُس کی بناوٹ کو غور سے دیکھ سکا۔

خلیل ۔غلام کی طرف مخاطب ہو کر تو اس دروازہ کی تالی مجھے دیدے۔

غلام ۔فوراً تالی جیب سے نکال کر کانپتا ہوا حضور یہ لیجئے۔ لیکن اگر بادشاہ چابی مانگیگا تو کیا کہوں گا۔

خلیل ۔تو کہہ دیجو کہ کھو گئی۔ اور تو دیکھتا ہے کہیں تیری جان بچانے کے لئے محل میں موجود ہوں۔

غلام ۔ حضور اگر آپ میری جان بچانا چاہتے ہیں
تو میں حضور سے التجا کرتا ہوں کہ چابی آپ میرے پاس
رہنے دیجئے۔ کیوں کہ اس چابی کا کھویا جانا گویا میرے
سر کا جانا ہے

خلیل ۔ تو کیوں گھبراتا ہے میں ہرگز تجھ پہ کوئی آفت
نہ آنے دونگا مگر خیال رکھ کہ تجھ کو میرے حکموں کی
تعمیل بغیر عذر کرنی پڑیگی۔

غلام ۔ حضور واقف ہیں کہ میں نے پہلی باتوں
میں سے ایک کا بھی ذکر نہیں کیا ہے

خلیل ۔ بہت ٹھیک اسی طرح آئندہ بھی خاموشی
اختیار کرنا اور یہ کہکر چابی اُس کے ہاتھ سے لیلی اور
تریب ڈور کی طرف اشارہ کرکے کہ اسے کھول
اب تو غلام بہت گھبرایا اور ہکا بکا خلیل کی طرف
دیکھنے لگا۔ خلیل نے دوبارہ ذرا ڈانٹ کر کہا ارے
جلدی کر اور یہ دروازہ کھول اور ساتھ ہی میں کہنے
لگا۔ دیکھ میں نے دو مرتبہ تجھ سے کہا ہے اور اگر
تیسری دفع میرا حکم خالی گیا تو اس تلوار سے تیری گردن
کاٹ ڈالونگا۔ غلام نے اُس کے لفظوں میں کچھ
ایسی دہشت پائی کہ فوراً ہاتھ جوڑ کر دروازہ کھولنے
کو تیار ہو گیا۔ اور کہنے لگا بس اب آقا کے غصے
سے مجھے بچانا آپ ہی کے اختیار میں ہے

خلیل ۔ کیوں گھبراتا ہے موقع پر دیکھ لیجیو۔
یہ لفظ سُن کے غلام کی تسلی ہو گئی اور اُس نے
دروازے کی طرف جاکر ایک کیل کو جو اُس میں اُبھری
ہوئی نظر آتی تھی دبایا۔ وہ کیل اندر کو گھس گئی اور
تختہ خودبخود دونوں طرف سے نیچے کو جا پڑا مگر اسی
وقت اِن تینوں نے اسمعیلڈہ کے کمرے کا دروازہ
کھلنے کی آواز سُنی۔

غلام ۔ گھبرا کر پاشا آن پہنچا
یہ سب کے سب خاموش ہو گئے کہ انہوں نے
پاشا کو اسمعیلڈہ سے یہ کہتے سُنا میں نے اس وقت
ایک پریشان خواب دیکھا ہے اور ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ کوئی میرا خزانہ لینے کی کوشش کرتا ہے۔

خلیل ۔ غلام کی طرف مخاطب ہو کر جو دہشت کے
مارے بید لرزاں کی طرح کانپ رہا تھا۔ تسلی رکھ
خوف نہ کر اور اِس تمام چیزوں کو اسی طرح دُرست کردے
یاد رکھ کہ تیری جان میرے ہاتھ میں ہے۔ میرے بھید
کو ہاتھ سے نہ کھو بیٹھیو ثابت قدمی کا دم بھرتا رہیو
بس پھر تجھے کوئی خوف نہیں ہے۔

غلام ۔ اور حضور چابی بس اس کا تو میرے پاس
نہ ہونا جان کا وبال ہے

خلیل ۔ ارے پاشا سے کہدیجو کہ کھوئی گئی اور تجھ
پر کوئی وبال آئے تو میں تیری مدد کرنے کے لئے تیار
ہوں پھر لیوکس کی طرف اشارہ کرکے بس اب دیر
کا موقع نہیں ہے یہاں سے چل دینا چاہئے۔
یہ دونوں یہاں سے ہرن کی طرح لپکے اور آسے

کمرے کے پوشیدہ دروازہ پر جاکر دم لیا اور اُس کو کھول
کر وہ فوراً اندر گھس گئے۔ غلام اب آہستہ آہستہ زینہ
پر چڑھا۔ مگر وہ اُس ٹریپ ڈور کو بالکل درست کر
چکا تھا۔ اسی اثنائے میں پاشا نے اوپر کا دروازہ
کھولا اور چاہتا تھا کہ اسمعیلڈہ کے ساتھ خزانہ دیکھنے
کے لئے نیچے آوے مگر اسمعیلڈہ اس کا ہاتھ پکڑ کر
اوسے روکتی تھی اور کہتی تھی کہ خواب اکثر غلط ہوتے
ہیں تمہارا خزانہ بالکل صحیح و سالم ہوگا۔ اور مجھے یقین
کامل ہے کہ ہمارا وفادار غلام مسرور پہرا دیتا ہوگا۔
بس آپ آئیے اور اپنا سر میرے زانو پر رکھکر آرام کیجئے

پاشا۔ غصے سے اُس کا ہاتھ چھڑا کر نہیں میں باز
نہیں رہونگا۔ اگر تم میرے ساتھ چلنا نہیں چاہتی
تو یہیں ٹھیر جاؤ۔

یہ کہکر پاشا جھٹ دروازے سے باہر آیا اور زینہ
سے اوترنے لگا۔ اسمعیلڈہ اُس کے پیچھے پیچھے گئی ان
دونوں نے دیکھا کہ مسرور خالی ہاتھ نیچے سے اوپر کو
جاتا تھا۔ اور جلدی سے اپنی کوٹھڑی پر پہنچ کر دو
زانوں ہو اس نے پاشا کو سلام کیا

پاشا۔ میں تجھ سے بہت خوش ہوں کہ تو ہوشیار
ہے مگر اس وقت تو خالی ہاتھ کیوں ہے تیرا خنجر کیا ہوا

غلام۔ پھر پاؤں میں جھک کر حضور وہ بھولے
سے کوٹھڑی میں رہ گیا ہے۔

پاشا۔ ارے بھول کیسی۔

مسرور۔ حضور یہ پہلی مرتبہ ہے کہ میں نے ایسا
قصور کیا ہے۔ اور میں اُس کی معافی چاہتا ہوں

اسمعیلڈہ۔ مسرور کی طرف مخاطب ہو کر خلاف
ایسا نہ کیجو اب تو پاشا۔ تیرا قصور معاف کر دینگے۔

پاشا۔ اُس کی کوٹھڑی کا دروازہ کھول کر دیکھا مگر
تیرا خنجر کہاں ہے مگر جو ہی کہ دروازہ کھولا تو بہت
حیران ہوا اور کہنے لگا۔ کہیں بوتلیں اور پھل یہ تیرے
پاس کہاں سے آئے ضرور تو باغ میں سے چرا کر لایا!

اب مسرور نے بہت پریشان ہو کر اسمعیلڈہ کی
طرف دیکھا۔ اور پھر پاشا کے قدموں پر گر کر عرض
کیا کہ معافی کا خواستگار ہوں۔

پاشا۔ غصہ میں بھر کر اے مکار حبشی اب تیرا جرم
صاف ظاہر ہے۔ تو گناہِ عظیم کا مرتکب ہوا اور
ضرور سزا پائے گا۔

اسمعیلڈہ۔ پھر حبشی کی حمایت لیکر پاشا سے
کہنے لگی حضور اس کو بیان تو کرنے دیجئے شاید آمینہ
کہانے میں اس کو شراب اور پھل نہ دیگئی ہو۔

پاشا۔ اگر آمینہ نے ایسا کیا ہے تو وہ سزا پائیگی

اسمعیلڈہ۔ حضور کبھی کبھی میں بھی اُسے ایک
آدھ شراب کا پیالہ دیدیتی ہوں۔

پاشا۔ مسکرا کر پھر تو تم بھی میرے حکم کے خلاف
کارروائی کرتی ہو۔ خیر کل اس بات کو تحقیق کیا
جائے گا۔ اور اگر اس کا قصور ثابت ہوا تو میں

فوراً اُس کو بازار میں بھجوا کر بیچ ڈالونگا۔ لے غلام اب اُٹھ کھڑا ہوا اور چابی مجھے دے۔

مگر حیران تھا کہ مسرور اُسی طرح سے پاشا کے قدموں میں پڑا ہوا عاجزی کر رہا تھا۔ مخفی نہ رہے کہ خلیل نے اپنے کمرے کا پوشیدہ دروازہ کھول رکھا تھا۔ اور یہ دونوں چُپکے چُپکے یہ تمام گفتگو سُن رہے تھے۔

پاشا۔ ارے چابی کیوں نہیں دیتا۔

مگر غلام نے کوئی جواب نہیں دیا۔

اسمعیلڈہ۔ اے بیوقوف غلام پاشا کو چابی دیدے اس سے اپنی گناہ معافی مانگ اور میری سفارش پر بھروسہ رکھ

غلام۔ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوا اور گھبرا کر کہنے لگا حضور میرے پاس چابی نہیں ہے

پاشا حیران ہوکر اور غصہ میں بھر کر ارے کیا کہتا ہے کیا تو میری دل لگی اُڑاتا ہے۔ اس دروازے کی چابی کہاں ہے جو باغ میں نکلتا ہے۔

غلام۔ کانپتے ہوئے وہ تو جاتی رہی۔

پاشا۔ پریشانی سے کیا چابی کھوئی گئی لیکن کہاں

یہ سُن کر اسمعیلڈہ بھی حیران ہوئی مگر حیرانی سے اُس کی زبان بند رہی۔

پاشا۔ اب چابی کہاں کھوئی گئی کیا دروازہ بند ہے یا کھلا۔

غلام حضور دروازہ تو بند ہے چابی کہیں باندر ہی گر پڑی ہے اور میں اُسی کو ڈھونڈتا ہوا پھرتا تھا جب حضور تشریف لائے تھے۔

پاشا۔ اس میں ضرور کچھ دغابازی ہے۔ اچھا اُٹھ اور اپنی کوٹھڑی میں جا۔

اور یہ کہکر جھٹ اُس نے اپنی تلوار نکالی کہ غلام کو فوراً گردن مار دے مگر اسمعیلڈہ فوراً چلائی اور کہنے لگی حضور میرے سامنے نہ ماریئے۔

پاشا۔ نہیں میں اس طرح اسے مارنا نہیں چاہتا پھر غلام کی طرف مخاطب ہوکر لا اپنا خنجر میرے حوالہ کردے۔

اسمعیلڈہ نے جب دیکھا کہ پاشا اُسے مارنا نہیں چاہتا فوراً کہنے لگی حضور آج رات کی اسے مہلت دیجئے معلوم ہوتا ہے کہ نشے سے اُس کے ہوش و حواس باختہ ہیں کل صبح کو حواس میں آن کر پورا بیان کردیگا

پاشا۔ اسمعیلڈہ کی طرف مخاطب ہوکر بہت درست مگر یقین رکھو کہ اگر اس کا بیان معقول نہ ہوگا تو ضرور اُسکو تانت کی پھانسی پاکر دریائے باسفرس کی مچھلیوں کا شکار بننا پڑیگا۔

پاشا اب حبشی کی کوٹھڑی میں سے ایک ہاتھ میں اپنی تلوار اور دوسرے میں اُس کا خنجر لئے ہوئے باہر آیا اور کوٹھڑی میں حبشی کو بند کرکے چھوڑ گیا اب اسمعیلڈہ سے کہنے لگا۔ بس اب تحقیق کرنا ہے کہ خزانہ درست ہے یا نہیں۔ بس پھر آیلم کی ٹھہرے گی اور

اسمعیلڈہ کے ساتھ نیچے اوترنا شروع کیا۔ خلیل نے اُسے نیچے آتے ہوئے دیکھ کر فوراً اپنا دروازہ بند کرلیا جب یہ دونوں نیچے پہنچ گئے۔ خلیل پھر دروازہ کھول اُن کی حرکات کو بغور دیکھنے لگا۔ پاشا اور اسمعیلڈہ ٹریپ ڈور پر پہنچے۔ پاشا نے پہلے غور سے اُس دروازہ کو جو کہ باغ میں نکلتا تھا دیکھا اور یہ معلوم کرکے کہ وہ مستحکم بند ہے۔ اُس نے ٹریپ ڈور کھولنے کے واسطے دروازے کی کیل کو دبایا وہ فوراً نیچے کو کھل گیا۔ پاشا اپنا خزانہ دیکھنے کے واسطے اُس کے اندر کی طرف جھکنکر جھانکنے لگا۔ اسمعیلڈہ جو اُس کے پیچھے کھڑی ہوئی تھی اب اُس کی تمام حالت و شکل بالکل شیطان کی مانند بدل گئی اور اس جوشِ شیطانی میں اُس نے اپنے دونوں ہاتھ پاشا کو اندر دھکا دینے کے لئے اوٹھائے۔ خلیل جو برابر یہ تماشہ دیکھ رہا تھا اُس کی اس حرکت پر حیران ہوکر جھٹ اُن کے پاس پہنچے اور پاشا کی جان بچانے کو تھا کہ پاشا فوراً آمین کہکر اوٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ خزانہ ٹھیک ہے اسمعیلڈہ پھر اپنے خیالات درست کرکے اپنی اصلی حالت پر آگئی۔ مگر خلیل پر اس بات کا بہت کچھ اثر پڑا۔ پاشا نے اب دروازے کی کھونٹی کو پھر کھینچا۔ اور ٹریپ ڈور بند ہوگیا۔ اب یہ دونوں پھر اوپر کی طرف روانہ ہوکر اوپر اپنے کمرے میں داخل ہوئے۔ خلیل نے میدان خالی پایا۔ تو لیوکس کی طرف مخاطب ہوکر دریافت کرنے لگا کہو بھئی اب اپنی حالت تو بتاؤ کہ کیا گذری۔ لیوکس نے مختصر لفظوں میں اسمعیلڈہ کی ملاقات کا تمام حال کہہ سُنایا اور کہنے لگا اُمید ہے اب تو آپ مجھے اس بھید سے واقف کرینگے کہ مجھے وہاں بھیجنے میں کیا مصلحت تھی۔

خلیل۔ اے دوست ابھی موقع نہیں آہستہ آہستہ سب کچھ معلوم ہوجائیگا۔

لیوکس۔ اُمید ہے کہ میری اس رازجوئی پر مجھے معاف کرینگے۔

خلیل۔ میں برخلاف اس کے آپ سے قوی اُمید رکھتا ہوں کہ آپ اس کا حال کچھ جیولین سے بیان نہ کرینگے یہ کہکر اُس نے اس سے ہاتھ ملایا۔

اور اُس کو اُس کے کمرے میں بند کردیا اب وہ نیچے کی طرف چلا اور اس چابی سے جو اُس نے جینی سے لی تھی نیچے کا دروازہ جو باغ میں نکلتا تھا کھولا اور باہر جاکر سیدھا ایک جھاڑی کی طرف بھاگا۔ اس وقت صبح کے چار ہونگے اور دن کچھ کچھ نکلنے لگا تھا۔ وہاں ٹھیر کر اُس نے ایک چھوٹا سا چوکور پارسل اپنی جیب سے نکالا۔ اور اوپر کا کاغذ پھاڑ کر اُس کے اندر سے ایک گولی جو ریٹھہ کی برابر تھی لیکر زور سے اُس کو زمین پر ماری گولی زمین پر پڑتے ہی معدوم ہوئیں اور شرارہ کے شین شین کرتی ہوئی اوپر کو چڑھی۔ خلیل کچھ عرصے تک منتظر رہا تھوڑی

دیر میں اس کا ملازم صادق دو اور غلاموں کے ساتھ کالی پوشاکیں پہنے ہوئے آموجود ہوا ان تینوں نے خلیل کو بڑے ادب سے سلام کیا۔ خلیل نے اُن سے اشارہ سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ اب یہ ان تینوں کو اس دروازے سے حبشی غلام کی کوٹھڑی پر لے گیا۔ دروازے کی بتّی کھولی اور اُس کے اندر داخل ہوئے۔

خلیل۔ غلام کی طرف مخاطب ہو کر چونکہ میں نے تمام گفتگو جو پاشا اور اسمعیلڈہ کے درمیان تیری جانب اُسی کوٹھڑی کے سامنے واقع ہوئی ہے سُن لی ہے اور میں نے تجھ سے اقرار کر لیا ہے۔ کہ میں پاشا کی آفت سے تجھے بچاؤں گا۔ اِس لئے میں تیری مدد کو آیا ہوں۔ تو میرے ان ملازموں کے ساتھ چلا جا۔ غلام نے خلیل کو بڑی حیرانی اور پریشانی سے دیکھا مگر کچھ کہہ نہ سکا۔ خلیل ذرا رعب سے خوب یقین رکھ کہ میری یہ حرکت کوئی دغابازی کی نہیں تو خوب سمجھ سکتا ہے کہ اگر میں اس وقت تجھے مارنا چاہوں تو مار سکتا ہوں مگر ساتھ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ تو اب اِن لوگوں کا قیدی ہے۔ غُلام نے پہلے کچھ سوچا اور پھر یہ خیال کر کے کہ بہر حال میں ان لوگوں کے ساتھ اچھی طرح رہونگا تو پاشا کے غُصّے سے بچوں گا۔ وہ اُن کے ساتھ جانے کو تیار ہو گیا۔ خلیل نے پھر اس کوٹھڑی کا دروازہ بند کر بتّی لگادی۔ اور حبشی اور تینوں شخصوں کو ساتھ لے نیچے کی طرف روانہ ہوا۔ دروازہ کھولا اور باغ میں داخل ہوئے۔ خلیل نے چپکے سے کچھ لفظ صادق کے کان میں کہے اور پھر جلد واپس آ دروازہ بند کیا اور اپنے کمرے میں پہنچ سو رہا۔ صادق اور اس کے دونوں غلام مسرور کو قید کر کے ایک طرف کو لے گئے اس واقع کے قریب آدھ گھنٹے کے بعد اسمعیلڈہ سوتے ہوئے پاشا کا سر آہستہ سے اپنے زانو سے ہٹا کمرے کا دروازہ کھول کر حبشی کی کوٹھڑی پر پہنچی۔ اُس نے بتّی کو سرکایا دروازہ کھولا اور آہستہ سے کہنے لگی اے وفادار مسرور باہر آ میں نہیں چاہتی کہ تجھ جیسا وفادار بے گناہ مارا جائے مگر بہت حیران ہوئی کہ نا تو کچھ اندر سے جواب آیا اور نہ انسان کے اوٹھنے کی حرکت معلوم ہوئی۔ اور وہ یہ معلوم کر کے کہ شاید غلام سوتا ہے اُس کوٹھڑی کے اندر داخل ہوئی۔ مگر وہاں اُس کو نہ پا کر بہت حیران ہوئی اب پری اور جن وغیرہ کا قصہ اُس کی آنکھ میں سما گیا۔ سوچتی تھی کہ لوگ ایسا بیان کرتے ہیں کہ گُناہ گار لوگوں کو حضرت ابلیس سزا دینے کے لئے اوٹھالے جاتے ہیں۔ شاید اُس حبشی کا قصہ بھی ایسا ہی ہو کبھی خیال آتا تھا کہ آمینہ نے کچھ سازش کر کے اسے نکال دیا ہو اس وقت وہ اپنے خیالات میں ایسی پریشان تھی۔ کہ مختلف

صورتیں اُس کی آنکھوں کے سامنے مجسّم بن کر
نظر آنے لگیں۔ غرض کہ اُس نے پھر کوٹھڑی کا دروازہ
بند کیا۔ بتّی لگائی اور اپنے کمرے میں داخل ہوئی
وہ پاشا کے برابر پلنگ پر لیٹ گئی مگر نیند نہ آتی
تھی۔ کیوں کہ پریشان خیال اُس کے دماغ میں
بھرے ہوئے تھے۔ صبح ہوئی پاشا اُٹھا اسمعیلڈہ
کو یقین تھا۔ کہ یہ فوراً غسل سے فارغ ہو کر مسرُور
کی کوٹھڑی میں جائیگا۔ اور اُس وقت یہ تمام
راز اُس پر کھل جائیگا۔ پاشا جونہی کہ اُس کے
پاس سے چلا گیا اُس نے آمینہ کو بُلا لیا۔ اور اُس
سے تمام باتوں کا تذکرہ کر کے دریافت کرنے لگی کیا
تُو نے مسرُور کو بھگایا ہے۔

آمینہ۔ نہایت ہی حیران ہو کر اے بی بی ابھی سوتی
ہو یا جاگتی یا رات کو کوئی پریشان خواب دیکھا ہے
میں مُردار تو اُس کا کچھ حال نہیں جانتی۔ سچ تو کہو
کیا حبشی بھاگ گیا اگر واقعی یہ بات سچ ہے تو بس
اب ہمارے لئے آفت کا سامنا ہے

اور طرح طرح کے اپنے جھوٹے سچے خیال اسمعیلڈہ
کے سامنے بیان کرنے لگی۔ اسمعیلڈہ اُس کی ان
باتوں کو پسند نہ کر کے گھبرا کر یوں کہنے لگی۔ ارے بس
کیوں بیہودہ تقریر کر کے وقت ضائع کرتی ہے تُو
مجھے کپڑے پہنا پاشا ابھی واپس آتا ہوگا۔ اور اُمید
ہے کہ یہ معاملہ سب کھل جائیگا۔ تُو اپنی چیز کو
بھی ذرا درست کرتا کہ وہ ہماری پریشانی سے اس
بھید کو معلوم نہ کر سکے۔ یہ یہ باتیں کر رہی تھیں
کہ پاشا دو حبشی غلاموں کو لے کر اسمعیلڈہ کے کمرہ میں آیا

پاشا۔ تو پیاری بی بی اب مہربانی کر کے تم ذرا میرے
ساتھ چلو کیوں کہ رات کا تمام ماجرہ تمہارے سامنے
واقع ہوا ہے۔

اسمعیلڈہ۔ بہت اطمینان کے ساتھ جی حضور
بس اب اگر یہ غلام چابی کے کھوئے جانے کا ٹھیک
عذر بیان نہ کر سکے تو میں اس کی سفارش نہ کرونگی
اور جو آپ کا مزاج چاہے سزا دیجئے۔

پاشا۔ اُس کے یہ لفظ سُن کر خوش ہو گیا اور کہنے لگا
بس اب میرے ساتھ تشریف لے چلو اور آمینہ کو
بھی تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ اپنا
عذر ٹھیک ٹھیک بیان کر سکے گا تو میں اسے
معاف کر دونگا۔ ورنہ وہی تانت کا پھندا اور
دریائے باسفرس کی مچھلیوں کا شکار اس کی
قسمت کا حصّہ ہوگا۔

اس طرح کہتے ہوئے یہ سب کے سب کمرے کا
دروازہ کھول غلام کی کوٹھڑی پر پہنچے۔ کوٹھڑی
کے دروازہ کی بتّی کھول کر کہا کہ اے مسرُور باہر نکل
اور چابی کے کھوئے جانے کا اپنا عذر بیان کر۔

اسمعیلڈہ۔ ذرا ڈانٹ کر کہنے لگی۔ بس اب دیر
نہ لگا۔ اور خوب یقین رکھ کہ میں اس موقع پر

بیوی سفارش نہ کروں گی۔

آمینہ۔ حضور یہ تو بڑا نالایق غلام ہے کہ اُس نے ایسی حرکت کی اب اُسے چاہئے کہ ہمارے پاشا کے قدموں پر گر کر اپنا قصور معاف کرائے۔

پاشا۔ غصّے میں بھر کر ارے مسرور نکل۔

مگر ناظرین کو معلوم ہے کہ وہاں مسرور تو نہ تھا جو نکلتا کون

پاشا۔ اپنے غلاموں کی طرف اشارہ کرکے ارے یہ بڑا بدذات ہے تم اندر جاکر اُسے فوراً پکڑ لاؤ

غلاموں نے حکم پاتے ہی فوراً کوٹھڑی کا دروازہ کھول دیا اور اندر داخل ہوئے مگر وہاں جب کہ مسرور کو نہ دیکھا تو گھبرا کر پاشا سے عرض کی کہ حضور کوٹھڑی تو خالی ہے یہ سُن کر پاشا اسمعیلڈہ اور آمینہ ہکا بکا ہو گئے اور جلد کوٹھڑی کے اندر داخل ہوئے۔

پاشا۔ دغاباز ضرور اس میں کوئی دغابازی ہے۔

آمینہ۔ پریشان ہوکر پوچھنے لگی حضور یہ ماجرہ آپ کی سمجھ میں کیا آتا ہے۔

مگر پاشا نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور زینے سے اُتر کر سیدھا اُس دروازہ پر پہنچا جو باغ میں کھلتا تھا۔ اسمعیلڈہ آمینہ اور دونوں غلام اُس کے پیچھے پیچھے گئے۔ پاشا نے پہلے دروازے کو ملاحظہ کیا مگر اُسے بند پایا پھر فوراً اُٹر پیڈور کو کھولا اور خزانے کو صحیح سالم دیکھ کر خوش ہوا کبھی اس کو اُن نووارد مہمانوں پر جو اس زینے کے بغلی کمروں میں بند تھے مسرور کے فرار کرنے کا شبہ ہوتا تھا۔ مگر پھر سوچتا تھا کہ اوّل تو یہ آدمی شریف معلوم ہوتے ہیں پھر اُن کو مسرور کے بھگانے سے مطلب کیا اور دروازوں کے کھلنے کے بھید کو کیوں کر پا سکتے ہیں۔

اب بہت حیران تھا کیا کرے مگر عقل کام نہ کرتی تھی اسمعیلڈہ طرح طرح سے اُس کے خیالات کو بہلانے کی کوشش کرتی تھی اور اِدھر اُدھر کی سیر تماشے کا ذکر کرتی تھی مگر پاشا کو اُدھر ہی کا خیال لگا ہوا تھا آخر یہ سب کے سب اوپر آئے پاشا نے آمینہ کی معرفت فوراً ایک اپنے معتبر غلام کو محل میں سے بُلا کر حبشی کی کٹھار اُسے دیکر خزانے کے پہرے پر مقرر کیا اور اِدھر سے تسلی پاکر اب وہ اسمعیلڈہ کی میٹھی میٹھی باتیں سننے میں مشغول ہوا اور آخر کار کشتی میں سفر کرکر اپنا دل بہلانے کے لئے راضی ہو گیا

باب ستر ہواں

کشتی میں دریا کی سیر

دریا کے سفر کے سامان جلدی سے تیار ہو گئے پاشا نے لیوکس جیولین اور خلیل کو اپنے اپنے کمروں سے نکالا اور اُن کو اطلاع دی کہ آج میں اپنے کنبے کے ساتھ دریا کی سیر کروں گا۔ مناسب ہے کہ آپ بھی میرے ہمراہ تشریف لے چلیں۔ مگر اس بات کا خیال ضرور ہے کہ آپ ہم لوگوں کے ساتھ محل سے نہ چلیں۔ تم کو چاہئے کہ محل کی پُشت کے راستہ

یہ تمام چیزیں ہر ایک کو تقسیم ہوئیں اور ہر ایک اپنے اپنے کھانے میں مشغول ہوا۔ خلیل نے جب سے کہ اپنے غلام صادق کی زبانی مسرور کے فرار ہونے کا حال سُنا تھا نہایت حیران تھا۔ چنانچہ کھانے کے وقت بھی یہی خیال اُس کے دل میں سمایا ہوا تھا۔ کھاتے وقت یکایک خلیل نے پیالہ شربت کا ہاتھ سے پھینکا اور کشتی سے ساحل پر کود کر تیزی سے ایک مقام کی طرف جو سامنے نظر آتا تھا دوڑا۔ درختوں کے جھنڈ سے گذر کر ایک باغ میں پہنچا وہاں دیکھا کہ چند خوبصورت عورتیں اپنے چہروں سے نقاب اٹھائے ایک سنگ مرمر کے فوارہ کے گرد خوش گپیوں سے مست بیٹھی تھیں جیسے کہ حوریں بیٹھی تھیں کہ یکایک اُن کی نظر اس وجیہ نوجوان پر جو ننگی شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے ہوئے تھا پڑی۔ اُسی وقت سب جلدی سے فوراً اپنی نقاب چہروں پر ڈال لیں اور بڑی تیزی سے اُس طرف دیکھنے لگیں مگر یہ بیچارہ اس سوال میں مشغول تھا۔ جب ایک لڑکی کی آواز آئی۔ جب اُس کی آواز کی طرف گیا تب دیکھا اپنے مسرور کے ساتھ معروف ہیں اور بہت سی عورتیں دوسری طرف نکل گئیں۔ اب خلیل نہایت پریشان ہوا کہ اس نے کیا کیا اور قریب تھا کہ سخت شرمندگی میں ہو کر واپس جائے

جد و جہد کرنے کے بعد دو آدمی وہاں سے نکلتے ہوئے نظر آئے آگے آگے مسرور حبشی اور پیچھے خلیل تلوار لئے ہوئے۔ حبشی نے دریا کا رخ کیا اور تھوڑی دیر میں کنارے پر پہنچ کر جھٹ دریا میں کود گیا۔ خلیل نے اپنی تلوار کنارہ پر ہاتھ سے پھینک دی اور اُس کے پیچھے دریا میں کودنے کا ارادہ کیا مگر کچھ سوچ کر یہ خیال کیا کہ وہ ضرور پانی پر دکھائی دے گا وہیں کھڑا ہو کر دیکھا کیا مگر اُس کا کہیں پتا نظر نہ آیا۔ اب خلیل پچھتانے لگا کہ کاش میں اُس وقت اُس کا سر تن سے جدا کر دیتا تو حسن کے قتل کا بدلہ ہو جاتا اُس کے ذہن میں پھر یہ مصلحت یاد آئی اور تھوڑی دیر میں وہاں سے واپس آیا اور کشتی پر بیٹھ کر روانہ ہوا۔ جب سے کہ وہ شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے ہوئے باغ میں داخل ہوا تھا اُس کی طرف سب عورتیں دیکھ رہی تھیں جب وہ واپس ہوا تو وہ عورتیں جو بیٹھی ہوئی تھیں اس سے بہت خوف زدہ ہوئیں کہ کون ہے۔ خلیل جب دریا کے کنارے پہنچا تو اپنے ساتھیوں سے ملا اور کشتی پر بیٹھ کر روانہ ہوا۔ اُس وقت اُس کے دل میں طرح طرح کے خیالات آتے تھے اور غم و غصہ سے بیتاب ہو رہا تھا اور جب اُس نے غور کیا تو اسے بہت رنج ہوا اور بہت افسوس کیا کہ کیوں ایسا عجیب خیال ہوا کہ بیکار کام کر کے

ایک حیلے کو پیسا اور کچھ روپے چیتھڑیوں میں کمر اللہ عگی اور کلام کی جرأت نہ رہی

خلیل۔ آپ کون ہیں اور میرے ساتھ یہ بدسلوکی کیسی

افسر۔ میرا نام رامی پاشا ہے۔

خلیل۔ آہا میں سمجھ گیا آپ ہمارے پادشاہ سلطان تسلیم کے بڑے افسر ہیں سُنئے میرے کچھ دوست دریا کے اندر ایک کشتی میں موجود ہیں ہم یہاں کھانا کھانے کے لئے ٹھیرے تھے۔ مجھ کو فوراً ایک شخص نظر آیا جس نے قانون کی نافرمانی کی ہے اور اس لئے وہ پادشاہ کے زیرعتاب ہے چنانچہ میں نے اُس کا تعاقب کیا اور اُس دہشت کی حالت میں آپ کے باغ میں جہاں کچھ عورتیں موجود تھیں چلا گیا قصور کی معافی چاہتا ہوں۔

رامی پاشا۔ یہ قصہ آپ کا صحیح ہے کیونکہ میں نے خود محل میں سے دیکھا تھا کہ آپ ایک حبشی کا تعاقب کر رہے تھے۔

خلیل۔ مگر یہ تو غور فرمائیے کہ وہ غلام بھی تو آپ کے باغ ہی میں سے گذر گیا تھا اگر میں بھی اُس کے پیچھے چلا گیا تو کیا قصور کیا۔

رامی پاشا۔ غلام پر کوئی الزام نہیں آسکتا اور نہ اُن لوگوں کو ہماری عورتوں کو بدنگاہ دیکھنے کی دلیری ہوسکتی ہے آپ کا قصہ اِس سے بالکل مختلف ہے آپ ضرور سزا کے لائق ہیں۔

خلیل۔ پاشا کی طرف بڑھ کر اچھا کچھ کان میں سُنئے اور پھر تمہاری یہ بحث بالکل جاتی رہے گی۔

خلیل نے کچھ اُس کے کان میں کہا۔ وہ بہت حیران ہوا پھر ایک انگوٹھی جو خلیل کے ہاتھ میں اُس نے دیکھی اُس کے اثر سے اور بھی ہکا بکا ہوگیا یہ دیکھ کر خلیل نے ذرا ڈانٹ کر اُس سے کہا خیال رکھنا کہ اُس کا ذکر نہ [illegible] بس اب آپ اپنے غلاموں کو لیکر محل [illegible] جائیے [illegible] اپنے دوستوں کے پاس جاتا ہوں

رامی پاشا اپنے غلاموں کو لے کر سیدھا محل میں داخل ہوا اب خلیل کشتی میں [illegible] اپنے دوستوں سے مل گیا

ڈلئین پاشا۔ تم بھی کہاں ہو آئے۔

خلیل۔ نہایت [illegible] حضور میں نے یہاں ایک [illegible] کے دوسری طرف دیکھ [illegible] اور اُس [illegible] تعاقب [illegible] ہوا [illegible] نے ایک زبردست [illegible] اور [illegible]۔

پاشا۔ [illegible] تو [illegible] دیکھے [illegible]

خلیل۔ [illegible] کا [illegible] سانپ [illegible] رنگ کے ہوتے ہیں۔

پاشا۔ پھر کیا آپ نے اُس سانپ کو پکڑ لیا۔

خلیل۔ حضور میں اُس کے پیچھے دوڑا مگر وہ [illegible] غوطہ مار گیا۔

اسمعیل۔ [illegible] بھی اگر یہ تمہارا سا [illegible]

خلیل۔ [illegible]

اُسے اپنی تلوار سے کاٹ دیتا۔
پھر یہ چاروں عورتیں گھبرا کر پاشا سے کہنے لگیں بس
اب یہاں سے چلنا چاہئیے ایسی خطرناک جگہ میں ٹھیرنا
ٹھیک نہیں۔ پاشا نے کشتی روانہ ہونے کا حکم دیا پھر خلیل
کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ لو یہاں ایک داستان ہونی
چاہئیے کہ جس سے سفر کا حظ اور بھی دوبالا ہو جائے
سب نے پاشا کے کلام کی تائید کی اور خلیل نے اپنی کہانی
بیان کرنی شروع کی۔

باب اٹھارواں

سیر ایک خوشنما چمن کی

کشتی چلی جاتی تھی اور چلتے چلتے ایک نہایت ہی
خوشنما چمن ساحل پر دُور سے نظر پڑا۔ چمن کی ایک جانب
ایک نہایت خوبصورت محل تھا کہ جس کی تعریف میں
زبان قاصر ہے۔ ڈٹیبن پاشا نے جب دیکھا کہ ہر ایک
شخص اُس کی تعریف میں قاصر ہے تو کہنے لگا کہ اگر تم
لوگ اس کی سیر کا شوق رکھتے ہو تو اجازت کی کوئی
ضرورت نہیں تم بشوق جاؤ اور میرا نام لے کر دربان
سے سیر کرنے کی اجازت حاصل کرو یہ محل اور باغ
میرے ایک دوست پاشا کا ہے اور وہ آجکل شہر
میں ہے لہذا محل خالی ہے۔ چنانچہ کشتی کنارے
پر ٹھیرائی گئی اور تمام لوگ اس میں سے اُترے۔ خلیل نے
اُترتے وقت زلیخا سے اشارہ کیا کہ تُو ہمارے ساتھ
نہ چلیو۔ لہذا یہ پاشا کے پاس جو کنارے پر بیٹھا حقہ پیتا تھا
ٹھیر گئی باقی تینوں عورتوں اور تینوں شخصوں نے ایک
باغ کا راستہ لیا۔ یہ لوگ گلنار جیو لین شرزہ علیحدہ علیحدہ
چلتے تھے۔ اور اسمعیلڈہ و خلیل علیحدہ اس چمن میں
ایک طرف ٹہلنے لگے۔

اسمعیلڈہ۔ خلیل کی طرف مخاطب ہو کر اے عزیز
خلیل آج بہت عرصے کے بعد تم سے ملاقات کا موقع
حاصل ہوا۔

خلیل۔ جی بجا ہے۔ بندہ بھی عرصے سے اسی آرزو میں
تھا مگر افسوس کہ موقع نہ ملا۔

اسمعیلڈہ نقاب مُنہ سے اوٹھا اور خلیل کے گلے میں
ہاتھ ڈال کر میرے خیال میں دریافت کرنا تو فضول ہے
کہ تم زلیخا کو اپنی اُلفت سے جواب دے چکے۔

خلیل۔ آپ نہیں دیکھتیں کہ میں اب اُس سے بالکل
بے اعتنائی برتتا ہوں۔

اسمعیلڈہ۔ بس اب عیش ہے اور راحت کے
سامان مگر کوئی ایسی تدبیر نکالنی چاہئیے کہ جس سے باغ
کا کانٹا دل سے دُور ہو۔

خلیل۔ یہ سُن کر بہت حیران ہوا مگر اپنی حیرانی کو چھپا کر
کہنے لگا بھلا یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔

اسمعیلڈہ۔ بہت آسانی کے ساتھ تم نہیں دیکھتے
کہ ہمارے مکان میں ایک ٹریپ ڈُور ہے جہاں پاشا

اپنا اثر ظاہر کرتا ہے۔

خلیل۔ پھر اس سے تمہاری کیا مُراد ہے۔

اسمعیلڈہ۔ خیر تفصیل کی کوئی ضرورت نہیں ہے مگر میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ بس یہ ذریعہ ہے جس سے میں پاشا سے نجات پا سکتی ہوں۔

خلیل۔ میں سمجھتا ہوں کہ تُم پاشا کو ہلاک کر کے اس راحت کو حاصل کیا چاہتی ہو مگر ظاہر ہونے پر گرفتاری اور سزا کی بابت کیا سوچا ہے۔

اسمعیلڈہ۔ دریافت اور سزا کی بابت یہ ہے کہ یہ بات ہرگز کسی کو معلوم نہیں ہو سکتی کہ پاشا کو کس نے مارا اور کیوں کر مارا گیا پھر سزا کا کیا ذکر ہے۔

خلیل۔ آہا میں سمجھ گیا۔ اُس ٹریپ ڈور کے اندر کوئی ایسا ذریعہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاں آدمی گر کر کہیں دُور جا نکلتا ہے۔

اسمعیلڈہ۔ ہاں کچھ ہی سمجھ لو۔

خلیل۔ مگر یہ تمہاری تدبیر ٹھیک نہیں اور بہت سی ایسی دوائیاں ہیں کہ جن کے کھلانے سے پاشا کی تندرستی آہستہ آہستہ کمزور ہو کر آخر کار بہ جہنم واصل ہو سکتا ہے

اسمعیلڈہ۔ آہا یہ ذریعہ اور بھی اچھا ہے بس وہ تدبیر کرنی چاہیئے پھر میں تمہاری ہوں۔

خلیل۔ نے اُسی باغ سے کچھ سبزی توڑ کر اسمعیلڈہ کو دکھائی اور کہنے لگا کہ بس اس کا عرق اس مدعا کے لئے اکسیر ہے۔

اسمعیلڈہ۔ بس اب اس انتظام میں دیر نہ لگانی چاہیئے اور پھر راحت اور عیش نصیب ہو

اسی گفتگو میں لیوکس اور گلنار پاس کے جھنڈ سے اُن کی طرف کو آتے ہوئے نظر آئے خلیل جلدی سے یہ کہکر بس اب زیادہ گفتگو کا موقع نہیں ہے اسمعیلڈہ کی گرفت سے جُدا ہوا اور چند منٹ بعد یہ سب کے سب کشتی کی طرف واپس ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ پاشا حُقہ پیتے پیتے سو گیا ہے مگر زلیخا کا کوئی پتہ نہیں ہے۔

باب انیسواں

سرگذشت زلیخا

پہلے پہل یہ خیال کیا گیا کہ شاید زلیخا تنہائی سے تنگ آکر کشتی میں چلی گئی ہو مگر جب کشتی کے غلاموں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اس سے ناواقف تھے

گلنار۔ نہایت دہشت سے افسوس ہماری بہن کو کیا ہوا

نزرہ۔ اُس کی تلاش کرنی چاہیئے۔

اسمعیلڈہ کچھ بے پروائی سے شاید وہ پاشا کو سوتا ہوا دیکھ کر باغ میں سیر کرنے چلی گئی ہو۔

وہاں سب تلاش کرنے گئے مگر وہاں کچھ پتا نہ ملا۔ پاشا جو ان تمام لوگوں کے واپس آنے پر جاگ اُٹھا تھا اس ماجرہ کے دریافت کرنے پر کہنے لگا اے نوجوانوں تلاش ضرور ہے اُمید ہے کہ تُم میرے بھانجی کا پتا لگا کے

اب تینوں شخص ایک ایک جانب دوڑے مخفی نہ رہے کہ پاشا کو سوتا ہوا پاکر زلیخا اپنی تنہائی کو بہلانے کے لئے میٹھے میٹھے سروں میں کچھ راگ گا رہی تھی کہ اُس نے پاس کی جھاڑیوں سے کچھ آہٹ کی آواز سُنی وہ گھبرا کر اوٹھ کھڑی ہوئی مگر پیچھے سے ایک آدمی نے آکر اُس کو زور سے پکڑ لیا اور اپنا ایک ہاتھ اُس کے مُنہ پر رکھ کر اُسے اپنے کندھے پر چڑھا کر بھاگ گیا پاس کے پہاڑ پر جا کر غایب ہو گیا۔ کچھ دُور جا کر وہ ایک جھاڑی میں پہنچا وہاں اُس نے اُسے زمین پر رکھا ہوش آنے پر کیا دیکھتی ہے کہ اُس کو اس طرح سے اوٹھا لانے والا ایک بڑا قوی ہیکل حبشی غلام تھا یہ معلُوم کر کے بہت حیران ہوئی اور طرح طرح سے عاجزی کرنے لگی یہ شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا جو پانی سے تر اور کیچڑ میں سنے ہوئے تھے۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ابھی دریا میں غوطہ مار کر نکلا ہے۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ وہی مسرور حبشی تھا مگر یہ اُسے نہ پہچانتی تھی کیوں کہ اس نے اسے اپنے ماموں کے محل میں کبھی نہ دیکھا تھا۔

زلیخا۔ تو کون ہے اور تو مجھے یہاں کیوں اُٹھا کر لایا ہے
مسرور میرا نام کافُور مسرور ہے اور میں پاشا کے خزانے کا پہرے دار تھا۔
زلیخا۔ حیران ہو کر تو میرے ماموں کا نمک خوار ہو کر میرے اوپر کا ہے کو یہ ظلم ستم روا رکھتا ہے کیا تو بھاگا ہوا

مسرور۔ ہاں بھاگا ہوا اور ستم رسیدہ اور یہی سبب ہے کہ میں تجھ کو نکال لاکر پاشا سے انتقام لینا چاہتا ہوں
زلیخا نے یہ سن کر خوف سے ایک چیخ ماری اور بے ہوش اس جگہ پر گر پڑی پھر اوٹھ کر بھاگنے کا قصد کیا مگر غلام نے زور سے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہنے لگا کہ بس یہ تیری حرکت بے سود ہے۔
زلیخا۔ اے کمبخت کیا تجھ کو اُس سزا کا خوف نہیں جو تجھ کو اوٹھانی پڑیگی اگر تو میرے ساتھ یہ ظلم و ستم روا رکھتا ہے
مسرور۔ سزا تو مجھ کو بہرحال ہوگی اگر میں پکڑا جاؤں مگر اب تو اپنا یہ ارادہ ہے کہ میں تیرے ساتھ شادی کروں گا اور یہی جواہرات جو تو پہنے ہوئے ہے اُن ہی کو میں تیرا جہیز سمجھونگا بس یہاں سے شادی کرنے کے بعد کسی دُور ملک میں پہنچیں گے وہاں اُن کو بیچ کر کچھ کام کرینگے اور پھر امیر بن جائینگے۔ بس میں تجھے پانچ منٹ کی مہلت دیتا ہوں کہ تو اپنا ارادہ مضبوط کر لے۔
زلیخا ایک چیخ مار کر اور حبشی سے اپنا ہاتھ چھڑا کر ایک طرف کو بھاگی حبشی اُس کے پیچھے پیچھے بھاگتا تھا اور دہشت دلاتا ہوا اور دھمکاتا ہوا چلا جاتا تھا مگر قدرت نے زلیخا کو ہرن کی ٹانگیں دیدی تھیں اور حبشی حیران تھا کہ بہت کوشش سے بھاگنے کے بعد بھی وہ اپنے کو اُس سے پیچھے ہی پاتا تھا۔ زلیخا نہیں جانتی تھی کہ وہ دریا کے کنارے کی طرف بھاگ رہی ہے یا اور جنگل کی طرف چلی جاتی ہے کچھ دُور جانے کے بعد زلیخا نے

پیچھے مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ حبشی اب بھی پیچھے ہی چلا آتا ہے کہ اسی اثناء میں حبشی نے ایک پتھر سے جو گھاس میں چھپا ہوا پڑا تھا ٹھوکر کھائی اور گر پڑا مگر پھر فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور بھاگنے لگا۔ لیکن اس حادثہ سے زلیخا اور آگے نکل گئی اور اب حبشی چوٹ کھایا ہوا تھا۔ پہلے کی طرح تیز نہ بھاگ سکتا تھا۔ لہذا زلیخا اور اس میں بہت فاصلہ ہو گیا کہ اتنے ہی میں زلیخا کو دور سے ایک عمارت نظر آئی خدا کا شکر بجا لائی مگر شبہ تھا کہ کہیں یہ عمارت خالی نہ ہو مگر قدرت نے اسے اس میں جانے کے لئے مجبور کیا جب وہاں پہنچی تو دیکھا کہ ایک خوبصورت باغیچہ اس عمارت کے آگے لگا ہوا تھا عمارت کا دروازہ کچھ کھلا ہوا تھا۔ باغیچہ کی سبزی اور تازگی دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ ضرور اس مکان میں کوئی آدمی رہتا ہے۔ یا اس کے اندر داخل ہوئی تو معلوم کیا کہ ایک کمرے کا دروازہ آدھی کھلا ہوا ہے جب یہ کمرے میں آگے کو بڑھی اور معلوم کیا کہ ایک چارپائی پر ایک شخص سفید چادر پہنے ہوئے پڑا ہے۔ بدن صرف ہڈیوں کی مالا ہے اور عورتیں سفید لباس پہنے ہوئے اس کے ارد گرد بیٹھی ہیں یہ ایک حیران کھڑی تھی اور خیال کرتی تھی۔ معلوم نہیں کہ یہ شخص کون ہے کہ اتنے میں یک ایک آواز سنائی دی۔

اے خوبصورت عورت گو تو بہت مصیبت زدہ ہے مگر اطمینان رکھ کہ نہایت ہی خوش نصیبی کا زمانہ تیرے لئے آنے والا ہے۔ اے خوبصورت عورت تو بہشت کی پری ہے اور تیری نیک عادت بے عوض نہیں جا سکتی تسلی رکھ کہ مدد تجھے پہنچے گی۔ اس کے بعد کمرہ میں بالکل سناٹا ہو گیا۔ زلیخا حیران کھڑی تھی اور خیال کرتی تھی کہ شاید یہ آواز اس شخص کی ہے جو پلنگ پر لیٹا ہے مگر معلوم نہیں کہ اس کو کچھ خفقان ہے یا بخار کی شدت میں بکتا ہے۔ اب وہ اور آگے کو بڑھی اُن میں سے ایک خادمہ کو جو اس کے گرد بیٹھی تھی۔ اشارہ سے اپنی طرف بلایا وہ آہستہ سے وہاں سے اُٹھ کر زلیخا کے ساتھ پاس کے کمرے میں چلی گئی۔

زلیخا۔ لے تو اتم کون لوگ ہو اور یہ شخص جو کھاٹ پر پڑا ہے کس قسم کا مریض ہے۔

خادمہ۔ پہلے یہ بہت بڑا عابد تھا۔ مگر اب کچھ دیوانہ ہو گیا۔ اور چونکہ افیون بہت کھاتا ہے اس لئے بدن پر سوائے ہڈی کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہم دس دونوں عورتیں اس کی خدمت کے لئے رہتی ہیں مگر تم کون ہو۔

زلیخا۔ میں حسن آفندی کی بیٹی اور ڈلیبن پاشا کی بھانجی ہوں سب رشتہ دار اور دوست بیلی کیپس ور یلکر کنارے کشتی میں موجود ہیں ایک حبشی جو میرے ماموں کے گھر سے نکالا ہوا ہے مجھے زبردستی اٹھا لایا ہے۔ اب میں اس سے بچ کر یہاں پناہ

ہوئی ہوں تمہاری بڑی عنایت ہوگی اگر تم میری مدد کر کر
مجھے اپنے رشتہ داروں کے پاس پہنچا دو کیوں کہ میں اکیلی
اس لق ودق جنگل میں اُس کے خوف سے تنہا جانے
کی دلیری نہیں کرتی۔

خادمہ اے نوجوان خوب صورت لڑکی ہم بیشک تیری
مدد کرنے کو تیار ہیں مگر بغیر اجازت اپنے مالک کے ایسا
نہیں کر سکتی وہ عرصے دو گھنٹے میں بیدار ہوگا اُس
وقت تمہاری مدد ممکن ہو سکے گی

اتنے میں زلیخا نے کمرے کے دروازے کے شیشوں
میں سے دیکھا کہ کوئی شخص باہر باغ میں بھاگتا ہوا آیا۔
اور وہ خوشی سے باغ باغ ہو کر خادمہ سے کہنے لگی بس اب
میں معافی چاہتی ہوں اور آپ کی مدد کی درکار نہیں
کیونکہ وہ سامنے میرا ایک دوست آپہنچا بس اب میں
اُس کے ساتھ چلی جاؤنگی یہ کہکر اُس نے ایک اشرفی
خادمہ کی نظر کی اور جھٹ کمرے سے نکل خلیل سے آملی
خلیل اُس کو پاکر بہت خوش ہوا اور دونوں مل کر کشتی
کی طرف چلے راستے میں زلیخا نے اپنی سب سرگذشت
کہہ سنائی خلیل کو اُس کی داستان سُننے سے معلوم ہوا کہ
حبشی ابھی زندہ ہے چنانچہ یہ دونوں ساحلِ دریا پر
پہنچے اور اپنے دوستوں کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر روانہ
ہوئے کچھ دور چلے ہونگے کہ دور سے ایک بڑی کشتی رکھی
کپتان کی معہ اپنے ساتھیوں کے دریا میں سامنے سے
آتی ہوئی نظر پڑی جب پاس کو آئی تو دیکھا کہ وہ سب

لوگ دوربینیں لگا کر ان عورتوں کو جو نقاب کھینچے
کشتی پر سوار تھیں بہت غور سے دیکھتے تھے تھوڑے
عرصے میں وہ کشتی اُن کی کشتی کے قریب آئی کپتان نے
للکار کر کہا کہ تم ان چاروں عورتوں کو ہمارے حوالہ کر دو
ورنہ ہم زبردستی تم سب کو ہلاک کر کے انہیں چھین لینگے۔
خلیل نے فوراً پاشا کا اشارہ پاکر چھوں غلاموں کو حکم
دیا کہ وہ اپنے چپو لے کر عورتوں کے گرد حفاظت کریں
اور آپ تلوار لیکر کشتی کے اگلے حصے میں دشمنوں کے مقابلہ
میں مستعد ہوا یہ دیکھکر لیوکس اور جیولین اُس کی مدد
کے لئے اپنی تلواریں لیکر جا موجود ہوئے کچھ عرصے لڑائی
خوب زور سے ہوتی رہی اسی اثناء میں خلیل نے
اُن کے کپتان کے ایک ایسی ضرب لگائی کہ ایک کاری
زخم آنے سے اپنی کشتی میں بیہوش ہو کر گر پڑا یہ دیکھکر
اُس کے باقی ماندہ لوگ جوش میں آکر نہایت غصے کے
ساتھ لڑائی کے لئے مستعد ہوئے خلیل کو تاب نہ رہی
اور یہ اپنی کشتی سے دنبالہ پر چڑھ اُن کے جہاز میں جا کود
پھر لیوکس اور جیولین بھی ایسا ہی کیا کچھ عرصے تک لڑائی
زور شور سے رہی مگر انجام میں وہ لوگ غالب آئے
اور خلیل کو پکڑ لیا خلیل نے للکار کر کہا اے پاشا آپ
اپنی کشتی لے جاؤ اور میرے منتظر نہ رہو۔ پاشا نے جو ایک
نہایت حیرانی اور پریشانی میں تھا۔ اُس کے بار بار
یہی لفظ کہنے پر کشتی چلانے کا حکم دیا مگر بڑا اخیال تھا
کہ معلوم نہیں خلیل کو کیا پیش آئے کشتی تھوڑی دور

دور گئی ہوگی کہ انہوں نے جہاز کو پھر اپنی کشتی کی طرف
آتے دیکھا۔ عورتیں حیران ہوئیں کہ معلوم نہیں اب کیا
پیش آئے مگر جہاز کے پاس آتے ہی دیکھا۔ کہ خلیل
لیوکس جیولین تینوں کو کپتان جہاز نے خود ہاتھ پکڑ پکڑ کر
اس کشتی میں اوتار دیا۔ اور سلام کر کے جہاز کو دوسری
سمت کو روانہ کیا۔

خلیل خوشی خوشی اپنے دوستوں میں آملا۔ پاشا نے
بہت حیران ہو کر سبب دریافت کیا مگر خلیل نے کچھ نہ
بتایا۔ لہذا یہ سب اپنے محل میں پہنچے پاشا نے ساحل
پر اسی جگہ جہاں سے اُن کو سوار کیا تھا۔ اوتار دیا اور
باقی لوگ کشتی میں بیٹھے ہوئے آگے کو چلے گئے۔ خلیل اپنے
دوستوں سے اجازت لے کر جنگل میں ایک طرف گیا
اور جھاڑی کے پرے پہنچ کر فوراً اُس کو ایک آدمی ملا

خلیل۔ اے صادق تو میرے لئے وہ چیز لایا۔

صادق۔ ایک پیکٹ جیب میں سے نکال کر حضور وہ یہ ہے،

خلیل۔ مسرور کی کیا خبر ہے۔

صادق۔ حضور اُس کا تو کچھ حال معلوم نہیں

خلیل۔ دیکھو وہ یہیں گرد و نواح میں موجود ہے اِس
مجھے سامنے جنگل میں تم کو چاہیئے کہ فوراً اُس کو گرفتار کرو اور
اِسی وقت جا کر اپنے آدمیوں کو اُس جنگل میں چھوڑ دو اور
ہرگز آرام نہ لو جب تک کہ اُس شخص کو سات برجوں
کے قلعہ میں قید نہ کر لو۔

صادق نے جھک کر سلام کیا اور فوراً رخصت ہوا

خلیل پھر آکر اپنے دوستوں سے ملا۔ اور اپنے کمرے میں
داخل ہوا یہاں اُس نے وہ پارسل کھولا دیکھا کہ اُس
میں ایک چٹھی علاوہ اُس دوا کے جو اُس نے منگائی تھی
موجود تھی۔ خلیل چٹھی کو دیکھ کر بہت حیران ہوا کیونکہ
اُس خط سے خوب واقف تھا لفافہ کھول کر اندر کا مضمون
پڑھا۔ اب پریشانی اور بھی زیادہ ہو گئی تھی اب یہ چٹھی ہاتھ
میں لئے حالت پریشانی میں اپنے کمرے میں ٹہل رہا تھا
کہ اتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور
پاشا اندر آیا۔ خلیل نے پاشا کو دیکھ کر جلدی سے وہ چٹھی
اپنی جیب میں رکھ لی اور اپنے چہرے کی پریشانی دور
کر کے پاشا کی گفتگو کا منتظر رہا۔

پاشا۔ اے نوجوان عزیز دوست میں تمہاری آج حد سے
زیادہ قدر کرتا ہوں کیوں کہ میں تم میں وہ وہ باتیں پاتا
ہوں جو مجھ کو حد سے زیادہ حیران کرتی ہیں۔ مگر اے
حضور وہی انگوٹھی معلوم نہیں ——

خلیل۔ بہت عاجزی سے بندہ اس وقت کچھ
حیرت دلانے والی باتیں آپ کے منہ سے سنتا ہے مگر بہت
شرمندہ ہے کہ اپنے کو سوائے ایک سوداگر کے لڑکے کے اور
کچھ نہیں پاتا۔

پاشا۔ خیر آج میں آپ کو ایک اور خوشی کی خبر سنانے آیا
ہوں اور اس میں آپ کی کچھ مدد چاہتا ہوں وہ یہ کہ
اس محل میں آتے ہی میں نے ایک قاصد کو جو بادشاہ نے
بھیجا تھا پایا۔ وہ میرے نام بادشاہی فرمان لایا ہے جس میں

کہ پادشاہ نے اس بندہ کو نائب وزیر مقرر کیا ہے اور
اپنی لڑکی فاطمہ کی شادی کا اقرار کیا ہے۔

خلیل۔ بہت خوب مبارک ہو۔

پاشا۔ اے دوست ان عہدوں اور پادشاہ کی مہربانیوں کا سبب صرف آپ ہی ہیں چنانچہ آپ ہی نے جان نثاریوں کی بغاوت روکی شاہی باغی فوج کو مجھے مارنے سے باز رکھا۔ حسن آفندی کی جان بچائی اب روسیوں کے قبضے سے خود رہائی پائی۔ اب میں ملتجی ہوں کہ میرے لئے کوئی خدمت ارشاد ہو۔

خلیل۔ جی ہاں میں بھی ایک کام رکھتا ہوں اور امید ہے کہ آپ اسے پورا کریں گے۔

پاشا۔ خوش ہو کر آپ ارشاد کیجئے وہ کیا بات ہے میرے خیال میں آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں قاصدوں کا انتظار دیکھے بغیر تینوں لڑکیوں کی شادیاں تم سے کر دوں مجھے یہ منظور ہے۔ اور میں ابھی زلیخا کی والدین کے پاس آدمی بھیجنے کو تیار ہوں۔

خلیل۔ جی نہیں میں یہ ہرگز نہیں چاہتا۔

پاشا۔ اچھا میں زلیخا کے والدین کو یہیں بلا دوں۔

خلیل۔ جی نہیں ان میں سے کچھ نہیں۔

پاشا۔ اچھا تو آپ بیان کیجئے وہ کیا بات ہے۔ یہ خیال تو میرے نزدیک بالکل بے فائدہ ہے کہ آپ کچھ روپیہ کی خواہش رکھتے ہوں۔

خلیل۔ پہلے آپ اقرار کیجئے اور قسم کھائیے تاکہ مجھ کو معلوم ہو کہ آپ اس کو پورا کر سکیں گے یا نہیں۔

پاشا نے فوراً خدا و پیغمبر کی قسم کھائی پھر خلیل کہنے لگا وہ صرف یہ بات ہے کہ اگر کوئی عورت تم کو اپنی عاجزی سے آپ کے پکے ارادہ سے باز رہنے کے لئے مجبور کرے تو آپ پر رحم کھا کر اپنے ارادے سے باز آنا پڑیگا۔

پاشا۔ گو اس مطلب کو کچھ نہ سمجھا۔ مگر فوراً اقرار کر لیا اور کہنے لگا کہ مجھ کو پادشاہ نے محل میں بلایا ہے میں تو وہاں شاہزادی کی ملاقات کو تحفہ تحائف لے کر جاتا ہوں۔ اور امید ہے کہ شاہزادی مجھے پسند کریگی اور آٹھ روز میں شادی ہو کر عیش و راحت کے سامان حاصل ہونگے۔ تم سے یہ خدمت چاہتا ہوں کہ تم آمینہ کے ساتھ اسمعیلڈہ کے گھر میں جاؤ۔ اور اس کو ان تمام باتوں کی خبر دیکر۔ کسی طرح اس بات پر آمادہ کرو کہ وہ میری اس طرح شادی ہونے پر ناراض نہ ہو۔ اور اس کام میں میری سد راہ نہ بنے اور میں فوراً وہاں سے آکر اسی خوشی میں ایک بڑی دعوت کرونگا۔ اس میں تم سب کو شامل ہونا ضرور ہوگا۔ یہ کہکر وہ وہاں سے رخصت ہوا اور خلیل نے اس کا حکم بجا لانے کا اقرار کیا مگر ساتھ میں یہ بھی کہا کہ تم آمینہ کو بلا کر حکم دیدو کہ وہ مجھے اپنے ساتھ اسمعیلڈہ کے گھر میں لے جائے۔ اور اثنائے گفتگو میں وہاں ٹھیری رہے۔ چنانچہ پاشا نے فوراً آمینہ کو بلایا اور تمام ہدایتیں کر کے اس کو خلیل کے سپرد کیا۔
پاشا کے جاتے ہی خلیل آمینہ کے ساتھ اسمعیلڈہ کے

کمرے میں گیا۔ آمینہ حیران تھی کہ پاشا نے آج خلیل کو کیوں
اس طرح میرے ساتھ اسمعیلڈہ کے کمرے میں بھیجا ہے مگر
دریافت کرنے کی طاقت نہ پاتی تھی کمرے میں پہنچتے ہی خلیل
نے دیکھا کہ اسمعیلڈہ آرام کرسی پر بیٹھی ہوئی کچھ سوچ رہی
ہے خلیل کو آمینہ کے ساتھ آتا ہوا دیکھ کر باغ باغ ہو گئی۔
اور آمینہ سے کہنے لگی بس تو جا اور اس نوجوان کو یہاں چھوڑ جا

خلیل۔ اسمعیلڈہ کی طرف مخاطب ہو کر نہیں اسے یہاں
رہنے دو پاشا کا حکم ہے کہ اثنائے گفتگو میں کمرے میں ٹھہری
رہے مگر اتنی بات ضرور ہے کہ ہماری گفتگو سننے نہ پائے
پاشا نے مجھ کو ایک رسالت پر یہاں بھیجا ہے۔

اسمعیلڈہ۔ ہیں یہ کیا بات۔

خلیل۔ وہ ابھی میں بیان کروں گا۔

اسمعیلڈہ۔ آہستہ سے بھلا وہ دوا کہاں ہے جسکے
آپ نے مجھے دینے کا اقرار کیا تھا۔ وہی دوائی جو میں
نے اور آپ نے پاشا کو دینی تجویز کی ہے۔ خلیل نے
فوراً اپنی جیب سے ایک پیکٹ نکالا اور اس میں
سے ایک سفوف کی پڑیا اسے دی اور کہنے لگا بس کوئی
چاولوں دو چاولوں شراب میں ڈال دیا کرنا۔

اسمعیلڈہ۔ لے کر بہت خوش ہو گئی اور کہنے لگی بس
پھر ہم ہونگے اور یہی محل اور دولت اور عیش کا سامان
اب آپ بیان کیجئے پاشا نے تمہیں کیوں میرے پاس بھیجا ہے

خلیل۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ پاشا کو آج نائب وزیر کا خطاب ملا ہے

اسمعیلڈہ۔ جی ہاں مجھے معلوم ہے کہ ابھی قاصد نے
آکر مجھے یہ خوشی سنائی ہے۔

خلیل۔ خیر مگر آخری بات یہ ہے کہ تمہارا بادشاہ
اپنی لڑکی فاطمہ کی شادی پاشا کے ساتھ کریگا۔ لہذا
میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ تم کو اس بات پر رنجیدہ
نہیں ہونا چاہئے۔ کیوں کہ پاشا قطعی اس بات پر راغب
ہے اور ہرگز اپنے ارادے سے باز نہیں آئے گا۔ بس تمہارا
مزاحم ہونا بے سود ہے۔ اور سوائے رنجش باہمی کے
اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا یہ بھی خیال رہے کہ شادی
ہونے میں عرصہ آٹھ روز کا ہے اور آٹھ ہی روز میں
یہ دوا اپنا اثر کریگی۔ بس اس حالت میں تم کو چاہئے
کہ پاشا کو بالکل ناراض نہ کرو۔

اسمعیلڈہ۔ خوش ہو کر میں تمہاری اس نصیحت
سے بہت ممنون ہوں اور بیشک یہی پر عمل کروں گی۔

خلیل۔ اچھا تو مجھے اجازت ہے شاید پاشا میرا
انتظار کرتا ہوگا۔

اسمعیلڈہ۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ تم اب زلیخا سے تو
محبت نہیں کرتے۔

خلیل۔ نہیں ہرگز نہیں بس اب ہم دعوت میں ملینگے۔
اور یہ کہکر جھٹ کھڑا ہو گیا اور آمینہ کے ساتھ کمرے
سے باہر نکلا باغ میں وہ ڈیٹبن پاشا سے ملا اس نے
اس سے تمام ماجرہ بیان کیا وہ یہ سن کر کچھ نہ بولا پھر
کہنے لگا میں بادشاہ کے ہاں فاطمہ کے لئے تحفہ تحائف
لیکر گیا تھا۔ اے عزیز خلیل میں اب تک مجھے

خزانہ کا پہرے دار پڑا سوتا تھا مگر آدمیوں کی آواز سُن کر فوراً جاگ اوٹھا اور اپنے کو اس طرح قیدی پاکر بہت حیران ہوا۔ خلیل نے فوراً اُسے یقین دلایا کہ دہشت کا مقام نہیں ہے اور ہم تجھے کچھ آزار نہ پہنچائینگے اگر تو ہمارا حکم بجا لائیگا محافظ خزانہ ہاتھ جوڑ کر خلیل کے سامنے کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ بندہ حاضر ہے خلیل نے فوراً اُس کو نیچے چلنے کا حکم دیا اور ٹریپ ڈوٗر پر پہنچ کر کہنے لگا۔ اسے کھول غلام نے خلیل کے رعب میں آکر فوراً ہی ٹریپ ڈوٗر کھول دیا۔ دیکھا کہ وہ ایک گہرا کنواں ہے اور پانی کی زور سے بہنے کی آواز نیچے سے آتی ہے خلیل نے اپنے ایک آدمی کو لیمپ اوتارنے کا حکم دیا اور روشنی کنارہ پر رکھ کر وہ خود اس گڑھے میں اوترا یہ گڑھا بارہ فٹ نیچے تھا اور لوہے کی کڑے اوترنے کے واسطے دیوار میں ایک طرف مستحکم لگی ہوئی تھی۔ اُس کے مقابل کی دیوار میں کئی لوہے کے صندوق نہایت ہی کاریگری سے چسپاں تھے خلیل نے غلام کی طرف مخاطب ہوکر کہا تو بتا سکتا ہے کہ یہ غار سوائے خزانہ رکھنے کے اور کس کام میں آسکتا ہے اور یہاں پاشا نے یہ خزانہ کیوں کر رکھ چھوڑا ہے۔ غلام یہ سُن کر کانپ گیا اور کہنے لگا آپ دیکھتے ہیں کہ ان صندوقوں میں ایک کڑا آہنی لگا ہوا ہے اگر کوئی شخص اس کڑے کو پکڑ کر باہر کو کھینچنا چاہے تو یہ صندوق فوراً ایک پوشیدہ کل سے جو اس کے اندر لگی ہوئی ہے اندر کو جاتا ہے اور اُس شخص کو ایسے زور کا جھٹکا دیتا ہے کہ وہ نیچے گڑھے میں جو نہایت گہرا ہے جا پڑتا ہے۔ بس نیچے کے پہاڑوں سے ٹکراتا ہوا جان بحق ہوکر دُور دریا میں جا نکلتا ہے کیونکہ آپ دیکھتے ہیں کہ پانی جس کی آواز آپ کو سُنائی دیتی ہے۔ کوئی آدھ میل اوپر سے دریا میں سے کاٹ کر اس پوشیدہ راستے میں لایا گیا ہے۔ اور اس جگہ سے ایک میل کے فاصلہ پر پھر اُسی دریا میں جا ملتا ہے۔ خلیل باہر نکل آیا اور کہنے لگا اچھا اب اسے بند کردو اور اپنے آدمیوں کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا۔ بس تم اسے اپنا قیدی رکھو اور ہرگز نہ چھوڑنا جب تک کہ تم کو حکم نہ ملے۔ مگر اس کو کچھ آزار نہ پہنچانا کیونکہ اس نے تمام بیان صحیح صحیح کیا ہے یہ کہکر وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ اور وہاں تھوڑی دیر میں اس سے پاشا آن ملا۔

پاشا۔ مجھ کو اس وقت ایسی غنودگی آئی کہ تم سے اپنے ملنے کا اقرار بھول گیا تھا۔

خلیل۔ جی حضور تھوڑی دیر میں تو آپ اپنے کو بھی بھول جائینگے مجھے مستعد ہو جانا چاہئے بڑی آفت کا سامنا ہے

پاشا۔ اے عزیز خلیل آج تو تمہارے کلام میں کچھ عجیب طرح کی دلیری پائی جاتی ہے۔

خلیل۔ خیر اس دلیری کا حال ابھی کھلا جاتا ہے حضور آپ حیران تو بہت ہو جئے گا۔ یہ سن کر کہ آپ کی بیوی بے وفا اور بد چلن ہے۔

پاشا۔ بہت حیران ہو کر کیوں جی کیا تملق کرتے ہو۔

خلیل حضور مذاق کا کیا ذکر ہے۔ میری یہ عادت نہیں کہ میں مذاق کروں یا جھوٹ بولوں میں ابھی آپ کو اس کا ثبوت دیتا ہوں مگر پہلے قسم کھاؤ کہ تھوڑی دیر کے لئے آپ میرا حکم مانیں۔

پاشا۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ اس وقت میں تمہارا فرمان بطور نوکر کے بجا لاؤنگا۔

خلیل۔ اچھا لیجئے ذرا مستعد ہو کر سنئے میں ابھی آمنہ کے ساتھ تمہاری بیوی کے کمرے میں جاؤنگا آمنہ ابھی مجھے لینے آتی ہوگی آپ اس پردے کے پیچھے چھپ جائیے اور جب میں اُس کے ساتھ چلا جاؤں تو فوراً آپ کمرے میں داخل ہو جائیگا۔ آمنہ کو گرفتار کیجئے اور اُس کمرے کے باہر جہاں تمہاری بیوی اور میں بات کرتے ہونگے پوشیدہ چھپے رہیے اور بغور سُنئے گا جو گفتگو ہم میں واقع ہو مگر دیکھو طیش میں آن کر کام نہ بگاڑنا اور جب تک میں حکم نہ دوں اپنی پناہ کی جگہ سے باہر نہ آنا بس سب ماجرہ آپ پر روشن ہو جائیگا۔ پھر آپ کا یہ نیک خیال جو اسمعیلڈہ کی نسبت رکھتے ہیں جاتا رہیگا۔

پاشا نے بہت حیرانی کے ساتھ یہ تمام باتیں سُنیں دانت پیسے تلوار نکال کر بولا اے بدکار نالایق عورت افسوس میں تیری ان باتوں سے واقف نہ تھا۔

خلیل حضور اس وقت اوسان قایم رکھنے کا موقع ہے اور آپ ابھی قسم کھا چکے ہیں جس سے آپکو میرے حکم کی پابندی لازم ہے۔

پاشا تلوار میان میں ڈال کر افسوس کے ساتھ بہت اچھا

خلیل۔ لیجئے خاموش کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوتی ہے۔ لو اب اس پردے کے پیچھے چھپ جاؤ اور تمام ہدایتوں کا خیال رکھنا جو میں نے تمہیں کی ہیں۔

پاشا جھٹ پردے کے پیچھے جا چھپا اور آمنہ کمرہ میں داخل ہوئی

آمنہ۔ اے خوبصورت نوجوان بی بی اسمعیلڈہ آپکو یاد فرماتی

خلیل۔ اپنے غصے کو چھپا کر بہت اچھا میں بھی تیار ہوں۔ لے چل۔

چند منٹ بعد خلیل اسمعیلڈہ کے کمرے میں داخل ہوا دیکھا کہ پاشا کی بیوی نہایت ہی ناز و انداز سے آرام کرسی پر عمدہ پوشاک پہنے ہوئے بیٹھی تھی مگر خلیل خوب جانتا تھا کہ اس خوبصورت بت کدہ میں ایک شیطانی روح جاگیر ہے۔ خلیل کے وہاں پہنچتے ہی وہ اپنے جوش میں تازہ ہو کر بیتاب ہوئی اور خلیل کو اپنے پاس بٹھا کر اس کی گردن میں ہاتھ ڈالدیئے۔

خلیل۔ اے پیاری اسمعیلڈہ اتنی بیتاب کیوں ہوتی ہو پہلے کچھ ذکر اور تذکرہ چھیڑو۔

اسمعیلڈہ۔ اچھا میں نے وہ دوائی جو تم نے مجھے دی تھی۔ دو روز میں تین مرتبہ پاشا کو شراب میں دیدی ہے مگر ابھی تک کچھ اثر نہیں معلوم ہوتا۔

خلیل۔ میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ یہ دوا آہستہ اثر کرنے والی ہے

اسمعیلڈہ۔ خیر کیا مضائقہ ہے میں برابر دیتی رہونگی

میں ہوشیار ہوں اس اُمید پر کہ آخر میں راحت اور آرام حاصل ہوگا۔ اور تُم جیسے خوبصورت نوجوان کی مُدامی صحبت اس بُڈھے کھوسٹ کو جس سے میں بالکل اُلفت نہیں کرتی مارنے کو تیار ہوں۔

اور یہ کہکر وہ چاہتی تھی۔ کہ خلیل سے لپٹ جائے خلیل اپنے غصّے کو ضبط نہ کرسکا۔ اور فوراً کھڑا ہوکر کہنے لگا اے بدکار نالایق عورت بس اب تیرا آخری وقت آگیا پھر دروازے کی طرف مُخاطب ہوکر حضور چلے آیئے فوراً دروازہ کُھلا اور ڈٹیبن پاشا اپنی تلوار برہنہ ہاتھ میں لئے کمرے میں آموجود ہوا غُصّے کے مارے تمام بدن کانپتا تھا۔ اور اسمعیلڈہ کی طرف تلوار اوٹھاکر کہنے لگا اے نالایق بدکردار عورت تُو میری بیوی نہیں بلکہ میں نے ایک سانپ اپنی آستین میں پال رکھا ہے اور فوراً اُس نے اسمعیلڈہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر خلیل یہ حالت دیکھکر بیچ میں جا کھڑا ہوا اور کہنے لگا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا آپ قسم کھا چکے ہیں بغیر میری اجازت کے کوئی کام نہیں کرنا ہوگا۔

پاشا۔ یہ مجھکو زہر دیتی ہے۔

خلیل۔ حضور وہ زہر نہیں وہ صرف کوئلے کی راکھ ہے جو میں نے خود اس عورت کو اس کے بد ارادہ کو پورا کرنے کے لئے لاکر دی ہے۔

اسمعیلڈہ اس حالت کو دیکھکر غش میں آگئی اور آرام کرسی پر اوندھی پڑی تھی۔ پاشا چونکہ غُصّے سے بالکل بیتاب تھا تلوار ہاتھ سے پھینکدی اور لڑکھڑاتے ہوئے ایک دیوار کا سہارا لیا۔

خلیل۔ حضور میں آپ کی حالت پر رحم کھاتا ہوں بیشک یہ عورت آپ کے لئے ایک مار آستین ہے مگر اب یہ یہاں سے علیحدہ کی جائیگی۔

یہ کہکر وہ اُسی مخمل کے پردے کی طرف چلا اور دروازہ کھول کر صادق کو آواز دی۔ صادق فوراً حاضر ہوا اس نے کہا غلام کو چھوڑ دو پھر اسمعیلڈہ کی طرف اشارہ کرکے اسے لے جاؤ اور سات برجوں کے قلعہ میں قید کردو صادق اور اس کے ساتھیوں نے فوراً اسمعیلڈہ کی بیہوش لاش کو اوٹھایا۔ خلیل نے اُن کو اُس دروازے کی چابی دی جو باغ میں نکلتا تھا اور کچھ لفظ آہستہ سے صادق کے کان میں کہے بعد میں دروازہ بند کیا اور پردہ کھینچ دیا۔ پھر پاشا کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا آپ اپنے غلاموں کو حُکم دیجئے کہ وہ اُس بدکار بڑھیا کو اُسی کشتی پر پہنچادیں۔ جس سے اسمعیلڈہ روانہ ہونے والی ہے تمہاری بیوی قید کی جائیگی اور آمینہ وہاں اُس کی خدمت کے لئے جانی ضرور ہے پاشا تمام ماجرہ جو گذر چکا تھا۔ دیکھکر بہت حیران تھا فوراً کمرے سے باہر گیا۔ خلیل اپنے کو اکیلا پاکر خدا کی درگاہ میں شکر بجالایا اور کہنے لگا بس اب حسن آفندی بچ گیا۔ اور زلیخا کی خوشی کا موقع حاصل ہوا۔

باب اکیسواں

شہر قسطنطنیہ

تھوڑے عرصہ بعد پاشا کمرہ میں آیا اور کہنے لگا آمینہ روانہ کردی گئی۔

خلیل۔ حضور نے بہت سی لڑائیاں فتح کیں ہیں اور بہت کچھ تکلیف اٹھائی ہے لہٰذا اُمید ہے کہ اس آفت ناگہانی پر اوسان باختہ نہ ہونگے۔

پاشا۔ ایسی بدکار عورت کے سزا پانے پر مجھ کو کچھ افسوس نہیں افسوس ہے تو یہ ہے کہ ایک ایسی بدکار عورت کو میں نے اپنے محل میں رکھ چھوڑا تھا۔ مگر میں ایک خواب دیکھتا ہوں کیا یہ ممکن ہے کہ یہ عورت ایسا کرتی تھی اور میں اب تک لاعلم رہا۔

خلیل۔ حضور ششہ میں آپ کے محل میں جو بر ابر پھرنے کی کوشش کرتا تھا۔ وہ صرف اسی غرض سے تھی کہ مجھ کو یہاں کے حالات پر کچھ شبہ ہوا تھا۔ جب سلطان نے حسن آفندی کو آٹھ روز کے بعد اس راز کے دریافت نہ ہونے پر گردن کاٹنے کا حکم دیا۔ میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ اس آفت ناگہانی کے دریافت کرنے میں کوشش کروں۔ پھر اُس نے اپنے ان دونوں یونانی ساتھیوں سے ملاقات اور اُن کی زبانی پوشیدہ اس محل میں آنے کا اور اُنھیں یہاں لانے کا ماجرہ کہہ سنایا۔ پھر کہنے لگا آخر میں معلوم نہیں کس طرح آپ کو شبہ ہوا۔ آپ کمرہ میں آئے اور میرے ساتھی لیوکس کو دریا میں ڈبونے لیچلے اُس وقت انگوٹھی نے اُس کی جان بچائی۔

پاشا۔ اب تو اُس انگوٹھی کا حال بتاؤ۔

خلیل۔ یہ ضرور نہیں ہے مجھے اپنے طرز پر بیان کرنے دو اب سنئے جس وقت آپ لیوکس کو ڈبونے لے گئے تھے اسمعیلڈہ نے آمینہ کو میرے پاس بھیجا وہ مجھے اسمعیلڈہ کے کمرے میں لے گئی۔ تمہاری بیوی نے مجھ سے اُلفت کا اظہار کیا۔ میں نے موافق وقت کے اُس کی تسلّی کی رات کو میں نے کہانی کہی حضور نے کمرے میں بند کیا رات کو میں نے کمرے کا پوشیدہ دروازہ جو زینے میں نکلتا ہے کھولا وہاں حبشی غلام کو کوٹھڑی میں سوتا ہوا پایا۔ ٹریپ ڈور کو دیکھا۔ پھر یہ کمرے کا دروازہ کھولا جو پردے کے پیچھے ہے ان تمام باتوں سے مجھ کو پورا شبہ ہوگیا اور یہاں ٹھیرنے کی برابر کوشش کرتا رہا۔ اور اسی طرح سے تمام اپنی سرگذشت پاشا کو کہہ سنائی

پاشا۔ تو پھر کیا تُم نے مسرور کو بھگایا

خلیل۔ جی ہاں میں نے ہی اُس سے نیچے کی چابی لی اور اپنے آدمیوں سے قید کراکر روانہ کیا وہ اُنسے چھوٹ کر بھاگ گیا لیکن پھر پکڑا گیا اور سات برج کے قلعہ میں قید ہے۔ اُسی وقت پاشا کا ایک غلام کمرے میں بھاگتا ہوا آیا۔ اور کہنے لگا حضور آپ کو وزیر نے بُلایا ہے۔ ابھی ایک قاصد محل میں آیا ہے

جو بیان کرتا ہے کہ جاں نثاری پھر باغی ہو گئے۔ اُنہوں نے سلطان سلیم کو تخت سے اوتار کر قید کر لیا ہے۔

خلیل ۔ حیران ہو کر ہیں کیا یہ سچ ہے۔

غلام ۔ جی حضور بالکل سچ ہے اور اُنہوں نے شاہزادے مصطفےٰ کو تخت پر بٹھا دیا ہے۔

پاشا ۔ افسوس یہ تو بڑی ہیبت ناک خبر ہے اور اُسی افسوس میں نیچے کو گردن جھکائی تھی کیا دیکھتا ہے کہ خلیل نمودار ہے بہت حیران تھا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔

غلام ۔ حضور آیئے وزیر نے فوراً آپ کو طلب کیا ہے پاشا یہاں سے اوٹھا اور زینے سے اوتر کر دونوں یونانیوں کے کمرے میں پہنچا یہ لوگ پڑے سوتے تھے مگر فوراً اُس کے جانے پر جاگ اوٹھے اور جھٹ اپنے لباس پہن کر اُس کے ساتھ ہو لئے یہ تینوں مع قاصد کے کشتی میں سوار ہوئے اور شہر کی راہ لی راستے میں پاشا نے قاصد سے پوچھا کہ اس وقت جاں نثاریوں کے باغی ہونے اور پادشاہ کو تخت سے اوتارنے کا کیا سبب ہے۔ اُس نے کہا کہ پہلی بغاوت سے خوف کھا کر پادشاہ نے اُن کے گروہ میں تخفیف کی تھی چنانچہ اس بات سے باغی ہو کر انہوں نے اپنی کل جماعت کے پانچ گروہ بنائے اور شاہی محل کو جا گھیرا پادشاہ کو تخت سے اوتار کر قید کر لیا مصطفےٰ کو محل میں سے بلا کر تخت پر بٹھایا۔ اور انعام حاصل کیا۔ وزیر اعظم نے اس بغاوت کی خبر سُن کر تمام امیروں کو طلب کیا ہے اور یہ صلاح لینی چاہتا ہے کہ اس حالت میں کیا کرنا چاہیئے موقع نازک ہے اور سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیئے اگر مصطفےٰ کی مدد کرتے ہیں تو سلطان سلیم کی ناراضی کا باعث ہوتے ہیں۔ اور اگر بڈھے پادشاہ کی مدد کرتے ہیں تو مصطفےٰ کے عتاب میں گرفتار ہوتے ہیں پاشا نے یہ تمام باتیں بڑے غور سے سُنیں اور کچھ جواب نہ دیا اور آہستہ سے لیوکس اور جیولین کو آج رات کے تمام محل کے ماجرے کہہ سُنائے یہ دونوں شخص بھی یہ تمام باتیں سُن کر بہت حیران ہوئے اور اب خلیل کی تمام کارروائیاں اُن کی نظروں میں پھر گئیں کشتی کنارے پر پہنچی بازار تمام بند تھے۔ وہ اُس میں سے گذرتے ہوئے وزیر اعظم کے مکان پر پہنچے۔ فوج کے سپاہی پہرے پر کھڑے تھے۔ جوہیں کہ پاشا کو آتے دیکھا۔ اِن سب نے فوجی سلام کیا۔ یہ محل میں داخل ہوا۔ اور اپنے دونوں ساتھیوں کو باہر کمرے میں چھوڑ کر آپ اندر گیا جہاں کہ وزیر اعظم اور اور بڑے بڑے سردار جمع تھے انہیں

وزیر اعظم ۔ پاشا کی طرف مخاطب ہو کر واضح ہو کہ چالیس ہزار جاں نثاریوں نے شاہی محل کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے اور اُمید کرتے ہیں کہ شاہی فوج بھی اس بغاوت میں اُن کا ساتھ دیگی۔ لیس ہم سب آپ کی رائے کے منتظر ہیں کہ آپ فوج کا انتظام کر سکتے ہیں یا نہیں؟۔

پاشا۔ حضور فوج کی حالت نازک ہے پہلے موقع پر وہ سب حسن آفندی کا سر نہ پاکر میرا سر کاٹنے کو آمادہ ہوگئے تھے مگر خیر میں کوشش کرونگا جس طرح آپ مجھ کو حکم دینگے

اور ساتھ ہی پاشا کو خیال آیا کہ اس وقت خلیل میری مدد کو نہیں ہے اُسی وقت اُس کمرے کا دروازہ کھلا اور وزیر کا ایک نوکر اندر آیا تخت کے سامنے آداب بجالایا اور کہنے لگا حضور ابھی ایک قاصد قلعہ میں آیا ہے اور خبر دیتا ہے کہ ایڈریانوپل کا پاشا بختیار ایک بڑی جرار فوج لے کر قسطنطنیہ کو جان نثاریوں کے ہاتھ سے بچانے کے لیئے آتا ہے۔

وزیر اعظم۔ فوراً خدا کی درگاہ میں شکر بجالایا اور کہنے لگا یہ بختیار پاشا میرا دوست ہے اور یہ ضرور سلطان سلیم کی مدد کریگا اور جان نثاریوں کو سزا دیگا

وزیر کا نوکر حضور یہ بھی سُنا ہے کہ پاشا فوج کے ساتھ دو کوچ سہ کوچ کئے ہوئے بہت جلد چلا آتا ہے۔ اور اب اس شہر سے کچھ فاصلہ پر ہے۔ اب سب لوگ حیران تھے کہ آیا ہم کو مصطفےٰ کی مدد کرنی چاہیئے یا سلیم سلطان کی قطعی تو بڈھے بادشاہ کی مدد کے لیئے تیار ہوگئے اور وزیر نے ڈلیٹین پاشا کو حکم دیا کہ وہ فوراً جاکر شاہی فوج کو آراستہ کرے ڈلیٹبن پاشا فوراً لیوکس اور جیولین کے ساتھ ان گھوڑوں پر سوار ہوکر جو وزیر کے طویلے سے تیار کئے گئے تھے روانہ ہوا کچھ عرصہ گذرنے کے بعد لیوکس وزیر کے محل میں داخل ہوا اور پہرے دار سے اجازت لے کر وزیر کے روبرو پیش ہوا اور مجرا بجالایا۔ اور ایک انگوٹھی پیش کرکے کہنے لگا کہ ڈلیٹبن پاشا نے مجھ کو بطور قاصد کے روانہ کیا ہے میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ شاہی فوج بادشاہ کی طرف دشمن سے لڑنے کو تیار ہے۔ مگر بختیار پاشا کی فوج کی منتظر ہے یہ انگوٹھی پاشا نے مجھ کو بطور شناخت کے دے کر بھیجا ہے۔

وزیر۔ یہ خبر سُن کر باغ باغ ہوگیا اور انگوٹھی دیکھکر لیوکس کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا اس کے صلہ میں تم کو آج سے سلطنت کا وکیل بنایا گیا۔

لیوکس اس طرح سے ایک بڑا عہدہ حاصل کرکے باغ باغ ہوا اور فوراً آداب بجالایا

اِس کے بعد وزیر اعظم سے رُخصت ہوکر روانہ ہوا کچھ عرصہ نہ ہوا تھا کہ اسی طرح جیولین وزیر کے سامنے پیش ہوا وہ بھی پاشا سے ایک خبر لایا تھا وہ یہ تھی کہ پاشا نے کچھ چیدہ فوج وزیر کے محل کی حفاظت کے لیئے بھیجی تھی اس غرض سے کہ اگر جان نثاری حملہ آور ہوں تو وہ وزیر اعظم کے محل کو بچا سکیں اُس نے بھی یہ خبر سنا کر پاشا کی انگوٹھی پیش کی۔ وزیر پاشا کی اس حرکت سے بہت خوش ہوا اور جیولین کو نائب وکیل سلطنت مقرر کیا یہ بھی خوش ہوا اور شکر بجالایا اور مجرا کرکے روانہ ہوا تھوڑی دیر بعد توپخانوں کی کھڑکھڑاہٹ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز پیدل فوج کے باجے اور بگل وغیرہ کی آوازیں

محل کے اندر کے لوگوں کے کان میں پڑیں سب نے
معلوم کیا کہ فوج محل کی حفاظت کے لئے آگئی۔

باب بائیسواں

خونریزی

یہ رات ایک بڑی قابل یادگار اور حادثات سے بھری
ہوئی تھی صبح ہی سورج نمودار ہوا مختلف قسم کی افواہیں
شہر میں بلند تھیں مگر دن چڑھنے پر سب باتیں ٹھیک
ہوتی گئیں۔ شہر قسطنطنیہ میں فوج کے دو مختلف گروہ دو
مختلف جگہوں میں قائم تھے۔ جانثاری چالیس ہزار
تعداد میں سلطان مصطفےٰ کی حمایت میں لڑنے کے لئے
آمادہ محل کے گرد پڑی تھی۔ سلطان سلیم کو تخت سے
اوتار کر قید کر رکھا تھا۔ دوسری جانب تمام فوج شاہی معہ
توپخانہ پیدل اور رسالے کے جن کی تعداد پچاس ہزار کے
قریب تھی۔ ڈلٹیبن پاشا کے زیر حکم وزیر اعظم کے محل
کے سامنے کے میدان میں جمع ہوئے۔ بختیار پاشا کی فوج
کے آنے کی منتظر تھی مگر بغیر بختیار پاشا کی فوج کی مدد
کے جانثاریوں کے مقابلے میں پڑنے سے ڈرتے تھے صبح
کو شہر کی یہ حالت تھی کہ بازار کے بڑے بڑے ناکوں پر
ایک ایک توپ اور کچھ سوار باشندگان شہر کی حفاظت
کے لئے جاں نثاریوں کی لوٹ کھسوٹ سے باز رکھنے
کی خاطر ناکہ بندی کئے ہوئے تھے مگر شہر کے لوگ بہت
گھبرا رہے تھے اور سوچتے تھے دیکھئے اونٹ کس کروٹ
بیٹھتا ہے۔ دوپہر کے بارہ ۱۲ بجے ہونگے کہ گشت کے سوا
نے وزیر اعظم کو آکر خبر دی کہ بختیار پاشا ایک بڑی
فوج کے ساتھ فصیل شہر کے کنارے پر آگیا ہے۔
کے سردار آغا نے بختیار پاشا کے پاس قاصد بھیجا اُس
کو تمام ماجرے کی اطلاع دی۔ اور درخواست کی کہ آپ
بھی بادشاہ مصطفےٰ کی طرف داری کیجئے۔ وزیر اعظم
ڈلٹیبن پاشا کے ساتھ خود بختیار پاشا سے ملنے کو گ
اور اُس کو اپنی طرف مائل پاکر بہت خوش ہوا۔ جانثار
کے سردار آغا کے قاصد نے اُس کو اطلاع دی کہ بختیار
سوائے سلطان کے اور کسی کی مدد نہ کریگا۔ اور وہ
اور ڈلٹیبن کے فوج میں واپس آنے پر ایک قاصد چٹھی
ڈلٹیبن کے نام لایا۔ جس میں لکھا تھا (اے مہربان ا
عزیز دوست تم نے جو بادشاہ کی طرف داری کی ہے
اس کا نتیجہ بہت اچھا ہوگا میں خود بختیار پاشا کی
موجود ہوں۔ اور اُمید قوی ہے اے عزیز پاشا تم ا
پیارے آقا کی حمایت میں جان توڑ کر اپنی فوج کے سا
دشمن سے مقابلہ کروگے اور نیک صلے کے اُمیدو
ہوگے آپ کا عزیز دوست خلیل عثمان) پاشا نے وہ
چٹھی پڑھی تو یہ معلوم کرکے کہ خلیل صحیح وسالم موجود
بہت ہی خوش ہوا کچھ عرصے بعد شہر میں یہ افواہ مشہو
ہوئی کہ جانثاریوں نے بڈھے بادشاہ کو محل میں قت
کر ڈالا۔ اور یہ کام مصطفےٰ کے اشارہ سے ہوا۔ بس ا

پاشا پاشا اور اُس کی فوج غصّے سے بیتاب ہوکر ایک
دم جانثاریوں پر ٹوٹ پڑے۔ جانثاری بھی یہ خیال
تھے کہ ایسی کثیر فوج کے سامنے ہماری فتح ناممکن ہے۔
اور ہتیار ڈالدیئے تو بھی جان کے لالے پڑے خوب
جان توڑ توڑ کر لڑے۔ شہر کے میدان اور خاص کر شاہی
قلعہ کا گرد و نواح اس وقت بڑی رزمگاہ بنے ہوئے
تھے ڈلیٹبن پاشا اپنی تمام فوجی تدبیریں اور لیاقتیں
کام میں لایا مگر جانثاریوں کی فوج کے سامنے کچھ نہ کر سکا
اور اُنہوں نے اِس کی فوج کو پسپا کر دیا۔ پاشا
نے پھر اپنی فوج کو جمع کیا۔ اور چار طرف سے اُن پر حملہ
آور ہوا۔ پھر اُس کی فوج نے چاروں طرف سے شکست
کھائی جس سے اُس کی اور فوج کی ہمت پست ہوگئی
مگر اُسی وقت ایک بڑی کثیر فوج دو افسروں کی سرداری
میں اُن کی مدد کو آپہنچی وہ دونوں افسر ایک خود بختیار
پاشا اور دوسرا خلیل تھا۔ اِن دونوں افسروں
نے فوراً فوج کے دو دستے کئے ایک خلیل کے ماتحت
اور دوسرے کا سردار بختیار پاشا خود بنا خلیل اپنی
فوج کے ساتھ پاشا کی حمایت میں جانثاریوں کے
مقابلے میں جما۔ اور فوراً اُن کو اُس مقام سے جہاں
وہ حال میں قابض ہوگئے تھے۔ نکال دیا ادھر
بختیار پاشا اپنی فوج کو لے کر شیر ببر کی طرح لڑتا ہوا
فوراً قلعے کے اندر داخل ہوا وہاں پہنچتے ہی فوراً
فوج نے نعرہ بلند کیا اب ہم مصطفے کو ماریں گے اور

اور محمود کو تخت پر بٹھائیں گے۔ فوج آناً فاناً میں تمام
قلعہ پر قابض ہوگئی۔ اور اُن جانثاریوں کو جو وہاں
پائے گئے قید کر لیا اُدھر خلیل اور ڈلیٹبن پاشا اپنی
اُس فوج کو جو جانثاریوں سے دوسری طرف مقابلہ کر
رہی تھی۔ چھوڑ کر اپنا اپنے بوڈی گارڈ کو لئے ہوئے
قلعے میں پہنچے۔ بختیار پاشا اور اُس کے ماتحت افسر
مصطفے کو محل میں ڈھونڈتے پھرتے تھے۔ اور یہی
لفظ زبان پر تھے۔ اُسے فوراً مار دو اُس نے اپنے باپ
کو مار ڈالا ہے۔ کچھ عرصے میں خود بختیار پاشا نے
مصطفے کو محل کے ایک کمرے میں اپنی تیغ سے ہلاک
کیا اب فوراً نعرہ بلند ہوا۔ سلطان محمود ثانی کی عمر
دراز ہو مگر اُسی وقت خبر سُنی کہ جانثاریوں نے میگزین
پر قبضہ کر لیا اس ہولناک خبر کو سُن کر سب کے ہوش
اُڑ گئے اور سب نے اُدھر کا رُخ کیا وہاں ایک بڑی
خوں ریز لڑائی واقع ہوئی۔ اب چونکہ جانثاریوں
کو اطلاع ہوگئی تھی کہ مصطفے مارا گیا اس لئے وہ بڑے
زور سے لڑے بہت سے آدمی بختیار پاشا اور ڈلیٹبن
پاشا کی فوج کے مارے گئے۔ اور کچھ عرصے کے لئے
اُنہوں نے اپنی جنگ جوئی سے ان دونوں فوجوں
کو ہولناک کر دیا یہ حالت دیکھکر ڈلیٹبن بختیار اور
خلیل کے اوسان باختہ ہوئے مگر فوراً ایک سردار
اُن کی فوج کا بولا۔ اس وقت موقع بڑا نازک ہے
حضور مجھ کو اجازت دیں کہ میں میگزین

جاکر آگ لگادو۔ ان تینوں کی زبان سے ابھی کچھ
نہ نکلا تھا کہ وہ سردار فوراً قلعے کے اندر گھسا چونکہ
رات تاریک تھی قلعہ والے اوپر سے نہ دیکھ سکے اس
نے نیچے کے معمولی پہرہ داروں کو تہ تیغ کیا اور اندر کے
دروازہ کو ایک توپ کے گولے سے توڑ کر قلعے میں داخل
ہوا اور میگ زین کے اس حصے میں جہاں بارود
بھری ہوئی تھی آگ لگا دی۔ تمام عمارت آناً فاناً میں اُڑ گئی اور یہ
بیچارہ بھی وہیں کام آیا۔ فوج شاہی اس کو قلعے
میں اس ارادہ سے جاتا ہوا دیکھ کر فوراً پیچھے ہٹ
آئی تھی اور ایک کافی فاصلہ پر جا کھڑی ہوئی تھی
چنانچہ یہ سب بچ گئے مگر وہ جاں نثاری جو قلعے میں
تھے تودوں کی طرح اُڑ کر ادھر اُدھر جا پڑے۔ اب
تھوڑے سے جاں نثاری جو ادھر اُدھر رہ گئے تھے۔
فوراً بھاگ پڑے مگر قید کئے گئے اور انہوں نے فوج
شاہی کے سامنے ہتھیار ڈال دئے چنانچہ فوج فتح
یاب ہو کر اپنے قیدیوں کو لئے ہوئے اپنے کیمپ میں
داخل ہوئی مگر تھوڑی سی جرار فوج محل شاہی اور
وزیر کے مکان کی حفاظت کے لئے چھوڑ دی گئی۔
ڈیشین پاشا اس فتح کے حاصل کرنے سے بہت خوش
ہوا مگر اب خیال تھا کہ معلوم نہیں سلطان کس طرح
پیش آئے اور کس مزاج کا ہو کیونکہ سلطنت کا کوئی
شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ کس قد و قامت
اور شکل و صورت کا آدمی ہے رات اسی کشمکش و پیچ میں

گذری صبح سات بجے ڈیشین پاشا نے نیند سے بیدار
ہو کر غسل کیا اور منتظر تھا کہ آج بادشاہ تخت پر بیٹھے گا
مگر اس بات پر حیران تھا کہ ابھی کوئی قاصد اسے اطلاع
دینے نہیں آیا فوراً ایک قاصد پہنچا اور محل میں حاضر
ہونے کا مژدہ دیا اس نے فوراً اپنا لباس زیب تن کیا
اور قیمتی تلوار ہاتھ میں لے کر محل کا رخ کیا وہاں پہنچنے
پر داروغہ محل نے اس کو ایک باہر کے کمرے میں ٹھہرا
دیا اور کہنے لگا میں ابھی آپ کو اندر بلاتا ہوں پاشا
نے وہاں کچھ توقف کیا تھوڑے عرصے بعد کمرے کا دروازہ
اندر سے کھلا پاشا نے وہاں لیوکس جیولین شرزنگلنار
اور زلیخا کو دیکھ کر بہت حیران ہوا مگر بولنے کی طاقت
نہ تھی۔ یہ راز سربستہ فوراً لیوکس نے آہستہ سے اس
کے کان میں کہہ دیا۔ وہ یہ تھا کہ وزیر اعظم نے ہمیں
اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے بلایا ہے اسی اثنا
میں محل کا ایک شاہی افسر ان سب کو لینے کے واسطے
آیا یہ کل گروہ اس محل کے عمدہ عمدہ کمروں میں سے
گذرتا ہوا دربار کے کمرے میں داخل ہوا مگر ادب سے
ہر ایک شخص نظر جھکائے ہوئے تھا۔ اس کمرے کے
بیچ میں ایک اونچے طلائی تخت پر بادشاہ نہایت
بیش بہا کپڑے پہنے ہوئے رونق افروز تھا اس کے
گرد وزیر اعظم دربار کے اعلیٰ اعلیٰ افسر اپنے اپنے
درجوں پر ادب سے کھڑے تھے ان سب نے
پہنچ کر تخت کے سامنے مجرا کیا اور زمین کو بوسہ دینے

بیٹے لئے جھکے ۔

سلطان ۔ اے عزیز دوستوں اوٹھ کھڑے ہو آخر یہ موقع پیش آیا کہ ہم پھلے اب یہ سب لوگ حیران تھے کہ یہ آواز اُن کے لئے کچھ نئی نہ تھی مگر زلیخا جو پہلے ہی سے واقف تھی کچھ حیران نہ ہوئی حیرانی کے ساتھ اِن باقی لوگوں نے اپنی نظریں اوٹھائیں اور نئے بادشاہ کی طرف دیکھتے ہی پہچان گئے کہ وہ تو اِن کا دوست خلیل عثمان ہے اب وہ خیال جو اُن کو خواب نظر آتا تھا درست ثابت ہوا یہ بھی درباریوں کے ساتھ مودبانہ کھڑے ہوگئے تینوں لڑکیوں نے بادشاہ کے ادب کی خاطر چہرے سے نقاب اوتار دئے خلیل نے جب زلیخا کی طرف اُلفت کی نگاہ سے دیکھا ۔ اور اُس نے اُس کی طرف تو بس اس لڑکی کا دل خوشی کے مارے ۔ پھولا نہ سماتا تھا

سلطان ۔ پاشا کی طرف مخاطب ہوکر میں آپ کی خدمتوں کا بڑا ممنون ہوں اور اِس صلے میں آپ کو سوائے نائب وزیر ہونے کے اپنی فوج کا بڑا خزانچی بھی مقرر کرتا ہوں یہ کہکر توشہ خانہ کے داروغہ کیطرف اشارہ کیا اُس نے فوراً پاشا کو ایک بڑا بیش بہا خلعت پیش کیا ۔ پھر لیوکس اور جیولین کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا تم دونوں نوجوانوں کو میں نے اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا اُمید ہے کہ تم اپنے فرائض کو اچھی طرح ادا کروگے اور روز بروز ترقی کروگے ان دونوں نے شکر کے لئے زبان کھولی ۔ مگر اُس نے پاشا سے بے پروائی کرکے تمام درباریوں کو اشارہ کیا کہ دربار برخاست کیا جائے وہ سب نذریں دیکر رخصت ہوئے ۔ مگر ڈیٹین پاشا ۔ لیوکس جیولین تنزرہ گلنار اور زلیخا روک لئے گئے ۔ سلطان تخت سے اوترا نیچے ایک کرسی پر بیٹھ گیا ۔ اور اُن سبکو اپنے سامنے بٹھالیا ۔ اور کہنے لگا اس وقت سب ہم ویسے ہی ہیں جیسے کہ پاشا کے محل میں رہا کرتے تھے ۔ اور اُس نے اُسی طرح لیوکس اور گلنار جیولین اور تنزرہ کو ساتھ بیٹھنے کے لئے مجبور کیا اور خود زلیخا کو اپنے ساتھ بٹھایا ۔ اب پاشا کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا لیجئے اب میری داستان سنئے حسن آفندی زلیخا کا باپ میرا مذہبی اتالیق تھا اور اُس نے بڑی جاں فشانی اور محنت کے ساتھ مجھے تعلیم دی ہے ۔ جب میرے والد بزرگوار نے اُس کے مارنے کا حکم دیا تو اس نے اپنی اِس لڑکی کو میرے پاس بھیجا اور میری ملاقات کی درخواست کی زلیخا جب میرے پاس آئی فوراً اُس کی خوبصورتی نے میرے دل میں جگہ کی اُس کے پدرانہ اُلفت کے جوش اور اپنے استاد کی جاں فشانی سے تعلیم دینے کے خیال سے میں نے اس سے مدد کرنے کا وعدہ کیا جب یہ چلی گئی تو میں اپنے والد بزرگوار کے قدموں پر گرا اُس سے پوشیدہ اجازت [illegible]

لی کہ بغیر نام اور بغیر لباس میں چند عرصہ کے لئے محل سے باہر جاؤں اور اس آفت کا کھوج لگاؤں بڑی مشکل سے وہ راضی ہوئے مگر یہ اپنی انگوٹھی مجھے دی کہ آفت پڑے پر یہ ایک طلسم کا کام دیگی پھر مسکرا کر کہنے لگے کہ آپ نے اس کا اثر بھی دیکھ لیا ہوگا۔

پاشا۔ جی ہاں میں حیران تو بہت ہوتا تھا۔ مگر جب یہ خیال ہوتا تھا کہ شاہزادے محل سے نکل نہیں سکتے تو وہم اور گمان جاتے رہتے تھے۔

سلطان۔ بس اب کھوج لگانے کا حال تو آپ کو سب روشن ہے۔ اس کے بیان کی کچھ ضرورت نہیں مگر ہاں سنئے اب ذرا مضمون غمگین ہے۔

پاشا۔ جی حضور میں خوب سمجھتا ہوں کہ آپ اس بدکار عورت کا ذکر کرینگے او اس کو سن کر مجھے ملال ہوگا۔ مگر یہ بالکل نہیں۔

سلطان۔ شاباش شاباش شاباش سنئے مسرور اور آمنہ نے تمام باتوں کا اقرار کر لیا ہے آمنہ کا بیان ہے کہ وہ شہر میں سے نوجوان لوگوں کو آپ کی بیوی کی خواہش پورا کرنے کے لئے لیجاتی تھی۔ اور مسرور ان کو اوپر سے جاتا ہوا دیکھ کر پیچھے سے خنجر مار کر ٹریپ ڈور کے اندر ڈال دیتا تھا۔ مسرور چونکہ بالکل بے گناہ تھا لہذا اس کو میں نے چھوڑ دیا۔ آمنہ جو اس کام کی سرگروہ تھی وہ تمام عمر کے لئے سخت قید کی گئی ہے۔ یہاں وہ زندہ رہے گی اور ہمیشہ اس گناہ عظیم کے عوض میں خدا سے دعا کریگی۔ اب سنئے اسمیڈہ کہ جو ایک نالائق جرم کی مرتکب تھی آج صبح جلاد کے ہاتھ سے قتل کی گئی اور دریائے باسفرس میں اس کی لاش ڈال دی گئی۔ پھر زلیخا کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا لو اب تمہارا باپ بچ گیا۔ اور ہمارے شہر قسطنطنیہ نے اس خوفناک واقعے سے نجات پائی کچھ عرصے تک بالکل خاموشی رہی پھر سلطان نے ایک غلام کو حکم دیا کہ ایک قاضی فوراً حاضر ہو

لیوکس کی گرفتاری سے جیولین کی شہزادہ سے سلطان کی زلیخا سے شادی ہوئی۔ پاشا اپنی لڑکیوں کو ان لوگوں سے جو ابھی اعلیٰ عہدے پا چکے تھے شادی کرتا ہوئے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور پھر زلیخا کے ماں باپ نہایت خوش تھے کہ ان کی بیٹی ایک بڑے سلطان کی بیوی بنی کچھ عرصے بعد سلطان کے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام عبدالمجید رکھا گیا اس نے بہت عرصے تک سلطنت کی رعایا کو امن امان بخشا لوگوں کی عرصے دراز کی خواہش پوری کیں جاں نثاریوں کی فوج کا زور توڑ دیا۔ پاشا اور جیولین اپنے عہدوں کو بہت اچھی طرح انجام دیتے رہے القصہ سب اپنی زندگی راحت اور آرام میں گذارتے تھے۔

تمام شد

مطبع جوہر ہند دہلی محلہ پیپل مہادیو